ازالۃ الغواشی

یعنی ترجمہ اردو

اصول الشاشی

از رشحات کلک جواہر سلک علامۂ زمان فہامۂ دوران حضرت

مولوی محمد مشتاق احمد صاحب انبہٹوی دامت برکاتہم

باہتمام احقر انام محمد عبد الاحد عفا اللہ عنہ الصمد بماہ رجب ۱۳۲۵ھ

مطابق ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء

مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

مجتبائی دہلی حسب مناسبت کتاب

نام کتاب	قیمت
سنن ابوداؤد مجتبائی اسکی تصحیح مین بہت اہتمام کیا ہے مولانا مولوی محمد حسن صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ دیوبند نے متعدد نسخ مطبوعہ وقلمیہ سے اسکا مقابلہ کیا ہے اور بہت ضروری حواشی مفیدہ بھی اضافہ کیے ہین بیاض مابین متن وحاشیہ پر مثل صحیح بخاری تمام نسخے اور انکے متعلق جو عبارت درج ہین انکی تصحیح جلی ہے اور حاشیہ بھی بخط نسخ لکھا گیا ہے۔ اس کتاب حدیث کی خدمت سب سے پہلے اس مطبع نے کی ہے اور جو شکایت علما کو لاحق کو اس کتاب کے صحیح نسخے کی تھی اسکو دور کر دیا ہے ناظرین اسکی خوبی ملاحظہ سے معلوم کرینگے کاغذ سفید وحنائی۔	صہ
ایضاً کاغذ ولایتی چکنا۔	سے
مشکوٰۃ شریف مجتبائی محشی بحواشی جدیدہ مع اکمال فی اسماء الرجال	للعہ
بخاری شریف محشی از مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری در دو جلد کامل۔ مجتبائی۔	
کاغذ ولایتی سفید۔ ۔ ۔	عـہ
ایضاً کاغذ حنائی موٹا۔	عـہ
بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مطبوعہ مجتبائی۔	ـــر
ترمذی شریف معہ شمائل نبوی صحیح وخوشخط محشی بحواشی مفیدہ مع فہرست ابواب کاغذ چکنا ولایتی سفید اصح المطابع	للعہ
تقریب التہذیب مع المغنی مجتبائی۔ فن اسماء الرجال مین یہ مختصر مشہور مستند۔ اور مقبول کتاب ہے اس سے پہلے بدخط ناموزون اور غلط چھپی تھی مطبع نے اصل کتاب کا چند صحیح نسخون سے بڑے غور کے ساتھ مقابلہ کرایا پھر ہر شخص کے نام پر حروف اشارات کی تصحیح مین کوشش بلیغ کیگئی کہ جسے علما ہی سمجھ سکتے ہین اور اس کے آخر مین علامہ محمد طاہر کی مغنی شامل کیگئی ہے تقطیع ۱۷-۲۶ مثل	
شرح وقایہ مولوی عبدالحی الرحمہ کاغذ سفید ولایتی۔	۸ر
ایضاً کاغذ رنگین۔	عا
ثلاثیات امام بخاری مع ترجمہ اردو۔ مجتبائی۔	ـــر
صحیح مسلم شریف مع نووی مجتبائی۔ یہ کتاب پہلے مختلف مطابع مین ناموزون اور بڑی تقطیع پر چھپ چکی ہے اب اس مطبع مین تقطیع ۲۲-۲۹ دو صفحہ مثل تقطیع بخاری شریف مصطفائی و مجتبائی کے طبع ہوئی ہے۔ متن بخط نسخ زیر متن اسکی شرح نووی بخط نستعلیق۔	
حاشیہ پر نسخوں کا اختلاف و بعض ضروری مواقع جدید حواشی قلمی و مطبو نسخوں سے مقابلہ و صحت کیگئی ہے خط اچھا۔ چھاپہ صاف کاغذ سفید حنائی۔ موٹا	
ایضاً کاغذ ولایتی سفید	
موطا امام مالک محشی	
مسند امام اعظم مع ش ملا علی قاری۔ مجتبا	
نسائی شریف مج رفع اغلاط وتصحیح ضبط اعراب و حل لغات مین مین زیادہ کوشش کیگ اور متن کا مقابلہ چند اور ایک خاص نسخہ ق سے جو مولانا شاہ محمد صاحب محدث دہلو و دیگر محدثین کے نسخوں مقابلہ ہوچکا تھا کیا ہے۔ اور زہر الربیٰ علامہ سیوطی۔ اور علامہ ابوالحسن حنفی	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد محتاج رحمۃ الٰہی **مشتاق** احمد حنفی انبہٹوی عرض کرتا ہے کہ حضرت مخدومی مولانا ابو الفضل والعلم العفو مولانا مولوی حافظ شاہ محمد صاحب الملقب بہ شاہ سراج الحق قادری دہلوی نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اور علوم شرعیہ فقہ و حدیث و تفسیر پر تو علما نے اردو میں تصانیف کیں اور ترجمے کیے ہیں مگر علم اصول فقہ میں کوئی اردو کا رسالہ نظر سے نہیں گذرا اگر تو **اصول شاشی** کا ترجمہ اردو میں کر دے تو عام مسلمان قاری جو عربی نہیں جانتے ہیں ان کو بھی اس علم شریف کے مسائل اور نکات کے معلوم کرنے کا موقعہ ملے لہذا حسب الحکم حضرت مخدومی موصوف کے خاکسار اصول شاشی کا بامحاورہ ترجمہ اردو میں کرتا ہے جس مسئلہ کی مثال اصل کتاب میں مصنف نے لکھی ہے وہ تو لکھا ہی جا رہا ہے اور جس کی مثال نہیں ہے وہ حتی الوسع خاکسار لکھیگا اور جس مسئلہ میں توضیح و تشریح کی ضرورت پڑے گی اس کی تشریح کرے گا ان شاء اللہ یہ اردو زبان میں مستقل رسالہ علم اصول کا ہوگا واسئول من اللہ تعالیٰ ان یجعلہ خالصا لوجہہ الکریم۔

اس ترجمہ کتاب سے پہلے علم اصول کی تعریف اور اسکے موضوع کا بتلا دینا ضروری ہے پس واضح ہو کہ تعریف علم کی یہ ہے الاصول علم یعرف بہ کیفیۃ استنباط الاحکام من ادلتہا یعنی علم اصول وہ علم ہے کہ جس کے دلائل شرعیہ سے احکام شرعیہ کے استنباط کرنے اور استخراج کرنے کی کیفیت معلوم ہو مثلاً ہم کہیں الزکوٰۃ واجبۃ یعنی زکوٰۃ واجب ہے یہ ایک حکم شرعی ہے ثبوت اس کے وجوب کا یوں ہے کہ اس کے ادا کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جیسا کہ فرمایا واٰتوا الزکوٰۃ۔ دو زکوٰۃ۔ اور جس کا حکم خدا دے وہ واجب ہے پس زکوٰۃ واجب ہے۔

موضوع علم اصول کا ادلہ شرعیہ ہیں اس حیثیت سے کہ وہ احکام شرعیہ پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ موضوع ہر ایک علم کا وہی ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ اور حالات سے اس علم میں بحث کیجائے علم اصول میں دلائل شرعیہ ہی کے مراتب اور انکی کیفیت اور ان سے مسائل کے استخراج کرنے وغیرہ امور سے بحث کیجاتی ہے لہذا دلائل شرعیہ اس علم اصول کا موضوع ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا مصنف اصول شاشی نے اصول فقہ کے چار ہین۔ **کتاب اللہ سنت رسول اللہ** **اجماع امت۔ قیاس**۔ ان چارون اقسام کے متعلق بحث کرنا اور تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ ان سے احکام شرعیہ کے نکالنے اور معلوم کرنے کا طریقہ معلوم ہو۔

پہلی بحث کتاب اللہ مین

(مترجم) کتاب اللہ کی تعریف یہ ہے کہ وہ قرآن اتارا گیا ہے خدا تعالی کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر لکھا ہوا ہے مصاحف مین منقول ہے ہم تک بطور نقل متواتر۔ نقل متواتر کی قید سے وہ قرائۃ داخل قرآن نہ رہی جو بطریق آحاد ہم تک منقول ہے مثلاً قضاء رمضان مین فعدۃ من ایام اخر مین متتابعات کا کلمہ زیادہ بنقل آحاد منقول ہے لہذا وہ جزو قرآن نہین یا جو شہرت کے درجہ مین ہو مگر متواتر نہ ہو وہ بھی داخل قرآن نہین جیسے قرائۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مین بجائے فاقطعوا ایدیہما کے فاقطعوا ایمانہما ہے۔

فصل خاص اور عام کے بیان مین خاص وہ لفظ ہے کہ بنایا گیا ہو واسطے معنی معلوم یا مسمی معلوم کے بطور انفراد کے یعنے وہ لفظ ایک ہی معنی پر دلالت کرتا ہو اور ایک حیثیت سے زیادہ افراد کو شامل نہ ہو خاص فرد کی مثال زید اور خاص نوع کی مثال رجل اور خاص جنس کی مثال انسان ہے

(مترجم) علم اصول مین نوع وہ ہے جو متفق الاغراض پر دلالت کرے جیسے رجل کہ اس کے متعلق اغراض ایک ہی قسم کی ہین کہ وہ نبوت امامت وغیرہ کے لائق ہے اور امراۃ یعنے عورت اس کے متعلق اغراض دوسری قسم کی ہین کہ وہ فراش و خانہ داری وغیرہ کے مناسب ہے یہ دونون جدا جدا نوعین ہین۔ جنس وہ ہے

جو مختلف الاغراض پر دلالت کرے اس کی مثال انسان ہے کہ ہر دو نوع رجل اور عورت مختلف الاغراض کو شامل ہے۔ عام وہ لفظ ہے جو کئی افراد کو ایک وقت مین شامل ہو خواہ یہ شمول لفظاً ہو جیسے مسلمون و مشرکون (کہ یہ دونون جمع کے صیغے ہین ایک وقت مین بہت سے افراد کو شامل ہین) اور خواہ یہ شمول معنیً ہو یعنے لفظ مین تو صیغہ واحد ہو مگر معنی مین بہت سے افراد پر دلالت کرتا ہو (جیسے ما کہ اشیاء غیر ذوی العقول پر بولا جاتا ہے) اور من (کہ ذوی العقول کی جماعت پر ایک وقت مین بولا جا سکتا ہے) کتاب اللہ کے خاص کا حکم یہ ہے کہ اسپر عمل کرنا واجب ہے یقیناً۔ اگر اس کے مقابلہ مین خبر واحد یا قیاس آوے تو جہان تک ممکن ہوگا دونون مین جمع کرینگے جب تک کہ خاص کے حکم مین کچھہ تغیر پیدا نہو اور دونون پر عمل کیا جاویگا اور جمع کرنا ممکن نہین ہوگا تو کتاب اللہ پر عمل کیا جاویگا اور اس کے مقابل خبر واحد یا قیاس کو چھوڑنا پڑیگا۔

خاص کی مثال۔ فرمایا اللہ تعالے نے یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء یعنی جن عورتون کو ان کے خاوندون نے طلاق دیدی ہو وہ تین قرء تک انتظار (عدت) مین بیٹھین۔ اس آیۃ مین لفظ ثلاثۃ خاص ہے عدد معلوم مین لہذا اسپر عمل کرنا واجب ہوگا تین کی جگہ ساڑھے تین اس کے معنی لے سکتے ہین اور نہ اڑھائی پس اگر قرء کے معنی طہر کے لین جیسا مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے تو اس خاص کو ترک کرنا پڑیگا اسواسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مدت عدت تین طہر قرار نہین دیتے بلکہ دو طہر کامل اور ایک طہر کا وہ حصہ جس مین طلاق واقع ہوئی ہے عدت مطلقہ فرماتے ہین اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدت عدت تین حیض ہین تین حیض لینے سے خاص معنی مین تغیر نہین کرنا پڑا تین پورے رہے) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قرینہ سے قرء کے معنی طہر کے لیے کہ لفظ قرء مشترک ہے درمیان طہر اور حیض کے اور چونکہ یہان اس کا ممیز ثلاثۃ مونث آیا تو معلوم ہوا کہ قرء مذکر ہے اور اس سے مراد طہر ہے کیونکہ اسماء اعداد مین ثلاثۃ سے عشرۃ تک تا تانیث کا آنا ان کی تمیز کے مذکر ہونیکی علامت ہے مثلاً مذکر مین کہتے ہین ثلاثۃ رجال اور مونث مین بولتے ہین ثلاث نسوۃ۔ ہمارا جواب اس قاعدہ کی بابت یہ ہے کہ لفظ قرء اور حیض یہ دونون وضع مخصوص کے نام ہین اگر حیض مونث ہے تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ قرء بھی مونث ہو مثلاً عین اور ذہب ایک چیز یعنے زر کو کہتے ہین اور ان مین ذہب مذکر اور عین مونث ہے اس اختلاف مذہبین سے کئی مسئلے ہمارے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین مختلف ہو گئے ایک یہ کہ مثلاً کسی شخص

نے اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی ہمارے نزدیک تیسرے حیض میں رجوع کر سکتا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تیسرے حیض آتے ہی حق رجعت باقی نہیں رہیگا کہ اڑہائی طہر پورے ہوجاوینگے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہو کہ تیسرے حیض میں اگر غیر شخص اس معتدہ سے نکاح کرنا چاہے تو ہمارے نزدیک نکاح درست نہیں ہوگا کیونکہ ابھی عدت پوری نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح درست ہوجائیگا کہ عدت پوری ہوچکی۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ تیسرے حیض میں ہمارے نزدیک اس معتدہ کو مکان عدت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے کہ عدت پوری نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجازت ہے۔ چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ تیسرے حیض میں معتدہ کا خرچ خوراک اور سکونت کیواسطے مکان خاوند کے ذمہ ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بوجہ عدت پوری ہوجانیکے دونوں میں کچھ تعلق نہیں رہا۔ پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ تیسرے حیض میں خاوند کو اس معتدہ سے خلع کر لینے اور طلاق دیدینے کا اختیار اور حق ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کچھ حق باقی نہیں رہا۔ چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ خاوند اس معتدہ کی بہن سے یا اس کے سوا چار عورتوں سے تیسرے حیض کے وقت ہمارے نزدیک نکاح نہیں کر سکتا کہ عدت پوری نہیں ہوئی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح کر سکتا ہے۔ ساتواں مسئلہ یہ ہو کہ اگر خاوند معتدہ کے تیسرے حیض کے دنوں میں مر گیا تو معتدہ وارث ہوگی اور خاوند اس کے حق میں وصیت نہیں کر سکیگا کیونکہ وارث کیواسطے وصیت درست نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت اس صورت میں وارث نہیں ہوگی اور وصیت اس کے حق میں درست ہوگی۔

دوسری مثال خاص کی یہ ہے کہ فرمایا اللہ کریم نے قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم بیشک جان لیا ہمنے جو کچھ کہ مقرر کیا ہمنے مردوں پر ان کی بیبیوں کا مہر۔ اس آیۃ میں خداوند کریم نے بصیغہ متکلم یعنی فرضنا تقدیر مہر ازواج کو اپنی طرف منسوب کیا جس سے معلوم ہوا کہ مہر مقدار شرعی میں خاص ہے جو مقدار مہر شارع نے مقرر کر دی اس سے کم نہیں ہوسکیگا (مترجم) واضح ہو مقدار شرعی میں شک نہیں قطعی ہے مگر تعیین مقدار میں یہ آیۃ مجمل ہے اور مجمل کے واسطے بیان کی ضرورت ہے لہذا حدیث سے اسکی توضیح اور تشریح ہوگئی کیونکہ حدیث صحیح میں ہے لا اقل من عشرۃ دراہم یعنے کم سے کم مہر دس درہم کا ہوگا جب مقدار مہر خاص ہے اور منجانب شارع اسکی تعیین مخصوص ہے تو جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زوجین کی رائے پر مقدار مہر موقوف نہیں ہوگی یعنی دس درم سے کم مہر قرار نہیں دیا جائیگا

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نکاح مین تعیین مہر اور عقود مالیہ کے مانند ہے لہذا دونون جس قدر چاہین باہم رضامندی سے مہر مقرر کرلین اور اس قاعدہ پر یہ تفریع فرماتے ہین کہ عبادت کیواسطے عزلت اختیار کرنا نکاح کرنے سے بہتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک خاوند کے واسطے مباح ہی جس طرح چاہے طلاق دے ایک دفعہ ہی تین طلاقین دیدے یا متفرق کرکے دے اور ہمارے نزدیک دو یا تین طلاقین ایک دفعہ ہی بدعت مذمومہ ہین کیونکہ سنت کے مخالف ہین اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نفس خلع سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور ہمارے نزدیک خلع کے بعد اور طلاق دینے کا اختیار خاوند کو باقی رہتا ہے اور ایک مثال خاص کی یہ آیہ شریفہ ہے حتی تنکح زوجا غیرہ (مطلب اس آیۃ کا یہ ہے کہ اگر مرد نے عورت کو تیسری طلاق بھی دیدی تو وہ عورت مطلقہ ثلاثہ طلاق دینے والے خاوند پر حلال نہین ہو سکتی جب تک کہ اور نکاح نہ کرلے اور اسیکو شرعاً حلالہ کہتے ہین غرض اس مین نکاح کرنے کا عمل عورت کی طرف منسوب کیا ہے کہ وہ نکاح کرے جس سے معلوم ہو گیا کہ عورت بالغہ کو خود نکاح کرنے کا اختیار ہی) پس نہین چھوڑا جاویگا یہ حکم اس حدیث کے سبب ایما امراۃ نکحت نفسہا بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل باطل باطل یعنے جو عورت بلا اجازت اپنے ولی کے نکاح کرے اسکا نکاح باطل تین بار فرمایا۔

اس مسئلہ خاص کے سبب ماہین ہمارے اور امام شافعی رحمتہ علیہ کے یہ اختلاف ہو گیا کہ اگر مثلاً کسی عورت بالغہ نے بلا اجازت ولی کے از خود نکاح کرلیا تو ہمارے نزدیک خاوند کو اس عورت سے جماع کرنا حلال ہی اور مہر اور نان و نفقہ اس نکاح سے خاوند کے ذمہ لازم ہو جاویگا اور اگر خاوند طلاق دیگا تو طلاق بھی واقع ہو جاویگی اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک چونکہ بلا اجازت ولی نکاح درست نہین ہوا تو خاوند کو جماع کرنا درست نہین ہوگا اور مہر و نان نفقہ خاوند کے ذمہ لازم نہین آویگا اور چونکہ وہ عورت اصل ہین منکوحہ نہین اسپر طلاق بھی واقع نہین ہوگی اور اگر خاوند نے ایسی عورت کو جس نے بلا اجازت ولی نکاح کرلیا تھا تین طلاقین دیدین تو ہمارے نزدیک اگر وہ عورت پھر اسی خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو بلا حلالہ کے نکاح درست نہین ہوگا اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہوگا کیونکہ اُنکے نزدیک پہلا نکاح درست ہی نہ ہوا تھا اور نہ طلاقین پڑی تہین تاکہ حلالہ کی ضرورت ہوتی مگر یہ مسلک متقدمین اصحاب شافعی کا ہی اور متاخرین کے نزدیک تین طلاقون کے بعد یہ عورت خاوند اول پر بلا حلالہ کے درست نہین ہوگی (احتیاطاً انہون نے موافق حنفیون کے یہ فتوی دیا ہے)

عام کی بحث۔ عام کی دو قسمین ہین۔ عام مخصوص منہ البعض۔ اور عام غیر مخصوص منہ البعض۔ عام غیر مخصوص منہ البعض یعنے جس سے کوئی فرد خاص نہ کیا گیا ہو بلکہ اپنے تمام افراد کو شامل ہو وہ یقیناً عمل کے لازم ہونے مین خاص کے برابر ہے۔

چونکہ عام اپنے مفہوم پر قطعی الدلالۃ اور واجب العمل ہے اسواسطے ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب چور کو سزا مل گئی کہ اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو اس پر ضمان لازم نہین آوے گا اگرچہ جو مال چرایا ہے وہ ضائع ہوگیا ہو کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبا یعنے چور مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ دو بدلہ اس جرم کا جس کے وہ مرتکب ہوئے اس آیۃ مین کلمہ ما عام ہے شامل ہے تمام اس جرم کو جو چور سے ہوا تو تمام جرم کی سزا قطع ید ہاتھ کا کاٹا جانا ہوا اگر ضمان بھی ہو تو پھر سزا دو چیزون کے مجموعہ کا نام ہوگا قطع ید اور عوض مال مسروقہ دونون کا اور یہ مضمون نص یعنی کلمہ ما کے عموم کے خلاف ہے مسئلہ غصب پر مسئلہ سرقہ کا قیاس نہین کر سکتے غصب مین اگر مال مغصوبہ غاصب کے پاس ہلاک ہو جاوے تو غاصب کو اس مال کی قیمت دینی پڑیگی۔

کلمہ ما کے عام ہونے کی دلیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوتی ہے وہ فرماتے ہین جب مالک نے اپنی کنیز سے کہا ان کان ما فی بطنک غلاما فانت حرۃ یعنی اگر جو کچھ تیرے پیٹ مین حمل ہے وہ فرزند ہو تو تو آزاد ہے اس کنیز نے فرزند اور دختر توام یعنی دونون ایکبار جنے تو آزاد نہین ہوگی کیونکہ شرط مین کلمہ ما تھا جس کے معنی عموم کے ہین اسوقت وہ کنیز آزاد ہوتی کہ صرف فرزند پیدا ہوتا۔

اور اسی طرح ہماری دلیل نماز مین الحمد کے فرض نہ ہونے کی یہ آیۃ ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن اس مین کلمہ ما عام ہے خدا فرماتا ہے پڑھو جو کچھ قرآن شریف مین پڑھنا آسان ہو خواہ الحمد ہو یا قل ہو اللہ ہو یا اور آیۃ ہو ہان حدیث شریف مین یہ ضرور آیا ہے لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب نماز نہین ہوتی بغیر الحمد کے لھذا ہمنے قرآن و حدیث دونون پر عمل کیا اس طرح پر کہ قرآن کے معنی نہ بدلین حدیث کو نفی کمال پر محمول کیا یعنی حدیث کے معنی یہ ہین کہ نماز کامل بغیر الحمد کے نہین ہوتی پس مطلق قراۃ خواہ الحمد ہو یا غیر الحمد حسب حکم خداوند کے فرض ہوئی اور قراۃ خاص الحمد موافق حدیث واجب ہوئی دونون پر عمل ہوگیا۔

اور بوجہ عام کے لزوم العمل اور قطعی الدلالہ ہونے کے ہمنے اس آیۃ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے یہ

عام وہ ہے جو تمام افراد کو شامل ہو اور مخصوص منہ البعض وہ کہ جس سے کچھ خاص کیا گیا ہو

ثابت کیا کہ جس ذبیحہ پر جانکر بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا جاوے وہ حرام ہے کیونکہ اس آیۃ کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ ذبیحہ نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جاوے حالانکہ حدیث مین آیا ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے اس ذبیحہ کی نسبت دریافت کیا جسپر بسم اللہ جانکر نہین پڑھی گئی فرمایا کھاؤ کیونکہ ہر مسلمان کے دل مین اللہ کا نام ہے۔ اور ایسی صورت ہو نہین سکتی تھی کہ اس مسئلہ متروک التسمیہ عامداً مین حدیث و قرآن دونون پر عمل ہو سکتا کیونکہ اگر وہ ذبیحہ جس پر عمداً بسم اللہ نہین پڑھی گئی حلال سمجھا جاتا تو جس پر بھول کر بسم اللہ نہین پڑھی گئی وہ بدرجہ اولی حلال ہوتا پھر کتاب اللہ یعنی آیہ شریفہ کا حکم باقی نہین رہتا یعنی کوئی فرد عام کی ماتحت نہین رہتا لہذا بمقابلہ کتاب اللہ اسجگہ حدیث آحاد پر عمل نہین کیا اور جو کہتا ہی مسئلہ حنفی مذہب کا یہ ہے کہ جس ذبیحہ پر جانکر بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا جاوے وہ حرام ہے اور جس پر مسلمان ذبح کرنے والے نے بھول کر بسم اللہ نہین پڑہی وہ ذبیحہ درست ہے اس وجہ سے نہین کہ وہ بوجہ حدیث آحاد اس آیۃ سے مخصوص ہے بلکہ اس سبب سے کہ ناسی یعنے بھول جانے والا حکم مین ذاکر کے ہی یعنی ماتحت مالم یذکر اسم اللہ کے داخل ہی نہین تا کہ تخصیص کی نوبت پہنچے۔

اور ایک عام کی مثال اس آیہ وامہاتکم اللاتی ارضعنکم مین ہے یعنے منجملہ ان عورتون کے جنسے نکاح کرنا حرام ہے ایک قسم مرضعہ کی ہے کہ دودھ پلانے والی یعنے مرضعہ کا نکاح دودھ پینے والے سے درست نہین ہو سکتا خواہ ایک ہی دفعہ دودھ پلایا ہو۔ اور حدیث مین یون آیا ہے کہ ایک یا دو دفعہ چوس لینے یا بچہ کے پستان دودھ پلانے والی کو ایک یا دو دفعہ منہ مین داخل کر لینے سے حرمت ثابت نہین ہوتی اس مسئلہ کے متعلق قرآن اور حدیث مین توفیق نہین ہو سکتی تھی لہذا قرآن شریف پر عمل کیا اور حدیث آحاد پر قرآن شریف کے مقابلہ مین عمل نہین کیا۔

عام مخصوص منہ البعض۔ عام مخصوص منہ البعض کا حکم یہ ہے کہ جو حکم اس سے بوجہ کسی دلیل شرعی کے مخصوص ہو گیا ہو اس کے سوا باقی احکام پر عمل کرنا واجب ہے مگر احتمال تخصیص باقی رہتا ہے۔ جب عام مین تخصیص ہو گئی پھر اس کی تخصیص خبر واحد یا قیاس سے ہوتی رہیگی یہان تک کہ عام کے تین افراد باقی رہجاوین اس کے بعد تخصیص نہین ہو سکتی اور یہ تخصیص عام مخصوص منہ البعض خبر واحد اور قیاس سے اسواسطے درست ہے کہ جب پہلے مخصص نے عام مین سے بعض افراد کو نکال دیا اگر بعض مجہول کو نکالا ہے تب تو ہر فرد معین مین احتمال تخصیص پیدا ہو جاویگا کہ ماتحت

عام کے باقی رہے یا عام کے ماتحت باقی نہ رہے بلکہ اس دلیل خصوص کے ماتحت ہو جاوے جنے
عام کو مخصوص منہ البعض بنایا ہے ہر فرد معین کے حق مین دونون طرفین برابر ہو جاوینگے پس جب
دلیل شرعی سے یہ ثابت ہوگا کہ یہ دلیل خصوص کے ماتحت داخل ہے تو جانب تخصیص کو ترجیح ہو جاوے
گی اور اگر مخصص نے عام مین سے بعض فرد معلوم کو نکالا ہے ممکن ہے کہ جو علۃ اس فرد معین مین پائی
جاوے وہ اور افراد مین بھی پائی جاوے پس جب دلیل شرعی سے اس فرد معین مین علۃ کا ہونا پایا
جاویگا تو تخصیص کی جانب کو ترجیح ہوگی باوجود احتمال کے اسپر عمل ہوگا۔

مترجم کہتا ہے مخصوص مجہول کی مثال ایسی ہے جیسے کسی امیر نے کہا اقتلوا بنی فلان
ولا تقتلوا بعضہم یعنے فلان قبیلہ کو قتل کرو مگر بعض کو انمین سے نہ قتل کرو اس مین ہر فرد کی نسبت
احتمال ہے کہ خاص کے ماتحت داخل رہے اور مخصوص معلوم کی مثال یہ ہے کہ پہلے ایک آیۃ مین
فرمایا فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم پھر دوسری آیۃ مین مستامنین کو خاص کر دیا فرمایا وان احد من
المشرکین استجارک فاجرہ اس مین مخصوص معلوم مین علۃ عدم حرب جو موجود ہی وہ اور جن افراد مین پائی
جاویگی اس خصوص مین داخل ہونگے جیسے شیخ فانی وغیرہ ہے۔

فصل مطلق اور مقید کے بیان مین

(مترجم) مطلق وہ ہے جو ذات پر دلالت کرے صفات سے تعلق نہ ہو مقید وہ ہے جو ذات پر مع صفت دلالت کرے۔

ہمارے اصحاب یعنی علما حنفیہ کے نزدیک جب کتاب اللہ مین مطلق پایا جائیگا اور اسپر عمل ممکن ہوگا تو اسکو
خبر واحد یا قیاس سے مقید کرنا جائز نہین ہوگا مثلاً خدا تعالی فرماتا ہے فاغسلوا وجوہکم یعنے وضو مین
اپنے چہرون کو دہو یہان مامور بہ مطلق غسل ہے پس اس مطلق کو نیت اور ترتیب اور موالات (پے
در پے دہونا) اور بسم اللہ پڑہنے سے بوجہ خبر آحاد کے مقید نہین کرینگے مقید کرنے مین زیادۃ علی
کتاب اللہ خبر واحد سے لازم آتی ہے۔ ہان حدیث پر بھی عمل کیا جاویگا اس طرح کہ کتاب اللہ کا حکم نہ بدلے
پس کہا جائیگا مطلق غسل بحکم کتاب اللہ فرض ہے اور نیت حدیث کے حکم کے سبب مسنون ہی

دوسری مثال فرمایا اللہ کریم نے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ زانیہ عورت اور زانی مرد
کو سو دُرہ لگاؤ۔ اس آیۃ مین حد زنا غیر محصن کے واسطے سو درہ ہین پس اسپر بوجہ حدیث آحاد کے
امر سزا یعنے ایک سال تک جلاوطن کرنے کی سزا نہین بڑہا مینگے وہ حدیث آحاد یہ ہے

البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام جس مرد کا نکاح نہ ہوا ہو وہ عورت باکرہ سے زنا کرے تو دونونکو سو درہ اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ہے۔

بلکہ اس حدیث آحاد پر اس طرح عمل کرینگے کہ کتاب اللہ کا حکم نہ بدلے۔ سو درہ مطابق حکم کتاب اللہ حد شرعی ہونگے اور ایک سال کا جلاوطن کر دینا موافق حکم حدیث سیاست حاکم شرع کے متعلق ہوگا اگر قاضی شرع مصلحت وقت دیکھے تو سیاسۃً یہ سزا بھی دے۔

تیسری مثال فرمایا اللہ کریم نے ولیطوفوا بالبیت العتیق چاہیئے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرین یہ آیۃ مسمی طواف بیت اللہ مین مطلق ہے لھذا بوجہ خبر آحاد کے اسپر وضو کی شرط نہین بڑھاوینگے بلکہ حدیث پر بھی اس طرح عمل ہوگا کہ کتاب اللہ کا حکم نہ بدلے یعنے مطلق طواف موافق حکم کتاب اللہ فرض ہوگا اور طواف مین وضو کرنا مطابق حدیث آحاد واجب ٹھیریگا اگر اس واجب یعنے وضو کو بحالت طواف ترک کریگا تو ایک جانور کے ذبح کرنے سے جبر نقصان ہو جاویگا۔

چوتھی مثال واركعوا مع الراكعين رکوع کرو رکوع کرنے والون کے ساتھ مسمی رکوع یعنی انحناء صلب مین یہ آیت مطلق ہے لہذا اس مطلق کتاب پر بوجہ حدیث آحاد کے تعدیل کی شرط نہین بڑھائی جاویگی ہان حدیث پر اس طرح عمل کیا جاویگا کہ کتاب اللہ کے حکم مین تغیر نہ آوے پس مطلق رکوع مطابق حکم کتاب اللہ فرض ہوگا اور تعدیل یعنے اطمینان سے جھکنا حسب حکم حدیث واجب ٹھہریگا۔

چونکہ مطلق کتاب ہمارے نزدیک واجب العمل ہے اسیواسطے ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک زعفران کے پانی اور ہر ایک اس پانی کے ساتھ وضو درست ہے جس مین پاک چیز ملگئی ہو اور اُسکے وصفون مین سے ایک کو بدل دیا ہو کیونکہ تیمم اسیوقت درست ہے کہ مطلق پانی موجود نہ ہو چنانچہ فرمایا فان لم تجدوا ماءً فتیمموا یعنے اگر مطلق پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو اور جو اضافہ ماء زعفران یا ماء صابون وغیرہ مین پائی جاتی ہے اس سے پانی کا نام اس سے دور نہین ہوا بلکہ اس اضافہ سے زیادہ ثبوت اطلاق اسم ماء کا ہوگیا۔ ہان بعض اضافہ ایسی بھی ہے کہ اُس سے اطلاق ماء کا نہین رہتا جیسے کہنے مین ماء الورد گلاب کا پانی یہان پانی مقید ہوگیا۔ اگر یہ شرط لگائی جاوے کہ پانی اپنی حالت اور اطلاق پہ باقی رہے جیسا کہ آسمان سے اترا تھا۔ اس شرط لگانے سے مطلق مین قید پیدا ہوگی جس سے زیادہ علی کتاب اللہ لازم آویگی۔ اس قاعدہ مذکورہ کے موافق ماء زعفران ماء صابون ماء

اشنان ہی کی نسبت حکم دیا گیا کہ انسے وضوء اور غسل درست ہے۔

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ نجس ما یعنی ناپاک پانی اس تقریر سے مطلق ماء کے ماتحت داخل ہوتا ہے چاہیئے کہ اُس سے بھی وضوء درست ہو۔ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ناپاک پانی آیۃ کے دوسرے اس جملہ سے خارج ہے ولکن یرید لیطہرکم لیکن خدا ارادہ کرتا ہے کہ تمکو پاک کرے۔ اور ناپاک پانی سے تطہیر یعنی پاکی حاصل نہیں ہوتی لہذا اس سے وضوء اور غسل درست نہیں ہوگا۔

اس اشارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وضوء کے واجب ہونے کیواسطے وضوء کا ٹوٹنا شرط ہے کیونکہ بغیر ٹوٹنے وضوء کے طہارۃ کا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ مترجم

اگر یہ شبہ ہو کہ الوضوء علی الوضوء نور علی نور آیا ہے یعنے وضوء ہوتے پھر وضوء کرنا موجب زیادہ ثواب و نورانیت ہے پس حدث کا ہونا وضوء کیواسطے شرط نہ ہوا۔ جواب

وضوء ہوتے ہوئے وضوء کرنا واسطے حصول طہارۃ کے نہیں بلکہ واسطے حصول زیادہ فضیلۃ کے ہے

مطلق کے اطلاق پر عمل کرنے کے متعلق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگر مظاہر نے (یعنی جس شخص نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا یہ کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت یا پیٹ کی برابر ہے) کھانا مساکین کو کھلانے میں بغیر ساٹھ مسکینوں کے پورا ہونے کے اپنی زوجہ سے جس سے ظہار کیا تھا جماع کر لیا تو وہ ازسرنو سب مسکینوں کو کھانا نہ کھلاوے بلکہ جو باقی رہ گئے ان کو کھلاوے کیونکہ کتاب اللہ میں کفارہ ظہار میں جہاں ساٹھ مسکینوں کو کھلانے کا ذکر ہے مطلق ہے اس قید کے ساتھ مقید نہیں کہ زوجہ کو کفارہ پورا ہونے تک ہاتھ نہ لگائے وہ آیۃ یہ ہے فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔ ہاں روزوں کا کفارہ ظہار اس قید کیساتھ مقید ہے جیسا کہ فرمایا فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتماسا یعنے جس شخص کو غلام کا آزاد کرنا کفارہ ظہار میں مشکل ہو وہ اس زوجہ کے پاس جانے سے پہلے پے درپے دو مہینے کے روزہ رکھے سو جو شخص کفارہ ظہار ساٹھ روزہ رکھکر ادا کرنا چاہے وہ تمام روزہ پورا کرنے سے پہلے اپنی زوجہ کے پاس نہیں جا سکتا اگر جاویگا تو پھر ازسرنو تمام روزہ رکھنے پڑینگے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ صوم پر جو تقیید ہے قیاس کر کے کفارہ اطعام مساکین کو مقید نہیں کریں گے مطلق رہے گا اور مقید مقید۔

اسیطرح کفارہ قتل مین غلام مسلمان کا آزاد کرنا آیا ہے اور کفارہ ظہار و کفارہ یمین مین مطلق آیا ہے خواہ غلام مسلمان ہو یا کافر تو جہان مطلق ہو وہان مطلق پر عمل کیا جائیگا اور جہان مقید ہے وہان مقید رہیگا مطلق کو مقید پر قیاس نہین کرین گے۔

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ علماء حنفیہ کے نزدیک سر کا مسح جو کتاب اللہ مین مطلق ہے حدیث سے ناصیہ کی مقدار کے ساتھ مقید کیا گیا ہے حالانکہ حنفیہ کے قاعدہ کے مطابق مطلق کتاب اللہ حدیث سے مقید نہین ہوتا۔

اور دوسرا شبہ یہ ہے کہ کتاب اللہ مین ہے جب کسی شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دیدین تو دوسرے شخص کے ساتھ صرف نکاح ہو جانے سے اور طلاق دیدینے سے پہلے خاوند کو اس مطلقہ ثلاثہ کا نکاح کر لینا درست ہو جاتا ہے۔ علماء حنفیہ نے اس مطلق کو حدیث رفاعہ سے مقید کر دیا ہے کہ صرف نکاح سے حرمت غلیظہ کا انتہا نہین ہوتا بلکہ نکاح کے ساتھ زوجین کا ہم بستر ہونا بھی شرط ہے یہان بھی مطلق کتاب کو مقید کر دیا ہے۔ ان دونون کا کیا جواب ہے۔

پہلی بات کا جواب تو یہ ہی کہ مسئلہ مسح سر مین جو کتاب اللہ مین وامسحوا برؤسکم ہی وہ مطلق نہین بلکہ مجمل ہے مطلق اسواسطے نہین کہ حکم مطلق کا یہ ہے کہ اس کے افراد مین سے جس فرد پر عمل کریگا تو مامور بہ کا ادا کرنے والا ہوگا اور یہان اگر کسی شخص نے آدھے سر پر مسح کیا یا دو ثلث پر مسح کیا تو یہ نہین کہہ سکتے کہ آدھے سر کا یا دو تہائی سر کا مسح کرنا فرض ہی اور جب مسح سر مین آیہ مجمل ہے تو حدیث سے اس اجمال کا کھلجانا درست ہوا۔

اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ بعض علماء کے نزدیک حتی تنکح زوجاً غیرہ مین نکاح وطی پر محمول ہے وطی پر اسوجہ سے حمل کیا کہ زوج کے لفظ سے نکاح تو پہلے ہی سے معلوم ہوتا تھا زوج اور زوجہ جبہی کہلاتے ہین کہ طرفین مین نکاح ہو گیا ہو جب نکاح پہلے سے مفہوم ہو گیا تو تنکح کے معنے ہم بستر ہونے کے ہون گے تاکہ تکرار لازم نہ آوے غرض اس صورت مین تو سوال وارد ہی نہین ہوتا۔

اور بعض علماء کے نزدیک ہم بستر ہونا حدیث مشہور سے ثابت ہے حدیث آحاد سے ثابت نہین اور حدیث مشہور سے زیادۃ علی کتاب اللہ جائز ہے حدیث رفاعہ مشہور کے درجہ مین ہے

حدیث آحاد نہین ۔

فصل مشترک اور ماؤل کے بیان مین ۔ مشترک وہ ہے جو وضع کیا جاوے
واسطے دو مختلف معنی کے یا دو سے زیادہ معانی مختلفہ کے مثلاً کلمہ جاریۃ کہ اس کے دو معنی ہین ایک لونڈی
دوم کشتی یا مثلاً کلمہ مشتری کہ یہ شامل ہے خریدار کو اور آسمان کے ستارون مین سے ایک ستارہ
کو باہم کہین بائن کہ یعنی احتمال دو معنی کا ہے جدا ہونے والے کا اور بیان کرنے والے کا ۔
مشترک کا حکم یہ ہے کہ جب ایک معنی مراد ہو گئے تو دوسرے معنی کا ارادہ نہین کر سکتے ۔
اسیواسطے علمارکا اس پر اجماع ہے کہ لفظ قروء کتاب اللہ مین یا حیض پر محمول ہے جیساکہ مذہب
حنفی ہے یا موافق مذہب شافعی طہر پر محمول ہے ۔ امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا
ہے کہ جب وصیت کی ۔ واسطے موالی بنی فلان کے یعنی یہ کہا کہ فلان قبیلہ کے موالی کو میری طرف
سے یہ دیدو اور قبیلہ کے موالی اوپر کے درجہ کے بھی ہین اور نیچے کے درجہ مین بھی ہین اور موالی کا لفظ
دونون مین مشترک ہو اس صورت مین بوجہ عدم تعین ایک معنی کے وصیت باطل ہو جاویگی فریقین
کو کچھ نہین ملے گا کیونکہ دونون معنی معاً نہین لے سکتے اور ایک معنی کو اس واسطے نہین لے
سکتے کہ ترجیح کی وجہ نہین ۔

ایک اور مسئلہ مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنی زوجہ سے یہ کہا انت علی مثل امی
تو میرے اوپر میری مان کی مانند ہے ۔ اس کہنے سے مظاہر نہین ہوگا کیونکہ یہ جملہ انت علی مثل امی مشترک ہے
درمیان کرامت اور حرمت کے پس نہین معلوم ہوگی جہت کرامت مگر اسوقت کہ مظاہر نے ظہار کی
نیت سے یہ جملہ کہا ہو ۔
اسی مبنا پر کہ مشترک کے ایک معنی لینے سے دوسرے معنی اسجگہ متروک ہو جاتے ہین علما حنفیہ نے
فتوی دیا کہ جب محرم نے حرم مین کسی جانور کا شکار کر لیا ہو یا مار ڈالا ہو تو اس کے عوض مین دوسرا جانور
اسکی مانند نہ دے بلکہ جو دو عادل قیمت قرار دین وہ ادا کر دے کیونکہ خداوند کریم نے فرمایا فجزاء مثل ما
قتل من النعم یعنے جب کوئی محرم مستانہ جانور مار ڈالے تو اس کا بدلہ ایسکی مثل چوپایون مین سے دے
یہان مثل کا کلمہ آیا اور وہ مشترک ہے مابین مثل صورۃً کے اور مثل معنیً کے مثل صورۃً کی مثال ایسی ہے
جیسے بکری کے بدلہ ہرن اور مثل معنیً سے مراد اسکی قیمت ہے اور بعض مسائل مین مثل معنیً سب علماء

کے نزدیک بلا اختلاف مراد ہے مثلاً کسی محرم نے کبوتر یا چڑیا کو شکار کیا تو قیمت ہی آویگی جب بالاتفاق
بعض مسائل مین مثل معنیٰ مراد لیلی تو اب سب مسائل مین اسیکو مراد لین گے کیونکہ مشترک
کیواسطے عموم نہین ایک معنی لینے سے دوسرے معنی ساقط ہو گئے۔
جب مشترک کے ایک معنی غالب را یعنی قیاس یا خبر واحد سے غالب اور راجح ہو گئے تو اسکو
ماؤل کہین گے ماول کا حکم اسپر عمل کرنا واجب ہے باوجود احتمال خطا کے احکام مین اسکی مثال ایسی ہی
کہ مثلاً کسی خریدار نے کہا بیننے یہ چیز پانچ درم مین خرید ی ہے اور اس جگہ نقود مختلف مروج ہین مگر
بعض ان مین غالب ہین تو غالب الاستعمال ہی مراد ہون گے اسیکا نام ماؤل ہے اور اگر اس جگہ سب
نقود برابر ہون گے تو بوجہ عدم ترجیح بیع فاسد ہوگی لفظ اقراؤ کو حیض کے معنی پر محمول کرنا اور دوسرے معنی
طہر کے چھوڑ دینا۔ اور آیۃ حتیٰ تنکح زوجا غیرہ مین نکاح کو وطی پر محمول کرنا عقد کے معنی چھوڑ دینا۔ کنایات
طلاق سے وقت مذاکرہ طلاق اور معنی نہ لینا بلکہ طلاق ہی کے معنی لینا یہ سب اسی قبیلہ سے ہین
ان کو ماؤل کہتے ہین۔
اسی سبب سے ہمنے یعنی علما حنفیہ نے فتوی دیا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس دراہم و دنانیر ہین اور اسباب
مختلفہ ہے اور اس شخص کے ذمہ قرض بھی ہے اور قرض مانع ہے زکوۃ سے تو اب پہلے قرض نقدین کی
طرف لگا دینگے کیونکہ دین نقدین یعنی روپیہ اشرفی سے باسانی ادا ہو جاتا ہے۔
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قاعدہ پر یہ مسئلہ متفرع کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نصاب
پر نکاح کیا یعنی نصاب زکوۃ کو مہر قرار دیا اور اس کے پاس نصاب بکریون کا اور نصاب دراہم کا ہے تو اس کا
دین مہر دراہم کی طرف لگا دیا جاویگا۔ اب اگر اس شخص پر سال گذر گیا تو نصاب بکریون مین زکوۃ واجب
ہوگی اور دراہم مین بوجہ دین مہر مین مستغرق ہونیکے زکوۃ نہین آویگی۔
اور اگر مشترک کے بعض معنی کو متکلم کے بیان ہی سے ترجیح ہو جاوے تو اسکو مفسر کہتے ہین اسکا حکم یہ
ہے کہ اسپر عمل کرنا یقیناً واجب ہے۔ مثلاً کسی نے کہا میرے ذمہ دس درہم نقد بخاری ہین سو اس جملہ
مین دس درہم کی تفسیر متکلم نے نقد بخاری سے کر دی ہے اگر یہ تفسیر من جانب متکلم نہ ہوتی تو
جس درہم کا زیادہ تر رواج شہر مین ہوتا وہی درہم مراد ہوتے اور اس کو ماؤل کہتے اب اسکا نام
مفسر ہے یہ ماؤل پر راجح اور غالب ہے۔

فصل حقیقۃ اور مجاز کے بیان میں۔ جس لفظ کو واضع لغت نے کسی معنی کے مقابلہ میں بنایا ہے وہ معنی حقیقی اس لفظ کے ہیں۔ اور اگر ان معنی حقیقی کے سوا دوسرے معنی میں مستعمل ہو وہ معنی مجازی اس لفظ کے کہلائیں گے مثلاً لفظ آسد اس کے حقیقی معنی شیر کے ہیں اور اگر آسد بولکر مرد شجاع مراد لیں تو یہ معنی مجازی ہوں گے معنی مجازی اور معنی حقیقی ایک حالت میں ایک لفظ سے مراد نہیں لیسکتے کیونکہ اصل یعنی معنی حقیقی اور خلف یعنی معنی مجازی ایک حالت میں ہرگز جمع نہیں ہو سکتے اسیواسطے اس حدیث میں لاتبیعوا الدرہم بالدرہمین ولا الصاع بالصاعین یعنی نہ فروخت کرو ایک درہم کو دو درہم کے بدلے اور ایک صاع کو دو صاع کے عوض صاع کے معنی حقیقی یعنی لکڑی درخت کی مراد نہیں بلکہ معنی مجازی مراد ہیں یعنی وہ غلہ جو صاع میں آوے اور جب معنی مجازی لے لیے تو اب معنی حقیقی ایک ہی حالت میں نہیں لے سکتے۔ مراد حدیث سے یہ ہوئی کہ ایک درہم کے بدلے دو درہم لینا یا دینا حرام اور ناجائز ہے اسیطرح جسقدر غلہ ایک صاع میں آوے اُس سے اُسی جنس کا غلہ دو صاع کے پیمانہ کے برابر خرید کرنا یا فروخت کرنا حرام اور نادرست ہے اور اگر نفس صاع یعنی لکڑی درخت کو بدلے دو صاع کے فروخت کردیں تو حرج نہیں درست ہی۔

اسی طرح جب آیہ ملامستہ یعنے اولامستم النسا میں ملامست کے دو معنی (جماع اور ہاتھ لگانے) میں سے صرف جماع کے معنی لے لیے تو دوسرے معنی ہاتھ لگانے کے ساقط ہو گئے حقیقی معنی ملامست کے ہاتھ لگانے کے ہیں اور مجازی معنی وقاع اور جماع کے ہیں جب معنی مجازی مراد لے لیے تو معنی حقیقی مراد نہیں لے سکتے امام محمد فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنے موالی کے واسطے کسی کام کی یا خیرات کی وصیت کی اور اس کے موالی (غلام) ایسے ہیں جنکو اُس نے آزاد کیا ہے اور موالی کے موالی یعنے غلاموں کے غلام بھی ہیں جنکو اُس کے غلاموں نے آزاد کیا ہے تو اس صورت میں یہ وصیت غلاموں کیواسطے ہوگی غلاموں کے غلاموں کے واسطے نہیں ہوگی کیونکہ فریق اول پر موالی کا لفظ حقیقۃً صادق آتا ہے دوسروں پر مجازاً جب حقیقی معنی مراد لے لیے تو مجازی معنی مراد نہیں لے سکتے۔ کتاب سیر کبیر میں ہے اگر حربیوں نے اپنے آبا کے واسطے مسلمانوں کے سردار سے امن طلب کر لیا تو جداد اس میں داخل نہیں ہوں گے۔

اور اگر امہات یعنی مادروں کی نسبت امن طلب کر لیا تو جدات یعنی دادیاں امن میں داخل نہیں ہونگیں۔

اسی بنا پر علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی واسطے ابکار بنی فلان کے یعنی یہ کہا کہ فلان قبیلہ کی باکرہ عورتوں کو میری طرف سے یہ وصیت ہے تو اس کلمہ سے وہ عورت اس قبیلہ کی داخل نہین ہوگی جسکی بکارت فسق و فجور سے جاتی رہی ہو کیونکہ باکرہ حقیقۃً وہی ہے جو فاجرہ نہ ہو۔

اور اگر کسی شخص کی اولاد کے واسطے وصیت کی اور اس کے اولاد ہے اولاد کے بھی اولاد ہے تو یہ وصیت اولاد کو تو شامل ہوگی اولاد کی اولاد کو شامل نہین ہوگی۔

علماء حنفیہ نے کہا ہے اگر کسی شخص نے ایک اجنبیہ عورت کی نسبت قسم کہائی کہ نکاح اس سے نہین کرونگا یہان مراد نکاح سے عقد شرعی ہوگا اگر اس اجنبیہ سے زنا کر لیا تو حانث نہین ہوگا۔

اس بحث عدم اجتماع بین الحقیقۃ والمجاز مین کئی شبہ ہین ایک یہ کہ کسی شخص نے قسم کہائی کہ اپنا قدم فلان شخص کے گھر مین نہین رکہونگا تو اسکا مسئلہ یہ ہے کہ وہ حانث ہو جائیگا خواہ برہنہ پا گہر مین اس شخص کے داخل ہو یا سوار ہو کر داخل ہوا اور یہ جمع ہے درمیان حقیقۃ اور مجاز کے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ یہان بسبب دلالت عرف کے معنی حقیقی متروک ہو گئے اور بطور عموم مجاز[1] قدم نہ رکہنے کے مراد نہ داخل ہونا لیا ہے خواہ پیدل داخل ہو خواہ سوار ہو کر ہر دو صورت مین حانث ہوگا جب عموم مجاز لے لیا تو جمع بین الحقیقۃ والمجاز نہ رہا۔

[1] یعنی ایسے معنی مراد لینا کہ حقیقت اور مجاز دونوں اسکے افراد ہوں ۱۲

دوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ فلان شخص کے گہر مین نہین رہونگا اس کا مسئلہ یہ ہے کہ قسم کہانے والا حانث ہوگا خواہ وہ گھر اس فلان شخص کی ملک ہو یا کرایہ پر لیا ہوا ہو یا مستعار مانگا ہوا ہو اور یہ جمع ہے درمیان حقیقۃ اور مجاز کے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ یہان بھی بطور عموم مجاز دار فلان سے دار مسکونہ فلان مراد لیا یعنے جس گھر مین وہ شخص رہتا ہو خواہ ملک اسکی ہو یا کرایہ پر لیا ہو یا مستعار لیا ہو۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کہا میرا غلام آزاد ہے جس دن کہ فلان شخص آوے اسکی بابت مسئلہ یہ ہے کہ وہ فلان شخص دن کو آوے گا تب قسم کہانیوالا حانث ہوگا اور رات کو آویگا تب حانث ہوگا اور یہ جمع ہے درمیان حقیقۃ اور مجاز کے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ یوم یعنی دن اسجگہ مطلق وقت کے معنی مین ہے کیونکہ قاعدہ یہی ہے

کہ جب یوم کو غیر ممتد فعل کی طرف مضاف کریں تو وہاں یوم بمعنی مطلق وقت ہوتا ہے قدوم خروج دخول یہ افعال غیر ممتد ہیں یہ بھی عموم مجاز ہے جمع بین الحقیقۃ والمجاز نہیں۔

حقیقۃ کی تین قسمیں ہیں۔ متعذرہ۔ مہجورہ۔ مستعملہ۔ حقیقۃ متعذرہ وہ ہے کہ اسپر عمل نہ ہو سکتا ہو بغیر کمال مشقت اور تکلیف کے۔ مہجورہ وہ ہے کہ اس پر باسانی عمل ہو سکتا ہے مگر لوگوں نے اسکو چھوڑ دیا ہے مستعملہ وہ ہے جو متعذرہ اور مہجورہ نہ ہو۔

متعذرہ کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے قسم کہائی کہ اس درخت سے نہیں کھاؤنگا یا اس ہانڈی سے نہیں کھاؤنگا تو ان دونوں مثالوں میں معنی حقیقی پر عمل کرنا یعنی نفس درخت اور ہانڈی کا کھانا متعذر ہے لہذا حقیقی معنی چھوڑ کر درخت سے درخت کا پھل اور ہانڈی سے وہ کھانا جو ہانڈی میں ہو مراد لین گے پس جب اس درخت کا پھل کہاویگا اور ہانڈی کے اندر کا کھانا کھاویگا حانث ہوگا اور اگر بتکلف درخت کی لکڑی کہائی یا ہانڈی کو توڑ کر اسکا ٹکڑا کھایا تو حانث نہیں ہوگا قسم نہیں ٹوٹے گی۔

اسیطرح جب اُس نے قسم کہائی کہ اس چاہ سے پانی نہیں پیونگا تو اگر چلو لیکر پانی پیا تو حانث ہوگا اور اگر خود منہہ چاہ میں جہکا کر پانی پیا تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ بلا واسطہ چلو یا برتن کے چاہ سے پانی پینا متعذر ہے۔

حقیقۃ مہجورہ کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے قسم کہائی کہ فلان شخص کے گھر میں قدم نہیں رکھونگا۔ یہان حقیقی معنی قدم رکھنا مہجور ہیں بلکہ اس سے مراد مجازاً داخل ہونا ہے لہذا وہ قسم کہانیوالا پابرہنہ داخل ہوگا یا جوتے پہن کر داخل ہوگا یا سوار ہو کر داخل ہوگا ہر صورت میں حانث ہوگا اور اگر گھر سے باہر رہکر صرف پاؤں اس گھر میں ڈالدیگا تو حانث نہیں ہوگا۔

اور چونکہ حقیقۃ مہجورہ کی صورت میں مجازی معنی لیتے ہیں علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے نفس خصومت میں اپنی طرف سے دوسرے شخص کو وکیل بنایا تو یہان وکیل کو مقابل کے مطلق جواب دینے کا اختیار ہوگا جیسا مناسب سمجھے جواب دے خواہ نعم سے جواب دے یعنی تسلیم کرے یا لا سے جواب دیکر انکار کرے کیونکہ نفس خصومت کی وکالت جسمین مقابل کے دعوی سے انکار ہی ہو شرعاً درست نہیں یہ شرعاً اور عادۃً مہجور ہے۔

اور جب معنی حقیقی مستعمل ہوں اسوقت مجاز متعارف[۱] نہ پایا جاوے تو بلا اختلاف حقیقی معنی مراد لینا بہتر ہے

[۱] مجاز متعارف وہ ہے کہ لفظ حقیقی معنی سے زیادہ معنی مجازی میں مستعمل ہو اور معنی حقیقی متروک ہو ۱۲

اور اگر مجاز متعارف ہو تو اس مین اختلاف ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو اسوقت بھی حقیقت ہی اولی ہے کیونکہ وہ اصل ہے جب تک اصل پر عمل ہو سکے تو اُس کے خلیفہ کو کیون لیا جاوے۔ اور صاحبین کے نزدیک ایسی حالت مین عموم مجاز پر عمل کرنا اولی ہے مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ اس گیہون مین سے نہین کھاؤن گا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو اگر وہی گیہون کہائے جسکے نکھانے کی قسم کھائی تھی تو حانث ہوگا اور اگر اُن کے آٹے کی روٹی کھائی تو حانث نہین ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک بطریق عموم مجاز دونون کے کہانے سے حانث ہوگا خود گیہون کے کہانے سے بھی اور گیہون کی روٹی کہانے سے بھی۔

اور اگر یہ قسم کہائی کہ دریا فرات سے پانی نہین پیونگا تو امام صاحب کے نزدیک اگر بلاواسطہ مُنہ سے پانی پیا تو حانث ہوگا کیونکہ یہ معنی حقیقی ہین اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف لیا جاویگا یعنی جس طرح پانی پیویگا خواہ بواسطہ یا بلاواسطہ حانث ہوگا۔

ایک بڑا اختلاف حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین مین یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک مجاز تلفظ مین حقیقت کا خلیفہ ہے اور صاحبین کے نزدیک حکم مین خلیفہ ہے مثلاً صاحبین کے نزدیک اگر حقیقی معنی لینے ممکن ہون مگر کسی مانع کے سبب نہ لیسکین تب معنی مجازی لینے پڑین گے ورنہ کلام لغو ہو جائیگا اور امام صاحب کے نزدیک اگر حقیقی معنی لینے ممکن نہ ہون گے تب بھی مجازی معنی لے لین گے۔ جیسے کسی شخص نے اپنے سے زیادہ عمر والے غلام کو کہا ہٰذا ابنی یہ میرا فرزند ہے صاحبین کے نزدیک یہان حقیقی معنی لینے ممکن نہین اسواسطے معنی مجازی بھی نہین لین گے یہ کلام ہی لغو ہوگا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجازی معنی اس جگہ لے لین گے اور غلام آزاد ہو جاویگا اسی قاعدہ کے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ کسی شخص نے کہا میرے ذمہ فلان شخص کے ہزار روپیہ ہین یا اس دیوار کے ذمہ ہین۔ یا یہ کہا میرا غلام آزاد ہے یا میرا گدھا آزاد ہے صاحبین کے نزدیک یہ کلام لغو ہی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متکلم کے ذمہ ہزار ہو جاوین گے اور غلام آزاد ہوگا۔

اگر یہ شبہ ہو کہ جب کسی مرد نے اپنی عورت معروف النسب سے یہ کہا ہٰذہ ابنتی یہ میری بیٹی ہے تو امام صاحب کے قاعدہ کے موافق بوجہ اس عورت کے معروف النسب ہونیکے یہ کلام حقیقی معنی پر محمول نہین تو مجازی معنی پر محمول ہونی چاہیئے یعنی منکوحہ نہین بلکہ مطلقہ ہے طلاق پڑجانی چاہیئے خواہ وہ عورت متکلم سے

عمر مین کم ہو یا زیادہ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس جگہ معنی مجازی نہین لیتے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جملہ ہذہ بنتی اگر بالفرض صحیح ہو اور معنی اس کے درست ہون تو نکاح کے منافی ہوگا اور جب نکاح کے منافی ہوا تو نکاح کے حکم یعنے طلاق کے بدرجہ اولی منافی ہوگا اور درصورت منافات مجاز اور استعارہ کی کوئی صورت نہین ۔

ہان اگر غلام کو ہذا ابنی کہا یعنی یہ میرا فرزند ہے تو وہ آزاد ہو جاویگا کیونکہ بیٹا ہونا ثبوت ملک کے منافی نہین بلکہ بعض صورت مین باپ بیٹے کا مالک ہو جاتا ہی اور فوراً بیٹا آزاد ہو جاتا ہے

فصل طریق استعارہ کے بیان مین۔ استعارہ کہتے ہین کسی لفظ کو اس کے مجازی معنی مین استعمال کرنیکو بشرطیکہ مابین معنی حقیقی اور معنی مجازی کے مناسبت اور اتصال ہو احکام شرعی مین استعارہ کا استعمال کثرت سے ہی مگر اس کے دو طریقے ہین ایک یہ کہ مابین علة اور حکم کے اتصال ہو دوم یہ کہ مابین سبب محض اور حکم کے اتصال ہو۔ اول صورت مین طرفین مین استعارہ ہو سکتا ہی یعنی علة ذکر کرکے حکم کا ارادہ کرین یا حکم ذکر کرکے علة مراد لین ۔ دوسری صورت مین ایک جانب سے استعارہ ہو سکتے ہین یعنی اصل ذکر کرکے فرع مراد لین برعکس نہین کر سکتے **فائدہ** فرق درمیان علة اور سبب کے یہ ہے کہ علة واجب کرتی ہے حکم کو بلا واسطہ کسی شئے کے اور سبب وہ ہے کہ بواسطہ علت کے حکم کو ثابت کرے مثلاً بیع علة ہے اور ملک رقبہ حکم اسکا معلول ہے ان دونون مین کسی شئے کا واسطہ نہین اور اسی بیع سے کنیز کی ملک متعہ بواسطہ ملک رقبہ حاصل ہوگی جب ملک رقبہ حاصل ہوگی تو ملک تمتع بھی آپ ہی حاصل ہو جاویگی بیع سبب اور ملک متعہ اسکا حکم ہوگا۔

اول صورت کی مثال یہ ہے کہ جب کسی نے کہا ان ملکت عبداً فہو حر اگر مین کسی غلام کا مالک ہون تو وہ آزاد ہے اتفاقاً وہ شخص نصف غلام کا مالک ہوگیا اور اسکو فروخت کردیا اس کے بعد نصف دوم کا مالک ہوا تو غلام آزاد نہین ہوگا کیونکہ تمام غلام کی ملک مین جمع نہین ہوا۔ اور اگر کہا اگر مین غلام خریدون تو وہ آزاد ہے پہلے آدھا خرید کر فروخت کردیا پھر دوسرا نصف خریدا تو نصف دوم آزاد ہو جاویگا **فائدہ** ان دونون مسئلون مین فرق یہ ہے کہ دلالت عرف اور عادت سے بھی مطلق کو مقید کردیتے ہین مثلاً جب مطلق دراہم بولین گے تو اس سے نقد بلد مراد لین گے اسیطرح مطلق ملک پہلے مسئلہ مین بوجہ عرف اور عادت کے مقید بالاجتماع ہوگی کہ تمام غلام ایک وقت مین اسکا مملوک ہو۔

دوسرے مسئلہ مین شراء ہے اور عرفاً شراء کے اطلاق کے واسطے اجتماع مشتری بہ کا شرط نہین۔
غرض یہان ملک سے شراء اور شراء سے ملک مراد لینا درست ہوگا کیونکہ شراء علۃ اور ملک اسکا حکم ہے
طرفین سے ایک دوسرے کی جگہ بطریق استعارہ ومجاز بولنا بطور مجاز درست ہے۔ مگر جہان متکلم
کے حق مین تخفیف اور آسانی ہو تو وہان بوجہ خیال تہمت قاضی وقت معنی مجازی مراد لینے کا اعتبار نہین
کرے گا۔
دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے اپنی عورت سے حررتک کہا اور اس جملہ کہنے مین طلاق
مراد لی تو صحیح ہوگا کیونکہ تحریر یعنی آزاد کرنا اپنے معنی حقیقی سے ملک بضع کو زائل کردیگا مگر ملک رقبہ کا زوال بیچ مین واسطہ
ہوگا تو آزاد کرنا سبب محض ہوا واسطے زوال ملک بضع کے لہذا جائز ہے کہ آزاد کہنے سے بطور استعارہ
طلاق مراد لین کیونکہ طلاق بھی ملک متع کو زائل کردینے والی ہے۔
اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جب تحریر بولکر مجازاً طلاق کی نیت کی تو طلاق رجعی واقع ہونی چاہیے کیونکہ طلقتک
صریح کہنے سے بھی طلاق رجعی ہی واقع ہوتی ہے
جواب اسکا یہ ہے کہ تحریر سے نفس طلاق مجازاً مراد نہین لیتے بلکہ ملک متع کا زائل کردینا مجازاً مقصود ہے
اور زوال ملک متعہ طلاق بائن سے ہوتا ہے رجعی سے نہین ہوتا مذہب حنفی مین
اور اگر کسی شخص نے اپنی امۃ یعنی لونڈی کو طلقتک کہا اور اس جملہ سے آزاد کرنیکی نیت کی تو درست نہین ہوگا
کیونکہ فرع یعنی طلاق سے اصل یعنی تحریر ثابت نہین ہوگی۔
اور یہی وجہ ہے کہ مذہب حنفی مین لفظ ہبہ و تملیک اور بیع سے نکاح منعقد ہوجاویگا کیونکہ ہبہ اپنی حقیقت سے
ملک رقبہ کو واجب کرتا ہے اور ملک رقبہ سے ملک متعہ ان یعنی لونڈیون مین ثابت ہوگی پس یہ سبب ہوا واسطے
ثبوت ملک متعہ کے لہذا درست ہوا کہ ہبہ سے مجازاً نکاح مراد لین اسیطرح تملیک اور بیع سے نکاح مراد
لے لین گے مگر برعکس نہین ہوسکتا کہ نکاح بولکر بیع اور ہبہ مجازاً نہین لے سکتے۔
جس جگہ کوئی محل واسطے نوع مجاز کے متعین ہوگا وہان نیت کی ضرورت نہین ہوگی مثلاً کسی اجنبی آزاد عورت
سے کہا ملکنی نفسک مجھے تو اپنے نفس کا مالک بنا دے اُسنے کہا مینے تجھے مالک بنا دیا تو یہان نیت
کی ضرورت نہین نکاح منعقد ہوجاویگا اگر یہ شبہ واقع ہو کہ جب صحت مجاز کے واسطے امکان حقیقت
صاحبین کے نزدیک شرط ہے تو کسطرح ہبہ کے لفظ سے مجازاً نکاح مراد لے لیتے ہین باوجودیکہ بیع ہبہ سے

حرہ عورت کا مالک ہو جانا ناممکن ہے۔
جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حرہ عورت کا مملوکہ ہو جانا اس طرح ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتدہ ہو جاوے اور دار الحرب سے جا ملے پھر قید ہو کر آوے یہ مسئلہ مشابہ ہے اس مسئلے کے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ آسمان کو ہاتھ لگا دے گا تو اس صورت مین اسپر کفارہ قسم لازم ہوگا ہرچند آسمان کو ہاتھ نہین لگا سکتا تھا مگر بطور کرامت و خرق عادت ممکن تو ضرور ہے اسی امکان کے سبب کفارہ لازم آیا۔

فصل صریح اور کنایہ کے بیان مین

صریح وہ لفظ ہے کہ اسکے معنی اور جو اس سے مراد ہو وہ ظاہر ہو یعنی جب لفظ بولین معنی اس کے فوراً سمجھہ مین آجاوین مثلاً بعت و اشتریت وغیرہ۔
صریح کا حکم یہ ہے کہ اپنے معنی کو یقیناً ثابت کرے خواہ وہ جملہ خبر ہو یا نعت ہو یا ندا ہو اور اس مین نیت کرنے کی ضرورت نہین مثلاً جب کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا انت طالق تجھکو طلاق ہے یا کہا طلقتک مینے تجھکو طلاق دیدی یا کہا یا طالق فوراً طلاق واقع ہو جاویگی طلاق کی نیت کی ہے یا نہین کی اسیطرح جبکہ غلام کو کہا انت حر یا کہا حررتک یا کہا یا حر فوراً آزاد ہو جاوے گا نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔
اور اسی اصل پر علما حنفیہ تیمم کی نسبت فرماتے ہین کہ تیمم مفید طہارت ہے کیونکہ اللہ کریم نے فرمایا ولکن یرید لیطہرکم خدا چاہتا ہے کہ تمکو پاک کرے۔ یہ آیہ حصول طہارت کے ثبوت مین صریح ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مین دو قول ہین ایک یہ کہ تیمم طہارۃ ضروریہ ہے دوم یہ کہ تیمم طہارت نہین بلکہ حدث کو چھپا دینے والا ہے۔ لہذا ہم حنفی اور شافعیون کے کئی مسئلون مین اختلاف پیدا ہوگیا۔
ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وقت شروع ہونے سے پہلے تیمم کر لینا اور اس تیمم سے نماز پڑہنا درست ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہین کیونکہ ان کے نزدیک تیمم طہارۃ ضروریہ ہے وقت سے پہلے درست نہین اور ہمارے نزدیک طہارۃ مطلقہ ہے وقت سے پہلے درست ہے۔
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک تیمم سے ہمارے نزدیک دو فرضون کا ادا کرنا درست ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہین۔
تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ تیمم کرنے والا شخص وضو کرنے والون کا امام ہمارے نزدیک ہو سکتا ہے انکے نزدیک نہین ہو سکتا۔
چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ بغیر خوف جان کے ضائع ہونے کے یا عضو پر صدمہ پہنچنے کے محض ازدیاد مرض کے

اندیشہ سے تیمم کرلینا ہمارے نزدیک درست ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم درست ہے کہ جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا پانی کے استعمال سے کسی عضو کی تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ پانچوان مسئلہ یہ ہے کہ نماز عید اور نماز جنازہ تیار ہون تو تیمم کرکے شامل ہو جانا ہمارے نزدیک درست ہے اور انُ کے نزدیک درست نہین۔

چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ طہارۃ مطلقہ کے حاصل ہوجانیکی نیت سے تیمم کرلینا ہمارے نزدیک درست ہے نزدیک اُس سے طہارۃ مطلقہ حاصل نہین ہوتی بلکہ طہارۃ ضروریہ ضرورت کے وقت ہی درست ہے۔

کنایہ وہ ہے جس کے معنی پوشیدہ ہون بغیر دلالت اور بغیر قرینہ کے سامع کو اسکی مراد کا علم نہ ہو۔ مجاز متعارف ہونے سے پہلے بمنزلہ کنایہ کے ہے۔ کنایہ کا حکم یہ ہے کہ قائل بالکنایہ نے نیت کی ہو یا قرینہ حالیہ پایا جاتا ہو تو اس سے حکم شرعی ثابت ہوگا کیونکہ ایسی دلیل کی ضرورت ہے جس سے تردد دور ہو جاوے اور بعض وجوہ کو ترجیح پیدا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ انت بائن یا انت حرام بوجہ ان کے معنی مین تردد اور پوشیدگی ہونیکے باب طلاق مین کنایہ کہے جاتے ہین جو لفظ طلاق کا عمل ہے کہ انت طالق کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے انسے طلاق رجعی واقع نہین ہوتی بلکہ بائن واقع ہوتی ہے اور کنایہ سے طلاق واقع ہو جانے پر پھر خاوند کو رجوع کا حق باقی نہین رہتا۔

اور چونکہ معنی الفاظ کنایات مین تردد ہوتا ہے اسواسطے سزا شرعی کسیکو چوری یا زنا مین اسوقت دیجاویگی کہ وہ صریح الفاظ مین اقرار کرے۔

گونگا اگر اشارے سے اپنے اوپر چوری وغیرہ کا اقرار کرے تو اسپر حد شرعی قائم نہین کیجاویگی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے پر زنا کی تہمت لگائی مثلاً کہا زنیت تو نے زنا کیا ہے دوسرے نے جواب دیا صدقت یعنے تو نے سچ کہا مگر صرف صدقت کہنے سے اقرار کرنے والے پر حد واجب نہین ہوگی کیونکہ احتمال ہے کسی اور امر مین تصدیق کی ہو کیونکہ صدقت کا مفعول مذکور نہین ہے۔

فصل متقابلات کے بیان مین یعنی ظاہر۔ نص۔ مفسر۔ محکم۔ اور ان چارون کے مقابل خفی۔ مشکل۔ مجمل۔ متشابہ کے ذکر مین۔

ظاہر ہر ایک اس کلام کا نام ہے کہ بے تامل سنتے ہی سننے والے کو اس کلام کا مطلب معلوم ہو جاوے

نص اسکو کہتے ہین جس کے واسطے وہ کلام لایا گیا ہو مثلاً اس آیۃ واحل اللہ البیع وحرم الربوا ۔ بین دونون امر موجود ہین معنی اس آیۃ کے یہ ہین حلال کیا اللہ نے خرید و فروخت کو اور حرام کیا سود کو پس مقصود اس آیۃ سے اظہار کردینا تفرقہ کا ہے مابین بیع اور ربٰو کے کیونکہ اس مین رد ہے کفار کے قول کا کہ وہ بیع اور ربٰو کو برابر جانتے تھے اور کہتے تھے انما البیع مثل الربوا یعنے بیع اور ربو برابر ہین لہذا بیان تفرقہ مین یہ آیۃ نص ہے ۔ اور بیع کی حلت بیان کرنے ربوا کی حرمت ثابت کرنے مین ظاہر ہے کہ سامع کو سنتے ہی ہر دو امر معلوم ہو جاتے ہین ۔

اسیطرح اس آیۃ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربٰع مین سیاق کلام اور مقصود اصلی تعداد کا بتلا دینا ہے کہ دو یا تین یا چار تک نکاح کر سکتے ہو لہذا تعداد کا ثابت ہونا اس آیۃ سے بطور نص کے ہے اور مطلق نکاح کا مباح اور جائز ہونا ظاہر ہے کہ سنتے ہی بلا تامل سامع اس کے معنی سمجھہ لیتا ہے ۔

اسیطرح یہ آیۃ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ نہین ہے گناہ تم پر کہ پاس جائے بغیر اپنی بیبیون کو طلاق دو یا نہ مقرر کردو انکا مہر نص ہے اس عورت کا حکم بتلاتے ہین جسکا مہر معین نہ ہوا ہو اور ظاہر ہے اس حکم مین کہ خاوند کو طلاق کا اختیار ہے اور اس طرف بھی اس آیۃ مین اشارہ ہے کہ بدون ذکر مہر کے نکاح درست ہو جاتا ہے

اسیطرح یہ حدیث من ملک ذا رحم محرم منہ عتق علیہ جو شخص کسی قرابتی محرم کا مالک ہوگا وہ اسکی طرف سے فوراً آزاد کیا جاویگا ۔ نص ہے استحقاق آزاد کردینے رشتہ دار کے کہ غرض اس سے یہی ہے کہ جب رشتہ دار کا کوئی شخص مالک ہو تو آزاد کردے ظاہر ہے ثبوت ملک مین کیونکہ پہلے ملک حاصل ہوگی تو آزاد کریگا ۔

حکم ظاہر اور نص کا یہ ہے کہ وہ عام ہون یا خاص ہون عمل کرنا انپر واجب ہے مگر تاویل یا تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے جیسے ہر ایک حقیقۃ کے ساتھ احتمال مجاز لگا ہوا ہے ایسا ہی یہان تاویل یا تخصیص کا احتمال ہے ۔

چونکہ ظاہر اور نص دونون واجب العمل ہین علماء حنفیہ کہتے ہین جب کسی شخص نے اپنے رشتہ دار قرابتی کو خریدا موافق حکم حدیث اسکو فوراً آزاد کرنا ہوگا اور مشتری معتق آزاد کرنیوالا کہلائیگا ولاء کا حق بھی اسیکا ہوگا خواہ نیت

کہ حدیث میں مالک ہونا مشتری ظاہر سے ثابت ہو چکا ہے۔
غرض ظاہر و نص دونوں واجب العمل ہیں ہاں مقابلہ کے وقت فرق پیدا ہو جاتا ہے کہ ظاہر کو وقت معارضہ نص کے متروک کر دیتے ہیں مثلاً کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا طلقی نفسک تو اپنے آپ کو طلاق دیدے عورت نے کہا ابنت نفسی میں نے اپنے آپ کو طلاق بائن دی تو طلاق رجعی ہی واقع ہو گی کیونکہ سیاق کلام عورت کا بوجہ سپرد کر دینے خاوند کے اسی طلاق کے لینے کا ہے جسکو خاوند نے سپرد کر دیا اور وہ طلاق رجعی ہے سو وہ نص ہے لہذا بمقابلہ ظاہر کے ابنت سے بائن مفہوم ہوتا ہے نص کو غلبہ ہو گا۔
دوسری مثال نص و ظاہر کے معارضہ کی حدیث عرینہ ہے کیونکہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل عرینہ کو جب وہ مدینہ منورہ میں آکر بیمار ہو گئے حکم دیا کہ باہر جنگل میں زکوۃ کے اونٹوں کے گلہ میں جائیں اور انکا پیشاب اور دودھ پئیں چنانچہ ایسا کرنے پر وہ تندرست ہو گئے یہ حدیث پیشاب کے پینے کی اجازت میں ظاہر اور سبب شفا کے تبلانے میں نص ہے کیونکہ غرض ان کے واسطے شفا مرض کا علاج تبلانا تھا اب اس حدیث کا مقابلہ دوسری اس حدیث سے ہوا استنزہوا عن البول فان عامۃ عذاب القبر منہ۔ بچو پیشاب کے لگنے سے کیونکہ اکثر عذاب قبر کا پیشاب کی ناپاکی سے نہ بچنے میں ہے۔ یہ دوسری حدیث نص ہے وجوب احتراز عن البول میں لہذا اسکو ترجیح ہو گی اور پیشاب کا پینا ناجائز ہو گا۔ **فائدہ**۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حدیث عرینہ جس میں پیشاب کے پینے کی اجازت ہے وہ اس حدیث سے منسوخ ہو گئی یا یہ کہیں کہ اباحت شرب بول صرف اسی قوم کیواسطے تھی۔
تیسری مثال معارضہ نص اور ظاہر کی حدیث ماسقتہ السما ففیہ العشر ہے کہ اس میں عشر پیداواری زمین کے متعلق یہ حکم ہے کہ جو زمین بارانی ہو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ ادا کر و عشرہ کا بیان بطور نص کے ہوا اس کے مقابلہ میں یہ حدیث ہے لیس فی الخضروات صدقۃ یعنی ترکاریوں میں صدقہ نہیں چونکہ صدقہ کے معنی میں کئی احتمال ہیں صدقہ زکوۃ اور صدقہ تطوع اور عشر کو محتمل ہے اب صرف عشر مراد لینا اس حدیث کو ماول بنانا ہے ماول کے مقابلہ میں نص کو غلبہ ہو گا اور ہر ایک زمین کی پیداوار میں خواہ وہ حبوب ہوں یا بقول ہوں حدیث سابق کے موافق عشر لازم آویگا۔
مفسر اسے کہتے ہیں کہ خود متکلم اپنی کلام کی تشریح اور تفسیر کر دے کہ اس میں احتمال تاویل اور تخصیص کا نہ رہے مثلاً فرمایا اللہ کریم نے فسجد الملائکۃ کلھم اجمعون پس سجدہ کیا تمام فرشتوں نے اکٹھے

صیغہ جمع ملائکہ اور عام فرشتون کو شامل تھا مگر تخصیص کا احتمال باقی تھا جب کلھم کہا تو احتمال تخصیص نہ رہا پھر سجدہ مین تفرقہ کا احتمال باقی رہا تھا کہ ایک ساتھ سجدہ کیا یا نہین اجمعون فرما کر اس احتمال کو بھی اٹھا دیا۔

مسائل شرعیہ مین مفسر کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کہا نکاح کیا مینے فلان عورت سے ایک مہینے تک بعوض اس قدر مہر کے اس مین تزوجت تک تو قول متکلم نکاح کا مثبت ہی مگر متعہ کا احتمال باقی ہے جب کہا شہر آ تو متکلم نے اپنی مراد کی تفسیر کر دی اور معلوم ہو گیا کہ مراد متعہ ہے نکاح نہین۔

اور اگر کہا فلان شخص کے قیمت غلام کے یا قیمت اسباب کے متعلق میرے ذمہ ہزار درہم ہین اس مین قول قائل کا علی یعنے میرے ذمہ ہزار ہین نص ہے ثبوت ہزار مین مگر احتمال تفسیر باقی ہے جب کہا قیمت غلام یا قیمت اسباب سے تو مفسر ہو گیا لہذا اُسیوقت ہزار درہم دینے آوین گے کہ غلام یا اسباب پر قبضہ ہو جاوے۔

اور اگر کہا فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار درہم ہین اس کلام مین اقرار ہزار کا ظاہر اور نقد بلد نص ہے جب متکلم نے تفسیر کر دی اور اسقدر ر ٹہرا دیا فلان شہر کی نقدی تو وہ نقدی اسی شہر کے واجب ہونگے اور مفسر کو نص پر غلبہ ہو گا۔

اسی قسم کے نظائر مسائل اور بہتیرے ہین

محکم وہ ہے جو توضیح مین مفسر سے زیادہ ہے کہ اس کے خلاف کسیطرح نہین ہو سکتا مثلا خداوند کریم نے فرمایا ان اللہ بکل شئی علیم۔ بلاشبہ اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے۔ وان اللہ لا یظلم الناس شیئا اور بیشک اللہ کسی شخص پر کچھہ ظلم نہین کرتا۔ یہ دونون آیتین اپنے مضمون مین محکم ہین کسی طرح کی تغییر اور تبدیل ان مین روا نہین۔

احکام شرعیہ مین محکم کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے اپنے ذمہ اقرار ان الفاظ سے کیا لفلان علی الف من ثمن ھذا العبد فلان شخص کے اس غلام کے بدلہ میرے ذمہ ہزار درہم ہین یہ کلام یا یہ الفاظ غلام کے بدلہ ثبوت ہزار درہم مین محکم ہے۔ اور مثالین بھی اسی قسم کی ہین۔

مفسر اور محکم دونون پر عمل یقینا لازم ہے کیونکہ دونون مین تاویل و تخصیص کا احتمال ہی نہین رہا۔

ان چاروں یعنی ظاہر نص مفسر محکم کے مقابل چار اقسام دیگر ہین ظاہر کے مقابل یعنی اسکی ضد خفی نص کی ضد مشکل مفسر کی ضد مجمل محکم کی ضد متشابہ۔

خفی وہ ہے جس کی مراد بوجہ کسی عارض کے مخفی ہو مگر صیغہ کے اعتبار سے خفا نہ ہو مثلاً فرمایا اللہ کریم نے السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما یعنے چور مرد ہو یا چور عورت ہو اُن کی سزا ہاتھ کا کاٹ ڈالنا ہے۔ اس آیہ مین سارق کا حکم تو ظاہر ہے مگر طرار اور نباش یعنی کیسہ بر اور کفن چور کا حکم خفی ہے کیونکہ کیسہ بر اور کفن چور پر اطلاق سارق کا نہین آتا۔

یا دوسری آیہ مین خدائے تعالے فرماتا ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ یعنی زانیہ عورت اور زانی مرد کی سزا سو کوڑے ہین زانی کے واسطے تو یہ حکم ظاہر ہے اور لوطی یعنی مغلم کے حق مین خفی ہے کیونکہ مغلم کو زانی نہین کہتے۔

اگر یہ قسم کھائی کہ فاکہہ نہین کھاؤنگا یعنی وہ چیز جو بطور تفکہ اور حظ طبعی کے کھانے کے علاوہ کھائی جاوے یہ کلام اور میوہ جات مین تو ظاہر ہوگی۔ انگور اور انار مین خفی ہوگی کیونکہ انگور اور انار مین غذائیت پائی جاتی ہے۔

خفی کا حکم یہ ہے کہ مراد متکلم کو طلب کرنا چاہیئے اُسوقت تک کہ خفا اس سے دور ہو جاوے۔

مشکل وہ ہے جس مین خفی سے زیادہ خفا اور پوشیدگی ہو یعنی اسکی حقیقت سننے والے پر تو پہلے ہی سے پوشیدہ تھی پھر وہ اپنے اشکال و امثال مین داخل ہوگیا مطلب اسکا اسیوقت حاصل ہوگا کہ طلب کرنیکے بعد تامل کیا جاوے تاکہ وہ اپنے امثال سے تمیز اور علٰحدہ ہو جاوے۔

نظیر اسکی احکام شرعیہ مین یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی لا یاتدم یعنی شوربے کے ہمراہ روٹی نہین کھاؤنگا۔ یہ کلام سرکہ اور شیرہ انگور مین ظاہر ہے اگر سرکہ یا شیرہ انگور سے روٹی کھاویگا حانث ہوگا گوشت انڈے اور پنیر مین مشکل ہے پہلے ائتدام کے معنی سمجھین گے یعنے وہ شئے جو مستقل طور پر عادۃً نہ کھائی جاوے بلکہ روٹی کے ہمراہ تبعاً کھائی جاوے ائتدام کے معنی سمجھکر پھر تامل کرینگے کہ یہ معنی گوشت انڈے پنیر مین پائے جاتے ہین یا نہین۔

مشکل کے بعد مجمل ہے۔ مجمل وہ ہے کہ جسکا مطلب متکلم کے بیان کے بغیر معلوم نہ ہو اور اس مین کئی وجوہ پائی جاتی ہون مثلاً فرمایا اللہ تعالے نے وحرم الربوا ربو کے معنے زیادتی مطلقہ کے ہین حالانکہ

مطلق زیادۃ کی حرمت مراد نہین بلکہ وہ زیادۃ حرام ہے جو ایک جنس وزنی یا کیلی اشیا مین ہو اور خالی ہو عوض سے نفس کلمہ مین اس معنی کے لینے کی کوئی دلیل نہین صرف تامل کرنے سے وحرم الربٰو کا مطلب معلوم نہ ہوگا بلکہ متکلم کے بیان سے واضح ہوگا کہ فلان فلان اشیا مین فلان فلان شرائط کے پائے جانے پر ربو حرام ہے۔

مجمل کے بعد خفا مین متشابہ کا درجہ ہے مثلاً قرآن شریف کی سورتون کے اول مین حروف مقطعات جیسے الٓمٓ یا حٰمٓ وغیرہ ہین کہ انکا مطلب بجز اللہ اور اسکے رسول کے اور کسیکو معلوم نہین۔

حکم مجمل اور متشابہ کا یہ ہے کہ ان کے معنے کے حق ہونے کا عقیدہ رکھے اور منتظر رہے کہ جو شارع علیہ السلام کیطرف سے اسکے معنی بتلائے جائین گے یا بتلائے گئے ہین وہی حق ہین۔

فصل۔ ان مواقع کے بیان مین جہان الفاظ کے حقیقی معنی چھوڑے جاتے ہین

پانچ موقعہ پر الفاظ کے حقیقی معنی چھوڑ دئے جاتے ہین۔ اول دلالت عرف یعنی عرف عام سے معلوم ہوتا ہو کہ اس لفظ کے حقیقی معنی مستعمل نہین کیونکہ الفاظ سے احکام اسیطرح ثابت ہوتے ہین کہ لفظ وہی معنی بتلاتا ہے جو متکلم کی مراد ہے پس جب کوئی معنی لوگون مین متعارف ہوئے تو یہ معنی متعارف دلیل ہین اس امر کی کہ بظاہر یہی معنی مراد ہین انہی پر حکم مترتب ہو جاویگا مثلاً کسی شخص نے قسم کہائی کہ وہ سری نہین خریدیگا تو موافق عرف عام اس سری سے گائے اور بکری کی سری مراد ہوگی۔ اگر قسم کہانے والے نے چڑیا یا کبوتر کی سری کو مثلاً کھا لیا تو حانث نہین ہوگا۔

اور اگر یہ قسم کھائی کہ انڈے نہین کھائیگا تو اس سے حسب عرف عام مرغی یا بطکے انڈے مراد ہون گے اگر قسم کھانے والے نے چڑیا یا کبوتر کے انڈون کو کھایا تو حانث نہین ہوگا۔

اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حقیقی معنی چھوڑکر صرف مجاز ہی مراد نہین لیتے بلکہ بعض وقت حقیقۃ قاصرہ مراد لے لیتے ہین۔ حقیقۃ قاصرہ اسے کہتے ہین کہ حقیقۃ کے بعض افراد کو لے لین کل کو نہ لین مثلاً راس سے صرف راس گاؤ یا غنم مراد لینا حقیقۃ قاصرہ ہے۔ عام کو چھوڑکر اسکے بعض افراد کو مراد لیلینا بھی حقیقۃ قاصرہ کی مثال ہے۔

اگر کسی شخص نے حج بیت اللہ اداکرنیکی نذر کی یا بیت اللہ تک پیدل چلنا نذر مانا یا حطیم کعبہ سے اپنے کپڑے کو لگانا داخل نذر کر لیا ان سب صورتون مین بوجہ دلالت عرف حج بیت اللہ لازم ہو جاویگا۔

دوسرا موقعہ حقیقی معنی کے متروک ہونیکا یہ ہے کہ خود کلام ہی کے بعض الفاظ سے بعض افراد خارج ہوتے ہوں مثلاً کسی شخص نے کہا کل مملوک لی فھو حر ہر ایک میرا غلام آزاد ہے اس کلام سے جو پورے مملوک اور غلام ہیں وہ آزاد ہو جاوینگے مگر مکاتب اور وہ غلام جسکا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہے وہ آزاد نہ ہوگا کیونکہ وہ اس نفس کلام کے ماتحت داخل نہیں مکاتب کا من کل الوجوہ مملوک نہ ہونا تو ظاہر ہے کہ مکاتب کو مولی بیع اور ہبہ نہیں کرسکتا اور کنیز مکاتبہ سے جماع نہیں کرسکتا اور جب غلام کا کچھ حصہ آزاد ہوگیا تو وہ بھی من کل الوجوہ مملوک نہیں رہا۔ اگر مکاتب نے اپنے مالک کی دختر سے نکاح کرلیا پھر مالک مرگیا مالک کی دختر من جملہ اور وراثت کے اس مکاتب کی بھی مالک ہوگئی نکاح فاسد نہیں ہوگا کیونکہ جب مکاتب من کل الوجوہ مملوک نہیں تو مملوک مطلق کے ماتحت داخل نہیں البتہ مدبر اور ام ولد مملوک کے ماتحت داخل ہیں اسیواسطے کنیز مدبرہ اور ام ولد کے ہمراہ ہم بستر ہونا مالک کو درست ہے ان کی ملکیت میں فرق نہیں مگر رق میں نقصان ہے کہ انجام کار ان دونوں کی رقیت زائل ہوجاتی ہے اور چونکہ مکاتب میں رقیت موجود ہے اگر کسی شخص نے قسم کے کفارہ یا ظہار کے کفارہ میں عبد مکاتب کو آزاد کردیا تو کفارہ ادا ہو جاویگا۔ ام ولد اور مدبر کا ان کفاروں میں آزاد کرنا درست نہیں ہوگا کیونکہ کفاروں میں رقبہ کو دور کرکے حریت یعنی آزادی کو ثابت کردینا واجب ہے مکاتب میں رقیت کامل ہے اسکو آزاد کرنا من جمیع الوجوہ آزاد کردینا ہے برعکس اس کے ام ولد اور مدبر میں رقیت ناقص ہے وہاں من کل الوجوہ آزاد کرنا نہیں پایا جاتا۔

فائدہ ۔ مکاتب وہ غلام ہے جسکو مالک یہ کہدے کہ اگر تو اسقدر روپیہ ادا کردیگا تو آزاد ہو جاویگا مدبر وہ ہے جسکی نسبت مالک یہ اعلان کردے کہ یہ غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ ام ولد وہ کنیز ہے کہ مالک کی اس سے کچھ اولاد اس کے پیدا ہو جاوے۔

تیسرا موقعہ حقیقی معنی کے متروک ہوجانے کا سیاق کلام ہے یعنی طرز کلام سے معلوم ہوجاوے کہ حقیقی معنی مراد نہیں کہا سیر کبیر میں جب مسلمان نے حربی سے کہا انزل اتر وہ قلعہ یا محفوظ جگہ سے اترا تو اس کو امن حاصل ہو جاوے گا اور اگر ان الفاظ سے کہا انزل ان کنت رجلا اتر اگر تو مرد ہے اس پر وہ اترا تو اسکو امن نہیں ملیگا

اور اگر حربی نے پکارا الامان الامان (مجھے امن دو امن دو) مسلمان نے جواب دیا الامان الامان میں نے تجھے امن دیا

تو وہ حربی ماموں ہوگا اور اگر مسلمان نے اُس کے جواب میں کہا ستعلم ما تلقی غداً ولا تعجل حتی تری ما جائ لیگا جو کل تجھے پیش آوے گا۔ اور جلدی نکر دیکھ تو سہی) اسپر وہ حربی قلعہ سے اترا تو امن نہیں ہوگا۔

اور اگر وکیل کو کہا میرے واسطے کنیز خرید کر دے تاکہ میری خدمت کرے وکیل نے اند ہی یا نجی کنیز خرید کر دی تو جائز نہیں ہوگا اور اگر کہا میرے واسطے کنیز خرید کر دے تاکہ اس سے ہم بستر ہوں وکیل نے اس شخص کی رضاعی بہن خرید کر دی تو درست نہیں ہوگا۔

اور یہی وجہ ہے کہ علماء حنفیہ نے اس حدیث کی نسبت اذا وقع الذباب فی طعام احدکم فامقلوہ ثم انقلوہ فان فی احدی جناحیہ داء وفی اخری دواء وانہ لیقدم الداء علی الدواء کہا ہے کہ اس حدیث میں حکم مکھی کے کھانے میں سے نکال ڈالنے کا خود ہمارے ہی فائدہ ہمسے تکلیف دور کرنے کے واسطے ہے کسی عبادت کی غرض سے نہیں لہذا امر اس جگہ اپنے اصلی معنی یعنی ایجاب میں نہیں رہا ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ جب مکھی تمہارے کھانے میں گرے اسکو کھانے میں ڈبا دو پھر نکال ڈالو کیونکہ اسکے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے بازو میں دوا ہوتی ہے اور مکھی بیماری والے بازو کو دوا والے بازو مقدم کرتی ہے۔

اور اسی سیاق کلام کے سبب علماء حنفیہ نے اس آیۃ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا الخ یعنی زکوٰۃ اور دیگر صدقات واجبہ واسطے فقراء اور مساکین کے ہیں اور ان لوگوں کے واسطے جو صدقات کو وصول کرنے کے واسطے مقرر کیے جاتے ہیں وغیرہا سے یہ حکم نکالا ہے کہ تمام اقسام ثمانیہ مذکورہ فی الآیہ میں اختیار ہے خواہ سب کو دیں یا بعض کو دیں کیونکہ اس آیۃ بیان مصارف سے پہلے فرمایا ومنہم من یلمزک فی الصدقات یعنی اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) بعض منافق تمہارے اوپر صدقات میں طعن کرتے ہیں کہ فلان کو نہیں دیا اور فلان کو دیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ مصارف صدقات کے بتلانے سے غرض ان کی طمع اور لالچ کو قطع کر دینا ہے کہ بجز ان مصارف ثمانیہ مذکورہ فی الآیہ کے اور کسی کو زکوٰۃ نہیں ملیگی۔

چوتھا موضع حقیقی معنی متروک ہونے کا یہ ہے کہ خود متکلم کی کلام حقیقی معنی کے چھوڑ دینے پر دلالت کرتی ہو مثلاً ایک جگہ قرآن شریف میں فرمایا فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر یعنی جو شخص چاہے ایمان لاوے اور جو شخص چاہے انکار کر دے کافر بنجاوے۔ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالے حکیم ہے اور کفر قبیح ہے حکیم قبیح چیز کے کرنیکا حکم نہیں دیتا پس معلوم ہوا کہ غرض اس کلام سے توبیخ اور سرزنش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء حنفیہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص کو گوشت خرید کرنے پر وکیل بنایا اگر موکل مسافر راستہ

پر ٹھیرا ہوا ہے تو پکا ہوا یا بھنا ہوا گوشت وکیل کو خرید کرنا ہوگا اور اگر موکل مقیم باشندہ ہے تو گوشت خام وکیل خرید یگا۔

اسی قسم مین یمین فور داخل ہے مثلاً کسی شخص نے دوسرے سے کہا تعال تغد معی آمیرے ہمراہ صبح کا کھانا کھا۔ اسنے جواب مین کہا واللہ لا اتغدی قسم اللہ کی مین صبح کا کھانا نہین کھاؤنگا یہ قسم اُسی صبح کے کھانے پر محمول ہوگی جس کی طرف بلایا گیا ہے یہانتک کہ اگر اس کے بعد اس کے گھر مین کھایا یا اسی دن دوسرے شخص کے ہمراہ کھایا تو حانث نہین ہوگا۔

اور اگر کوئی عورت باہر نکلنے کے ارادہ سے کھڑی ہوئی خاوند نے کہا اگر تو باہر نکلی تو تجھ پر طلاق ہے تو یہ شرط فوری نکلنے یعنی اسیوقت کے باہر نکلنے پر محمول ہوگی اگر وہ اسوقت نہ نکلی اُس کے بعد نکلی تو شرط واقع نہین ہوگی۔

پانچوان موقعہ حقیقی معنی کے متروک ہونیکا محل کلام کا دلالت کرنا ہے کہ خود محل ایسا ہو کہ وہان حقیقی معنی مراد نہ لے سکین مثلاً آزاد عورت نے مرد سے کہا وهبت نفسی لک مینے اپنا نفس تیرے واسطے ہبہ کردیا مرد نے کہا قبلت مینے قبول کیا یا عورت کہے بعت نفسی لک یا ملکت نفسی لک مرد نے جواب دیا قبلت ان سب الفاظ وهبت بعت اور ملکت کے معنی مجازی نکحت مراد ہون گے کیونکہ معنی حقیقی کا محل ہی نہین فانہ آزاد عورت ہے۔

اور جب کسی مالک نے اپنے معروف النسب غلام سے کہا ہذا ابنی یہ میرا فرزند ہے یا اپنے سے زیادہ عمر والے غلام کو کہا ہذا ابنی تو دونون جگہ معنی مجازی مراد ہون گے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غلام آزاد ہو جاویگا ہان صاحبین کے نزدیک یہ کلام ہی لغو ہوگی اور وجہ اس کی پہلے گذر چکی کہ مجاز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تلفظ مین حقیقۃ کا خلیفہ اور قائم مقام ہی اور صاحبین کے نزدیک حکم مین قائم مقام ہے تلفظ مین نہین پس اگر حقیقۃ غیر ممکن الوجود ہوگی تو صاحبین کے نزدیک کلام ہی لغو ہوگی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقۃ غیر ممکن الوجود ہو یا ممکن الوجود ہو حقیقی معنی متروک ہونے پر مجازی معنی مراد ہون گے متکلم کا کلام لغو نہین جاویگا۔

فصل متعلقات نصوص یعنی عبارۃ النص۔ اشارۃ النص دلالۃ النص

اقتضاء النص کے بیان مین۔ عبارۃ النص وہ ہے جس کے واسطے کلام اور عبارت کو لایا گیا ہو اور قصداً اُس کلام کے لانے سے وہی مراد ہو۔

اشارۃ النص وہ ہے جو نص کے الفاظ سے مفہوم ہو کوئی لفظ زیادہ کرنیکی ضرورت واقع نہ ہو مگر اُس عبارت کے لانے سے مراد نہ ہو یہی وجہ ہے کہ جو اشارۃ النص سے ثابت ہوتا ہے وہ من کل الوجوہ ظاہر نہیں ہوتا مثلاً اس آیۃ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم (الی آخر الآیہ) مین دونون موجود ہین۔ عبارۃ النص سے اس آیۃ مین مہاجرین فقراء کا مستحق غنیمت ہونا ثابت ہے کیونکہ قصد متکلم اس کلام کے لانے سے ان کا استحقاق جتلانا منظور ہے اور اشارۃ النص سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مہاجرین ہجرت کرنے کے بعد اپنے مال ومتاع کے مالک نہین رہے فقیر ہوگئے لہذا جب کوئی کافر مسلمان مہاجر کے مال پر قبضہ کریگا تو کافر کی ملکیت ثابت ہوگی کیونکہ اگر مسلمانون کے مال مسلمانون کی ملک مین باقی رہتے تو انکا فقر ثابت نہ ہوتا۔

اسی اشارۃ النص سے مسئلہ استیلاء کفار کا حکم نکلتا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا۔ اور جب کوئی مہاجر کفار سے یہ مال خریدیگا اور اس مال مین بیع اور ہبہ سے تصرف کریگا یا غلام کو آزاد کر دیگا تو درست ہوگا۔ اور جب مسلمان دوبارہ کفار پر فتح پاکر اس مال مقبوضہ پر غلبہ پالیں تو یہ مال حکم مین غنیمت کے ہوگا غازی کی ملک اس مین ثابت ہوگی مالک قدیم غازی کے ہاتھ سے چھین نہین سکیگا اور جو احکام ان مسائل پر متفرع ہون ان سب کا یہی حکم ہوگا مثلاً کنیز سے وطی کرنا اور آزاد کرنا درست ہوگا۔

اشارۃ النص کی دوسری مثال یہ ہے کہ خدا نے ایک آیۃ مین فرمایا احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم روزہ کی رات تمہارے واسطے اپنی بیبیون سے ہم بستر ہونا درست ہے دوسری آیۃ مین فرمایا ثم اتموا الصیام الی اللیل پورا کرو روزہ رات تک۔ دونون آیتون کے مضمون ملانے سے معلوم ہوا کہ ابتداء صبح صادق مین امساک یعنی روزہ بحالت جنابت (ضرورت غسل) کے پایا جائیگا کیونکہ جب صائم کیواسطے رات کے آخر وقت تک ہم بستر ہونیکی اجازت ہوئی تو لامحالہ ابتداء یوم صوم بحالت جنابت ہوگا اور روزہ کو شام تک پورا کرنا ہوگا پس معلوم ہوا کہ جنابت روزہ کے منافی نہین۔

اور چونکہ غسل جنابت مین کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا فرض ہے تو لازم آیا کہ یہ دونون امر بقائے روزہ کے منافی نہین۔ یہ مسئلہ بھی اس سے نکل آیا کہ اگر کسی شخص نے کچھ کہانیکی چیز کو چکھا اور وہ چیز پیٹ کے

اندر نہین پہنچی تو روزہ فاسد نہین ہوگا - کیونکہ اگر پانی نمکین ہو کلی کرنے کے وقت نمک کا ذائقہ معلوم ہوتا ہو
تو روزہ فاسد نہین ہوگا - اور اسی سے احتلام اور احتجام (پچھنے لگوانے) اور ادہان (تیل لگانے) کے احکام معلوم
ہو گئے کہ ان امور سے روزہ مین فرق نہین آتا کیونکہ جب کتاب اللہ مین ابتدا صبح تک اشیا ثلاثہ
(کھانے پینے جماع کرنے) سے رکجانے کا نام روزہ رکھا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ صوم کا رکن
ان تینون چیزون ہی سے باز رہنے پر تمام ہو جاتا ہے -
اسی سے روزہ کی رات سے نیت فرض ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ نکلتا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک رات سے نیت روزہ کی کر لینا فرض ہے مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر نصف نہار
سے پہلے بھی نیت کرے تو روزہ ہو جاویگا اور یہی قوی ہے اسواسطے کہ فرض چیز کا ادا امر کے وارد ہونے
کے بعد ہے اور امر یعنی حکم خداوندی فرضیت صوم دن کے شروع ہونے پر واقع ہوگا لہذا دن
کے شروع ہونے سے پہلے نیت فرض نہین ہوگی اس آیۃ اتموا الصیام الی اللیل مین روزہ
کو رات تک تمام کرنیکا حکم ہے تمام جب ہوگا کہ جزو اول دن مین شروع ہو -
دلالۃ النص وہ ہے کہ حکم منصوص علیہ کی علۃ لغت سے مفہوم ہو یعنی جو شخص عالم لغت ہو وہ علۃ اور موثر
کو اس کلام سے معلوم کرے مجتہد کے اجتہاد اور استنباط پر موقوف نہ ہو مثلاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے
ولا تقل لہما اف ولا تنہرہما نہ کہہ ماں باپ کو کلمہ اُف اور نہ ان دونوں پر سرزنش کرین پس جو شخص علم
لغت کے اوضاع سے واقف ہے وہ اس آیۃ کو سنتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ ماں باپ سے ایذا دور
کرنے کی غرض سے تافیف یعنی ماں باپ کو اف کہنا حرام ہوا ہے پس دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ
ماں باپ کو گالی دینا اور مارنا اسی آیۃ سے یقیناً حرام ہے کیونکہ اس نوع کا حکم یہی ہے کہ بسبب عموم
علت حکم منصوص علیہ بھی عام ہوگا -
اور اسی علت کی وجہ سے مزدوری پر رکھکر ماں باپ سے خدمت لینا یا قرض کے سبب قید مین ڈالنا
یا اگر ماں باپ مین سے کسی نے بیٹے کو قتل کر دیا ہو اُس کے قصاص مین قتل کرنا یہ سب امور
نادرست ہون گے -
دلالۃ النص بمنزلہ نفس نص کے ہے لہذا دلالۃ النص سے حدود اور سزائین ثابت ہوتی ہین
کہا علماء حنفیہ نے اگر کسی شخص نے روزہ رمضان مین اپنی زوجہ سے جماع کیا ہو تو اسپر کفارہ کا وجوب

عبارت النص سے ثابت ہے اور کچھ کہا لیا یا پانی لیا تو اسپر بھی کفارہ دلالۃ النص سے واجب ہے کیونکہ جو علۃ کفارہ کی جماع کے سبب بحالت روزہ پائی جاتی ہے وہی عمداً اکل و شرب مین پائی جاتی ہے دونون مین فساد صوم موجود ہے۔

اور چونکہ بوجہ علت کے پائے جانے کے حکم پایا جایگا امام قاضی ابو زید نے کہا ہے کہ اگر کوئی قوم ایسی ہو کہ اف کہنے کو عزت جانتی ہو تو انہیں ماں باپ کو اف کہنا حرام نہین ہوگا۔

اور اگر کوئی بیع یعنی خرید فروخت ایسا ہو کہ بائع اور مشتری کو جمعہ مین جانے اور سعی الی الجمعہ سے نہ روکے تو وہ درست ہوگا مثلاً بائع و مشتری کشتی مین سوار ہو کر جامع مسجد کیطرف جا رہے ہین اگر باوجود اذان جمعہ ہو جانے کے راستہ مین باہم لین دین کرین تو درست ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ وہ اپنی زوجہ کو نہین ماریگا قسم کہا کر بجائے مارنے کے اس شخص نے عورت کے بال کھینچے یا دانتون سے کاٹ لیا یا گلا گھونٹا اگر یہ حرکات بطور تکلیف پہنچانے کے ہین تو وہ حانث ہوگا قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بالفرض صورت مار پٹائی کی یا بال کھینچے کی ہنسی مذاق کے وقت پائی جاوے تکلیف پہنچانا منظور نہ ہو تو حانث نہین ہوگا۔

اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ فلان شخص کو نہین مارونگا اور مر جانے کے بعد اسکو مارا تو حانث نہین ہوگا کیونکہ جو مقصود ضرب سے ہے یعنی تکلیف پہنچانا وہ نہین پایا جاتا۔ اور اگر قسم کہائی کہ فلان شخص سے کلام نہین کرونگا پھر مر جانے کے بعد کلام کی تو حانث نہین ہوگا کیونکہ افہام موجود نہین۔

اور اگر قسم کہائی کہ گوشت نہین کھاویگا اس کے بعد مچھلی یا ٹڈی کا گوشت کھا لیا تو حانث نہین ہوگا اور اگر خنزیر یا انسان کا گوشت کھا لیا تو حانث ہوگا کیونکہ اہل علم لغات سنتے ہی سمجھ جاوینگے کہ اس قسم کی قسم کھانے کا باعث ان چیزون سے بچنا ہے جنکا گوشت خون سے پیدا شدہ ہے اسی پر حکم کا مدار رہیگا۔

اقتضاء النص وہ ہے جس مین زیادتی علی النص ہو مگر معنی نص کے اس کے بغیر پائے نہ جاتے ہون گویا نص ہی نے اسکا اقتضا کیا ہے تاکہ خود نفس نص کے معنی درست ہو سکین۔

احکام شرع مین اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے عورت کو کہا انت طالق تجھے طلاق ہے

یہان طالق عورت کی نعت اور صفت ہے نعت کے پائے جانے پر مصدر کا پایا جانا ضروری ہے گویا مصدر بطور اقتضاء النص کے موجود ہے تقدیر کلام یہ ہوئی انت طالق طلاقا اور جب کسی شخص نے دوسرے سے کہا اعتق عبدک عنی بالف درہم میری طرف سے ہزار روپیہ کے بدلے اپنا غلام آزاد کردے اُسنے جواب دیا اعتقت مینے آزاد کردیا۔ تو اس کہنے سے غلام آزاد ہوجاویگا اور حکم دینے والے کے ذمہ ہزار روپیہ آوین گے اور اگر حکم دینے والے نے اس حکم سے کفارہ کی نیت کی ہوگی تو نیت درست ہوگی اور وہ غلام کفارہ مین آزاد ہوجاویگا گویا مراد حکم دینے والے کی اس کلام سے یہ تھی کہ فروخت کردے اس کو میرے پاس ایکہزار مین پھر میرا وکیل ہوکر اسکو آزاد کردے ھذا بیع اقتضاء النص سے ثابت ہوگی اور قبول بھی اقتضاء النص ہی سے ثابت ہوگا کیونکہ قبول بیع کے ارکان مین کا ایک رکن ہے اسیواسطے امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شخص سے کہا آزاد کردے اپنے غلام کو میری طرف سے بغیر کسی عوض کے اُسنے کہا مینے آزاد کردیا تو آزاد کردینا ثابت ہوجاویگا اور اس کلام مین اقتضاء النص سے ہبہ اور توکیل دونون ثابت ہونگین اور اس موقع پر قبضہ کرنے کی (اس خیال سے کہ قبضہ ہبہ مین ایسا ہے جیسا بیع مین قبول ہے) ضرورت نہین ہوگی کیونکہ قبول تو بیع مین رکن ہے جب اقتضاءً بیع کو ہم ثابت کرین گے تو ضرورۃً قبول بھی ثابت ہوجاویگا اور قبضہ ہبہ مین رکن نہین تاکہ اقتضاءً ہبہ کے ثابت ہونے سے قبضہ بھی اقتضاءً ثابت ہو۔

حکم مقتضی کا یعنی اس چیز کا جو اقتضاء النص سے ثابت ہو یہ ہے کہ وہ ضرورت کے موافق ثابت ہوگی اور بقدر ضرورت مقدر مانی جاوے گی اسیواسطے علماء حنفیہ نے حکم دیا ہے۔ جب کسی نے کہا انت طالق اور اس کلمہ سے تین طلاقون کی نیت کرلی تو صحیح نہین ہوگا کیونکہ یہان طلاق مصدر کو اقتضاء النص سے نکالا ہے بقدر ضرورت ہی مقدر ہوگا اور ضرورت ایک کے پائے جانے سے پوری ہوجاتی ہے لہذا ایک ہی مقدر ہوگا خواہ وہ فرد حقیقی ہو یا حکمی کہ ایک فرد حقیقی ہے اور تین فرد حکمی دو نہ فرد حقیقی ہین اور نہ فرد حکمی اور فرد حکمی کو اسواسطے مراد نہین لیسکتے کہ اس سے عموم لازم آویگا اور عموم اقتضاء النص مین درست نہین یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے کہا ہے اگر کسی شخص نے قسم کہائی کہ اگر مین کھانا کھاؤن تو ایسا ہو اگر وہ بتلانے کہ میری مراد اس قسم سے فلان طعام ہے اور فلان طعام کی نسبت قسم نہین کھائی تو صحیح نہین ہوگا کیونکہ اکل یعنی کھانا ماکول کو چاہتا ہے تو وجود ماکول یعنی طعام اقتضاء النص سے ثابت

ہوگا اور ضرورت کے موافق مقدر مانا جاویگا ضرورت فرد مطلق سے پوری ہوگی اور فرد مطلق مین تخصیص نہین پائی جاتی کیونکہ تخصیص سے پہلے عموم کا پایا جانا شرط ہے۔

اگر کسی شخص نے خلوت صحیحہ کے بعد کہا اعتدی تو عدت مین بیٹھ اور اس کہنے سے طلاق کی نیت کرلی تو اقتضاء النص سے طلاق واقع ہوجاوے گی کیونکہ عدت کا وجود طلاق کے بغیر نہین ہو سکتا لہذا ضرورت کے موافق طلاق مقدر مانی جاویگی پس طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ طلاق بائن مین صفت بینونۃ قدر ضرورۃ سے زائد ہے اقتضاء النص سے اس کا ثبوت نہین ہوگا اور جیسا کہ ہمنے ذکر کیا ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔

فصل۔ امر کے بیان مین۔ لغت مین امر کہتے ہین کسی شخص کا دوسرے سے کہنا فعل یعنی یہ کام کر مراد یہ ہے کہ ایسا فعل کہنا جس مین طلب کے معنی پائے جاوین۔ شریعت مین امر عبارت ہے کسی دوسرے پر فعل کے لازم کر دینے سے۔

بعض امام یہ فرماتے ہین کہ مراد امر یعنی وجوب اسی صیغہ افعل سے خاص ہے جبتک کوئی صیغہ امر کا نہین ہوگا وجوب ثابت نہین ہوگا۔

ان بعض کا مطلب یہ نہین کہ حقیقت امر کی اسی صیغہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اللہ کریم ازل مین متکلم ہے اور اس کی کلام ہین امر نہی اخبار استخبار ہے اور یہ ناممکن ہے کہ یہ صیغہ ازل مین پایا جاوے۔ اور ان بعض کا مطلب یہ بھی نہین کہ امر سے امر کی مراد بدون اس صیغہ کے حاصل نہین ہوتی اسی سے خاص ہے کیونکہ مراد شارع کی امر سے بندہ پر فعل کا واجب کر دینا ہے جیسے ہمارے علماء ابتلاء آزمایش بتلاتے ہین اور یہ وجوب من جانب شارع اس صیغہ کے بغیر بھی ثابت ہو جاتا ہے مثلا عاقل پر واجب ہے کہ ایمان لاوے اگرچہ اس نے امر کے صیغہ کو نہ سنا ہو اور کسی نبی کیطرف سے اسکو دعوت اسلام نہ پہنچی ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر اللہ تعالے رسول نہ بھیجتا تو عقلمندون پر بسبب انکی عقلون کے خدا تعالے کا پہچاننا یعنی اسپر ایمان لانا واجب ہوتا۔

پس مطلب ان بعض امام کا یہ ہے کہ مسائل شرعیہ مین بندہ کے حق مین وجوب اسی صیغہ امر سے ثابت ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بہ امر آپکے قول افعلوا یعنی صیغہ امر کے

نہین ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مین متابعت اور اعتقاد وجوب دو طرح ثابت ہوگا ایک یہ کہ حضور کی مواظبت اس فعل پر ثابت ہو۔ دوم یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ یہ عمل خصوصیات حضور سے نہین۔

فصل۔ امر مطلق یعنی اس امر کی نسبت علما مین اختلاف ہے جس مین کوئی قرینہ لزوم یا عدم لزوم کا نہ پایا جاوے کہ وہ وجوب پر دلالت کرے یا اباحت پر یا استحباب پر مثلاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن پڑھا جاوے اسکو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ دوسری جگہ فرمایا ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین نہ نزدیک جاؤ دا ے آدم وحوا) اس درخت کے پس ہو جاؤ کے ظلم کرنے والون مین سے۔ ان دونون مثالون مین وجوب اور عدم وجوب دونون پر کوئی قرینہ نہین۔ صحیح مذہب اس باب مین یہ ہے کہ موجب امر وجوب ہے ہان اگر کوئی دلیل اس کے خلاف پائی جاوے تو وجوب نہ رہیگا کیونکہ امر کا ترک گناہ ہے اور بجالانا داخل فرمانبرداری ہے اور یہ فصحاء عرب کے محاورات سے ثابت ہے کہا ابو تمام حماسی نے

اطعت لامریک بصرم حبلی :۔ مریھم فی احبتھم بذاک :۔ فان ھم طاوعوک فطاوعیھم :۔ وان عاصوک فاعصی من عصاک :۔

(ترجمہ)

اے محبوبہ تو نے فرمانبرداری کی اپنے حکم دینے والون کی میری دوستی کی رسی قطع کر دینے مین :۔ ای محبوبہ تو انکو حکم دے تو سہی کہ وہ بھی اپنے دوستون کو چھوڑ دین :۔ اگر انہون نے تیری فرمانبرداری کی تو تو بھی انکی فرمانبرداری کر :۔ اور اگر انہون نے تیری نافرمانی کی تو جو تیرا نافرمان ہو تو بھی اسکی نافرمان ہو :۔

عصیان اس چیز مین جو حق شرع کے متعلق ہے عذاب کا باعث ہے۔

تحقیق اس باب مین یہ ہے کہ امر یعنی حکم دینے والے کے اندازہ مرتبہ کے مطابق مخاطب پر فرمانبرداری اس کے حکم کی لازم ہوتی ہے۔ اسی سبب اگر امر کا صیغہ اس شخص کی طرف متوجہ ہو جس پر فرمانبرداری امر کی لازم نہین تو وجوب اس امر سے ثابت نہین ہوگا اور جب امر ایسے شخص کی طرف متوجہ کیا گیا جس پر فرمانبرداری لازم ہے تو وجوب ثابت ہوگا اگر دانستہ فرمانبرداری نہ کریگا تو عرفاً اور شرعاً عذاب کا مستحق ہوگا اسی سے معلوم ہو گیا کہ لزوم ایتمار یعنی وجوب فرمانبرداری حکم دینے والے کے مرتبہ کے

مطابق ہے۔
اب ہم کہتے ہین کہ تمام عالم کے اجزا بین اللہ تعالی کے واسطے ملک تام ثابت ہے اور اسکو جسطرح چاہے تصرف حاصل ہے جب ملک قاصر والے کے حکم کے نہ بجا لانے سے عذاب کا استحقاق ہو جاتا ہے تو جسنے بندہ کو عدم سے موجود کیا اور اقسام اقسام کی نعمتون کے مینہ برسائے اور افضال فرمائے اس کے حکم کو نہ بجا لانے سے یقیناً عذاب لاحق ہوگا۔
فصل۔ کسی کام کا امر اس کام کے تکرار کو نہین چاہتا اسیواسطے علما حنفیہ نے کہا اگر کسی شخص نے اپنے وکیل سے کہا میری عورت کو طلاق دیدے طلق امراتی وکیل نے اسکو طلاق دیدی پھر دوبارہ اس شخص نے مطلقہ سے نکاح کر لیا تو اب وکیل کو یہ نہین پہنچتا کہ ایک دفعہ کے امر کے سبب دوسری دفعہ اس عورت کو موکل کیطرف سے طلاق دیدے کیونکہ امر تکرار کو نہین چاہتا۔
اور اگر کسی شخص نے وکیل سے کہا زوجنی امرأۃ میرے سے کسی عورت کا نکاح کرادے تو یہ حکم اور امر مرۃ بعد اخری یعنی کئی دفعہ کے نکاح کرا دینے کو شامل نہین ہوگا۔
اور اگر مالک نے غلام سے کہا تزوج نکاح کرلے اس امر سے ایک ہی دفعہ نکاح کر لینے کی اجازت ہوگی کیونکہ کسی فعل کا حکم دینا اختصار کے طور پر اس کے ایجاد کو طلب کرنا ہے مثلاً اضرب اس جملہ کا مختصر ہے افعل فعل الضرب اور ثبات حکم مین مختصر کلام اور مطول کلام برابر ہین۔

یہ امر بالضرب یعنی مارنے کا حکم دینا امر ہے ساتھ جنس تصرف معلوم کے اور اسم جنس کا حکم یہ ہے کہ اطلاق کے وقت ادنی کو شامل ہو اور نیت کے وقت کل جنس کا احتمال رکھتا ہو مثلاً ایک شخص نے قسم کھائی لایشرب ماء پانی نہین پیئیگا اگر ادنی قطرہ پانی کا پی لیگا تو حانث ہو جاویگا اور اگر اس شخص نے کہا میننے تو اس کلام سے تمام عالم کے پانی پینے کی نیت کر لی تو اسکی نیت صحیح ہوگی اور وہ حانث نہین ہوگا اسیواسطے علما حنفیہ نے کہا ہے جسوقت مرد نے عورت سے کہا طلقی نفسک اپنے آپ کو طلاق دیدے اسنے کہا طلقت یعنے اپنے آپ کو طلاق دیلی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر تین طلاقون کی نیت کی ہوگی تو نیت اسکی درست ہوگی۔ ایسا ہی اگر دوسرے شخص سے کہا طلقہا اسکو طلاق دیدے تو اطلاق کے وقت یہ کلام ایک ہی طلاق کو شامل ہوگا اور اگر تین طلاقون کی نیت کی ہوگی تو

بنت درست ہوگی اور اگر دو طلاقوں کی بنت کی تو درست نہیں مگر اس صورت مین کہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو طلاقوں کی نیت اس کے حق مین کل جنس کی بنت کرنی ہے ۔ اور اگر اپنے غلام سے کہا تزوج نکاح کرلے اس کلام سے ایک ہی عورت سے نکاح کر لینے کی اجازت ہوگی اور اگر دو کی بنت کرلی تو یہ نیت صحیح ہوگی کیونکہ عبد کے حق مین یہ کل جنس ہے ۔

اب اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امر تکرار کو نہین چاہتا تو کیا وجہ ہے کہ ایک امر اقم الصلوٰۃ سے ہر روز پانچ دفعہ نماز کا ادا کرنا فرض ہے اور ایک امر آتوا الزکوٰۃ سے ہر سال زکوٰۃ کا ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ ۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ تکرار عبادات امر سے ثابت نہین ہوا بلکہ تکرار اسباب سے تکرار عبادات ثابت ہوا مثلاً خدا نے فرمایا اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس نماز پڑہو آفتاب کے زوال ہوتے پر لہذا جب زوال کا وقت ہوگا ظہر کی نماز کا پڑہنا فرض ہوگا اور ہر روز اسی طرح فرض بوجہ بار بار آنے سبب کے ثابت ہوتا رہے گا تکرار زکوٰۃ ہر سال بوجہ اُسکے سبب نصاب کے مکرر پائے جانے کے ثابت ہوگا فرضیت روزہ رمضان المبارک ہر سال بوجہ روزہ کے سبب رمضان المبارک کے آجانے کے ثابت ہوگی

اور امر واسطے طلب ادا اس چیز کے ہے کہ سابق سبب کی وجہ سے ذمہ پر واجب ہوگئی ہے اصل وجوب کے اثبات کے واسطے نہین مثلاً کسی شخص نے کہا ادثمن البیع واد نفقۃ الزوجۃ ان دونوں جملون مین دو امر ہین جنمین ادا ثمن اور ادا نفقہ کی طلب ہے اور نفقہ ثمن دونوں پہلے سے بوجہ بیع اور نکاح کے واجب ہو چکے تھے نفس وجوب امر سے ثابت نہین ہوا بلکہ وجوب ادا امر سے ثابت ہوا ۔

لہذا جو عبادت اپنے سبب کیوجہ سے واجب ہوگئی تو امر اس واجب شدہ عبادت کی ادا کے واسطے متوجہ ہوا ۔

پھر امر جب شامل ہوا کسی جنس کو تو شامل ہوا تمام جنس اس عبادت کو جو اسپر واجب ہے مثال اس کی جیسے کہین وقت ظہر مین نماز ظہر واجب ہے تو امر متوجہ ہوگا اس واجب کے ادا کرنے کی طرف لہذا جب وقت مکرر ہوگا واجب بھی مکرر ہوگا اور اُسے شامل ہوگا اور واجبات کو بھی بسبب شامل

ہونے کل جنس کے جو عبادت ہے نماز واجب ہے پس تکرار عبادت اس طریق مذکور سے ہوا اس سے نہین ہوا کہ امر تکرار کا مقتضی ہے۔

فصل۔ مامور بہ۔ دو قسم پر ہے۔ مطلق عن الوقت۔ اور مقید بالوقت۔ مطلق عن الوقت وہ ہے کہ جس مین ادا مامور بہ کے واسطے وقت معین اور محدود نہ ہو جیسے زکوۃ اور عشر و صدقہ فطر ہے مقید بالوقت وہ ہے کہ اسکے ادا کا وقت معین ہو اگر وقت گذر جائے تو فوت ہو جائے جیسے صوم و صلوۃ۔

حکم مطلق کا یہ ہے کہ مامور بہ کا ادا کرنا تاخیر اور تراخی سے بھی جائز ہو بشرطیکہ تمام عمر مین فوت نہ ہو۔

اسیواسطے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی شخص نے یہ نذر کی کہ ایک مہینے اعتکاف کرے اسکو اختیار ہے جس مہینے مین چاہے اعتکاف کرے اور اگر یہ نذر مانی کہ ایک مہینے کے روزے رکھیگا اختیار ہے جس مہینے مین چاہے روزے رکھے۔

زکوۃ۔ صدقہ فطر اور عشر مین محقق مذہب یہی ہے کہ تاخیر کرنے سے قصوروار نہین ٹہرتا پس اگر سال پورا ہونے پر نصاب زکوۃ ہلاک ہو گیا تو واجب اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا اگر تاخیر کرنے پر قصوروار ٹہرتا تو واجب اس کے ذمہ باقی رہتا اور تاخیر سے گنہگار رہوتا۔

اور حانث یعنی قسم کا توڑ دینے والا اگر محتاج ہو گیا اور اسکا مال جاتا رہا تو کفارہ قسم کے عوض روزے رکھے۔

(فائدہ) تفصیل اسکی یہ ہے کہ حانث یعنی قسم توڑ دینے والے پر کفارہ مالیہ لازم آتا ہے کہ دس مسکینون کو کھلاوے یا لباس پہناوے یا غلام آزاد کرے اگر ان تینون مین سے کچھ نہ کر سکے تب تین روزے رکھے سو اگر حانث کفارہ مال مین تاخیر کرنے کے سبب قصوروار قرار پاتا تو کفارہ مال اس کے ذمہ باقی رہتا اور وہ گنہگار ہوتا۔

اور یہی وجہ ہے کہ اوقات مکروہ مین قضا کرنا نماز کا درست نہین کیونکہ وجوب مطلق ثابت ہونے سے واجب کامل ثابت ہو گیا پھر وقت ناقص مین ناقص ادا کرنے سے ذمہ واری سے نہین نکلیگا یعنی وجوب ساقط نہین ہوگا۔ شام کے قریب جب آفتاب مین تغیر آجاوے تو اوسی دن کی عصر کا ادا کرنا جائز ہوگا مگر قضا کا پڑھنا درست نہین ہوگا۔

کرخی رحمہ اللہ سے یہ روایت ہے کہ موجب امر مطلق وجوب علی الفور ہے تاخیر کرنا درست نہین یہ اختلاف امام کرخی کے ساتھ نفس وجوب مین ہے کہ وہ مامور مطلق کا فوراً ادا کرنا واجب کہتے ہین ورنہ جلد امور

کا بجالانا جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔
مامور موقت کی دو قسمین ہین ایک قسم وہ ہے جس مین وقت فعل کا ظرف ہو اس مین یہ شرط نہین کہ کل وقت فعل کو مستوعب ہو مثلاً نماز کا وقت نماز کے واسطے ظرف ہے وقت کے تھوڑے حصہ مین نماز ادا ہوجاتی ہے۔
حکم اس نوع کا یہ ہے کہ کسی فعل کا اس مین واجب ہونا اس امر کی منافی نہین کہ دوسرا فعل اسی جنس کا اس مین واجب ہو مثلاً کسی شخص نے وقت ظہر پہ نذر مان لی کہ دو یا چار رکعت نفل ادا کرونگا تو اس نذر کا پورا ہونا اسپر لازم ہوگا۔
اور اس نوع کا حکم یہ بھی ہے کہ اس مین ایک نماز وقتی کے فرض ہونے سے دوسری غیر وقتی نماز کا پڑہنا منافی نہین مثلاً کوئی شخص ظہر کے تمام وقت مین فرض ظہر چھوڑکر اور نمازین قضا یا نوافل پڑہتا رہا وہ نمازین قضا یا نوافل درست ہونگین اگرچہ بوجہ ترک کردینے فرض ظہر کے گنہگار ضرور ہوگا۔
اور اس نوع کا حکم یہ بھی ہے کہ جب تک نیت معین نہ کرے مامور بہ ادا نہین ہوگا کیونکہ جب مامور بہ کے سوا غیر شئے کا ادا کرنا اس مین درست ہوا تو مامور بہ کا تعین نیت کے بغیر صرف فعل سے نہین ہوگا خواہ وقت تنگ ہی ہو کیونکہ بوجہ موجود ہونے مزاحم اور مخالف کے نیت کا اعتبار کرتے ہین اور مزاحمت تنگی وقت پر بھی موجود ہے لہذا نیت معینہ کا ہونا شرط ہی۔
دوسری قسم مامور موقت کی وہ ہی کہ وقت اسکا معیار ہو جیسا روزہ کہ تمام دن مین پورا ہوتا ہے مامور وقت کو مستغرق ہے حکم اس قسم کا یہ ہے کہ جب شرع شریف نے اسکا وقت معین کردیا تو مامور بہ کے سوا دوسرا فعل اس مین درست نہین ہوگا اور غیر مامور بہ کا ادا کرنا ناجائز ہوگا
مثلاً کسی ایسے شخص نے جو تندرست ہے اور مقیم ہے اگر کسی اور روزہ واجب قضا یا کفارہ وغیرہ کو ماہ رمضان المبارک مین ادا کرنا چاہا تو وہ روزہ رمضان ہی کا سمجھا جاویگا اور نیت غیر رمضان کی باطل ہوگی۔
اور مامور موقت مین بوجہ معیار ہونے کے اشتراط تعیین نیت باقی نہین رہتا کیونکہ شرط تعیین نیت مزاحمت قطع کرنے کے واسطے تھی اور جب کوئی مزاحم ہی نہین تو اس شرط کی بھی ضرورت نہین ہان اصل نیت ضرور باقی رہے گی کیونکہ صرف امساک یعنی رکنا کہانے پینے جماع سے بغیر نیت

کرنے کے روزہ نہین کہلائیگا روزہ کی تعریف یہی ہے کہ دن کو بنیت روزہ کے ساتھ کھانے پینے جماع کرنے سے اپنے آپ کو روکنا۔
اور اگر مامور موقت کا شرع نے کوئی خاص وقت مقرر نہین کیا تو بندہ کے اپنی رائے سے معین کرنے سے وقت معین نہین ہوگا مثلاً کسی شخص نے قضاء رمضان کے واسطے چند دن معین کر دیے تو اسکے معین کرنے سے وہ قضا ہی کے واسطے خاص نہین ہو جاتے اگر اُن دنون مین اس شخص نے نفلی روزہ رکھ دیے یا کفارہ کے روزے رکھے تو درست ہون گے قضاء رمضان پھر اور دنون مین رکھ سکتا ہے۔
اس نوع مامور موقت کے واسطے جس کا وقت شارع نے معین نہین کیا نیت کا معین کرنا شرط ہے کیونکہ اس مین مزاحم موجود ہے۔
پھر بندہ مکلف کو یہ اجازت ہے کہ اپنے اوپر کسی شئے کو واجب کرے موقت یا غیر موقت مگر شرعی حکم کو متغیر نہین کر سکتا۔ مثلاً کسی شخص نے کسی خاص دن کے روزہ رکھنے کی نذر مانی یہ اسپر لازم ہوگیا لیکن اگر اسی دن اسنے قضاء رمضان کا روزہ رکھ لیا یا کفارہ مین کا روزہ رکھ لیا تو درست ہوگا کیونکہ شریعت نے قضا کے واسطے مطلق ادا کرنیکا حکم دیا ہے خاص دن معین نہین کیے اگر بندہ مکلف اپنی طرف سے یہ ٹھہرا دے کہ اس دن کو قضا درست نہین کیونکہ نذر کا روزہ مان لیا اور دن درست ہے تو اس سے حکم شریعت مین تغیر لازم آویگا اور یہ جائز نہین۔
لیکن اس تقریر سے یہ اعتراض لازم نہین آتا کہ اگر اسی دن مین جسکو نذر کے واسطے خاص کر لیا ہی نفلی روزہ رکھ لیا تو نفلی روزہ ادا نہین ہوگا بلکہ نذر کا روزہ سمجھا جاویگا اسواسطے کہ نفل حق عبد ہی کیونکہ نفلی روزہ کا بندہ کو اختیار رہے رکھے یا نہ رکھے لہذا فعل عبد اس عبادت مین اثر کریگا جو اسکا حق ہے مگر شرع کے حق مین اثر نہین کریگا اسیواسطے ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ اگر خاوند زوجہ دونون نے خلع کرنے وقت یہ شرط کر لی کہ عورت کے واسطے نہ نفقہ ہوگا اور نہ رہنے کو مکان عدت گذارنے کے واسطے دیا جاویگا تو نفقہ تو ساقط ہو جاویگا مگر مکان دینا ہی پڑے گا خاص اس عورت کو عدت کے گھر سے نہین نکال سکیگا کیونکہ عدت گذارنے کے واسطے گھر دینا حق شرع ہی بندہ اسکو ساقط نہین کر سکتا ہان نفقہ مین اختیار ہے۔
فصل کسی شئے کے کرنے کا حکم دینا اس شئے کے حسن یعنی اچھا ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

جبکہ امر حکم دینے والا حکیم ہو کیونکہ امر مامور بہ کی نسبت یہ تبلاتا ہے کہ یہ شے پائے جانے کے لائق ہے
اسی سے اسکا اچھا ہونا پایا گیا پھر مامور بہ باعتبار حسن کے دو قسم ہے حسن بنفسہ اور حسن لغیرہ حسن بنفسہ مثلاً
اللہ پر ایمان لانا منعم کا شکر ادا کرنا۔ سچ بولنا۔ عدل کرنا۔ نماز پڑھنا۔ اور اسی قسم کی عبادات خالصہ کہ عقل حکم
دیتی ہے کہ یہ تمام چیزین اچھی ہین پس حکم اس حسن کا یہ ہے کہ جب بندہ پر اسکا ادا کرنا واجب ہوا تو ادا
کے بغیر ساقط نہین ہوگا مگر یہ اُس عبادت مین ہے جس مین ساقط ہونیکا احتمال نہین مثلاً ایمان لانا کہ
اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے سچے رسول ہین کہ یہ کسی حالت
مین ساقط نہین ہوگا۔

اور جس عبادت مین ساقط ہو جانیکا احتمال ہے وہ ادا سے ساقط ہو جاتی ہے یا خود آمر حکم دینے والے کے
ساقط کرنے سے ساقط ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اول وقت نماز واجب ہوئی ادا کرنے سے ساقط
ہوگی یا جنون کے عارض ہونے یا عورت کو حیض و نفاس کے آخر وقت مین آجانے سے ساقط ہو جاوینگی
اسواسطے کہ شرع شریف نے ان عوارض جنون وغیرہ کے ہو جانے پر نماز کو مکلف کے ذمے سے ساقط کر دیا ہے
اور جو وقت نماز تنگ ہوگیا ہو یا پانی نہ ملتا ہو یا لباس نہ ہو یا مثلاً کوئی زبردستی نماز سے روکے تو
ان تمام صورتون مین نماز ذمے سے ساقط نہین ہوتی۔

قسم دوم حسن لغیرہ وہ ہے جو بالواسطہ حسن ہو مثلاً جمعہ کے واسطے سعی کرنا اور نماز کے واسطے وضو کرنا
کیونکہ سعی اسواسطے بہتر ہے کہ وہ نماز جمعہ تک پہنچانے کا واسطہ ہے اور وضو اسواسطے حسن ہے کہ
نماز کی کنجی ہے حکم اس قسم کا یہ ہے کہ واسطہ کے نہ ہونے سے ساقط ہو جاتی ہے جس کے ذمہ جمعہ
واجب نہین اسپر سعی واجب نہین جسپر نماز فرض نہین اُسپر وضو واجب نہین اور جس شخص پر جمعہ
فرض ہے اور اس نے جمعہ کی طرف سعی کی مگر زبردستی دوسرا شخص اسکو اور جگہ لے گیا جمعہ کی نماز
سے پہلے اسکو دوبارہ سعی الی الجمعہ کرنی لازم ہوگی اور اگر کوئی شخص جامع مسجد مین معتکف ہو تو اس سے
سعی ساقط ہو جاوے گی۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے وضو کیا اور نماز ادا کرنے سے پہلے وضو توڑ دیا دوسری دفعہ اسپر وضو کرنا لازم
ہوگا اور اگر نماز واجب ہونے کے وقت باوضو ہے تو اُسپر تجدید وضو لازم نہین ہوگی۔ اسی نوع
کے قریب حدود و قصاص اور جہاد ہین کیونکہ حد مثلاً شراب پینے پر کوڑون کا لگانا اسواسطے بہتر ہے

کہ اس مین گناہ سے روکا جاتا ہے اور جہاد اسواسطے بہتر ہے کہ کفار کی شرارتون کی مدافعت اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوتا ہے اور اگر ہم فرض کرین کہ یہ واسطے نہین تو مامور بہ باقی نہین رہیگا اگر جنایۃ یعنی گناہ نہ ہوتا تو حد واجب نہ ہوتی اور اگر کفر لڑائی تک پہنچانیوالا نہ پایا جاتا تو جہاد واجب نہ ہوتا۔

فصل - امر کے اعتبار سے واجب دو قسم ہے ادا اور قضا ادا کہتے ہین عین واجب کو اُس کے مستحق کے سپرد کرنے کو یعنی مسلم الیہ اسکا مستحق ہو اور قضا عبارت ہے تسلیم مثل واجب سے اُسکے مستحق کی طرف - پھر ادا کی دو قسم ہین کامل اور ناقص کامل کی مثال نماز کا ادا کرنا وقت پر جماعت کیساتھ یا باوضو طواف کرنا اور مبیع کو ویسا ہی درست اور سالم مشتری کے سپرد کرنا جسطرح معاملہ قرار پایا تھا اور غاصب کا غصب کی ہوئی چیز کو اسی وصف کے ساتھ رد کرنا جس طرح غصب کیا تھا اس نوع کا حکم یہ ہے کہ اسکے ادا کرنے پر ذمہ داری سے نکل جاتا ہے - اسیواسطے علماء حنفیہ نے فرمایا غاصب نے جب مغصوب کو مالک کے پاس فروخت کیا یا رہن رکھا یا اس کو ہبہ کیا اور سپرد کردیا تو ذمہ داری سے نکل جاتا ہے - اور اسکے حق مین یہ ادا کردینا ہے فروخت کرنا اور ہبہ کرنا جو زبان سے نکلا تھا لغو ہوگا اور اگر کھانا غصب کیا تھا پھر اُسی کے مالک ہی کو کہلا دیا اور وہ نہین جانتا کہ اسکا کھانا ہے یا کپڑا چھینا تھا مالک ہی کو پہنا دیا اور وہ نہین جانتا کہ اسیکا کپڑا ہے - یہ بھی حق کا ادا کردینا ہے -

اور بیع فاسد مین مشتری نے مبیع بائع کو مستعار دی یا اُس کے پاس گرو رکھی یا اجارہ پر دی یا اُس کے پاس فروخت کردی اور سپرد کردی یہ اس کے حق کا ادا کردینا ہے - بیع ہبہ وغیرہ کا ذکر اس موقع پر لغو ہے -

ادا قاصر عین واجب کو نقصان کے ساتھ سپرد کرنا جیسے کوئی شخص بغیر تعدیل ارکان کے نماز پڑھے یا بے وضو طواف کرے اور مبیع کو اس طرح لوٹاوے کہ اسپر دین ہوجاوے یا کوئی جنایت اسپر لگ جاوے یا غصب کئے ہوئے غلام کو اس طرح لوٹاوے کہ مباح الدم ہوگیا ہو بسبب کسیکو قتل کردینے کے یا اسپر قرض ہوگیا ہو یا اس کے ذمہ کوئی جنایت غاصب کے پاس لازم ہوگئی ہو یا ادا کردینا مثلاً کھوٹے درہم کا بدلہ کھرون کے بغیر علم دائن کے - اس نوع کا حکم یہ ہے کہ اگر مثل سے جبر نقصان ہوسکے تو اسی سے پورا کیا جاویگا ورنہ نقصان کا کچھ معاوضہ نہین اُدیگا البتہ گناہ باقی رہیگا - یہی وجہ ہے جب نماز مین تعدیل ارکان کو چھوڑ دیا اس کا تدارک کسی مثل سے نہین ہوسکیگا کیونکہ بندہ کے پاس اسکی کوئی مثل نہین

پس ساقط ہوگا۔ اور اگر ایام تشریق مین نماز قضا ہوئی اور غیر ایام تشریق مین اسکو پڑھنا چاہا تو تکبیرات تشریق نہ کہے کیونکہ دوسرے وقت جہراً تکبیر کا کہنا شرعاً ثابت نہین۔
اور علما حنفیہ کے نزدیک اگر مصلی نے الحمد نماز مین نہین پڑھی یا دعا قنوت رہ گئی یا التحیات رہ گئی یا تکبیرات عیدین رہ گئین تو سجدہ سہو سے ان سب کا معاوضہ ہو جاوے گا۔ اور اگر طواف زیارۃ جو فرض ہے بے وضو کر لیا تو دم دینے یعنی قربانی کرنے سے اسکا بدلہ ہوسکیگا یہ شرعاً اسکی مثل ہے۔ اسیطرح اگر کھرے درہم کے بدلہ کھوٹے درہم ادا کئے اور قابض کے پاس ہلاک ہوگئے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدیون پر کچھ دینا نہین آوے گا کیونکہ صرف کھرے ہونے کی کوئی مثل نہین تا کہ اس کا معاوضہ مثل سے کیا جاتا۔
اور اگر بیچ کیا غلام کو جبکہ وہ غاصب کے پاس بسبب جنایۃ کے مباح الدم ہوگیا یا بائع کے پاس بعد البیع مباح الدم ہوگیا پس اگر مالک یا مشتری کے پاس ہلاک ہوگیا تو اسپر ثمن لازم ہوگا غاصب بری ہو جاویگا یا عنداً اصل ادا کے اور اگر اس جنایۃ کے سبب مقتول ہوگیا ہلاک اسکے سبب کی طرف منسوب ہوگا۔ گویا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ادا پائی نہین گئی پس قیمت غاصب کے ذمہ اور تمام ثمن بائع کے ذمہ ہوگا مگر صاحبین کے نزدیک عیب کے موافق نقصان وصول کریگا۔
اگر مغصوبہ لونڈی غاصب کے پاس خواہ زنا غاصب سے یا دوسرے کے زنا سے حاملہ ہوگئی اور مالک کے پاس وضع حمل کے صدمہ سے مرگئی تو امام صاحب کے نزدیک غاصب ضمان سے بری نہین ہوگا۔
اصل اس باب مین ادا ہے کامل ہو یا ناقص ہو مگر قضا اسی وقت اختیار کرنے مین جب ادا متعذر ہو اسیواسطے مال ودیعۃ اور وکالۃ اور غصب مین متعین ہوگا۔ اور اگر مودع جسکے پاس مال امانت رکھا گیا ہے) اور وکیل اور غاصب اصل چیز کو روک کر اسکے مماثل کو دین یہ انکے اختیار مین نہین۔ اور اگر کسی شئی کو فروخت کیا اور اسکو سپرد کر دیا پھر عیب معلوم ہوا مشتری کو اختیار ہے رکھہ لے یا نہ رکھے
اور چونکہ ادا اصل ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین غاصب پر چیز غصب کردہ کا لوٹا دینا واجب ہے خواہ غاصب کے پاس کتنا ہی تغیر اُس مین آگیا ہو نقصان کے سبب ارش یعنی ضمان دینا ہوگا۔ اسواسطے اگر گیہون غصب کیے تھے انکو پیس لیا یا مید ان غصب کیا تھا اسپر مکان بنالیا یا

بکری کو غصب کیا تھا اسکو ذبح کرلیا اور بھون لیا یا انگور غصب کیے تھے انکو نچوڑ لیا یا گیہوں غصب کیے تھے انکو زمین میں بودیا اور کھیتی نکل آئی یہ سب اشیا جن میں اسقدر تغیر آیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مالک ہی کی ہیں اور علماء حنفیہ کے نزدیک یہ تمام غاصب کی ہوگئیں اور وہ مالک کو قیمت ادا کرے۔ اور اگر غصب کیا چاندی اور اس کے دراہم مضروب کرلیے یا سونا غصب کرکے دنانیر مضروب کرا لیے یا بکری کو غصب کرکے ذبح کرلیا ظاہر روایت میں مالک کا حق منقطع نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر روئی کو غصب کیا پھر اسکو کاتا یا سوت کو غصب کیا اسکو بنا ظاہر روایت میں مالک کا حق منقطع نہیں ہوگا۔ اور اسی سے مضمونات کا مسئلہ نکلتا ہے (یعنی جب غصب کی چیز میں تغیر زیادہ آگیا غاصب پہ ہمارے نزدیک اسکی قیمت آویگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مغصوب کا ضمان آویگا) اور فرمایا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اگر ظاہر ہو وہ غلام غصب کردہ شدہ اسوقت جبکہ مالک نے اس کا ضمان غاصب سے لے لیا تھا تو غلام مالک کی ملک میں رہیگا اور مالک نے جو قیمت غلام کی لی تھی وہ واپس کردے۔

قضاء دو قسم ہے کامل اور قاصر کامل وہ ہے جس میں تسلیم مثل واجب صورۃً اور معنیً ہو مثلاً کسی شخص نے گیہوں کا قفیز غصب کرکے ہلاک کردیا قفیز حنطہ یعنی گیہوں ہی کا ضامن ہوگا اور دونوں اصل اور مودی صورۃً و معنیً مماثل ہوں گے ایسا ہی حکم تمام مثلیات کا ہے (مثلاً مکیلات کیلی چیزیں موزونات وزنی چیزیں عددیات متقاربہ اخروٹ وغیرہ) قضاء قاصر جو صورۃً واجب کے مماثل نہ ہو معنیً مماثل ہو مثلاً کسی شخص نے بکری کو غصب کیا وہ ہلاک ہوگئی اسکی قیمت کا ضامن ہوگا قیمت معنی بکری کی مثل ہے صورۃً نہیں ہے۔ قضاء میں اصل کامل ہے اسیواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی مثلی چیز کو غصب کیا اور اس کی ہاتھ میں ہلاک ہوگئی یا بازار میں معدوم ہوگئی تو جو جھگڑے کے دن اس کی قیمت ہے وہی ہوگی خصومت کے دن سے پہلے کی نہیں وہی ہوگی کیونکہ مثل کا ملنا ہر طرح ممکن ہے ہاں جو چیز مثلی نہیں نہ صورۃً نہ معنیً ایسیں ایجاب قضا ممکن نہیں کیونکہ مثل ہی پائی نہیں جاتی اسیواسطے علماء حنفیہ نے فرمایا منافع کے تلف کرنے سے ضمان نہیں آتا (مثلاً غلام کو غصب کرکے اس سے خدمت لی یا گھوڑے کو غصب کرکے اسپر سواری کی ان منافعوں کا ضمان اور معاوضہ نہیں۔) کیونکہ یہاں ایجاب ضمان متعذر ہے اور ایجاب عین بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عین منافع کے مماثل

نہ صورۃً ہے اور نہ معنیً مثلاً کسی نے غلام کو غصب کرکے ایک مہینے خدمت لی یا گھر کو غصب کرکے ایک مہینے اُس مین رہا پھر مغصوب کو مالک کے پاس لوٹا دیا تو ضمان منافع کا نہین آویگا (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس مین خلاف ہے) ہان گناہ اسکے ذمہ رہیگا اور آخرت مین سزا پاویگا یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے جھوٹی شہادت دیکر طلاق کسی عورت پر قاضی کے پاس ثابت کرا دی تو منافع بضع مین جو نقصان ہم بستری کا اس جھوٹی گواہی سے زوج کو پہنچا گناہ کبیرہ گواہ پر ہوا مگر ضمان نہین آویگا۔ اسیطرح منکوحہ غیر کے قتل کرڈالنے سے قاتل پر قصاص آوے گا مگر خاوند کو جو نقصان ہم بستری کے منافع کا پہنچا اسکا معاوضہ کچہہ نہین ہوگا اسیطرح منکوحہ غیر کے ہمراہ جماع گناہ اور بعد ثبوت شرعی حد زنا قائم ہوگی مگر خاوند کے منافع ہم بستری کے نقصان کا کچہہ معاوضہ نہ ہوگا۔ مگر جس چیز مین شرعاً مثل کا دینا آیا ہے خواہ وہ صورۃً اور معنیً مثل نہین ہے مگر شرعاً مثل ہے وہان مثل شرعی کا دینا واجب ہوگا مثلاً شیخ فانی کے روزہ کے بدلہ فدیہ کا ہونا مثل شرعی ہے یا خطاءً مارڈالنے کے بدلہ زر دیت کا آنا مثل شرعی ہے نفس کیساتھہ اور صورۃً و معنیً کچہہ مشابہت دونون مین نہین۔

فصل نہی کے بیان مین

نہی دو قسم ہے ایک نہی افعال حسیہ سے جیسے زنا اور شراب کا پینا۔ اور جھوٹ بولنا۔ اور کسی پر ظلم کرنا کہ ان مین افعال حسیہ سے نہی کی گئی ہے یعنی ان افعال کو ہر شخص محسوس اور معلوم کرلیتا ہے شرع شریف کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

قسم دوم نہی تصرفات شرعیہ سے جیسے عید الضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت اور اوقات مکروہہ مین نماز پڑہنے کی ممانعت اور ایک درہم کو دو درہمون کے عوض فروخت کرنے کی ممانعت

قسم اول کا حکم یہ ہے کہ منہی عنہ عین وہ چیز ہو جسپر نہی وارد ہوئی ہے اسکا عین قبیح ہوگا۔ اور وہ چیز بالکل کسی حالت مین مشروع نہین ہوگی۔

قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ منہی عنہ یعنی جس کی نہی کی گئی ہے غیر ہو اس چیز کے جسکیطرف نہی کی اضافت کی گئی ہے یہ قسم حسن بنفسہ اور قبیح لغیرہ ہوگی اور اسکا کرنے والا حرام لغیرہ کا مرتکب کہلائیگا حرام لعینہ کا مرتکب نہین ہوگا۔

فائدہ

افعال حسیہ اور تصرفات شرعیہ مین فرق یہ ہے کہ افعال حسیہ کا وجود شریعت پر موقوف

نہین ہان انکا حکم شریعت پر موقوف ہے۔
اور تصرفات شرعیہ یعنی افعال شرعیہ کا وجود ہی شرع پر موقوف ہی جب تک شرع شریف کیطرف سے انکا بیان نہین کیا گیا انکا وجود ثابت نہین ہوا۔
نوع اول یعنی نہی عن الافعال الحسیۃ کا حکم یہ ہے کہ نفس اُن افعال پر نہی وارد ہوتی ہے لہذا اس قسم کے منہیات قبیح لعینہ کہلاتے ہین اور کسی حالت مین مشروع نہین ہوتے۔
نوع ثانی یعنی نہی عن التصرفات الشرعیۃ کا حکم یہ ہے کہ منہی عنہ یعنی جس سے منع کیا گیا ہے غیر ہو اُس چیز کا جس کی طرف نہی منسوب ہے اس قسم کو حسن بنفسہ قبیح لغیرہ کہتے ہین ایسی منہیات کا مرتکب حرام لغیرہ کا مرتکب کہلائیگا حرام نفسہ کا کرنے والا نہین سمجھا جاویگا۔
اسیواسطے علمار حنفیہ نے فرمایا ہے کہ نہی تصرفات شرعیہ کا مقتضی یہ ہے کہ تصرفات شرعیہ کا ثبوت اور وجود محقق ہو جاتا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ تصرف کے بعد نہی کی مشروعیت جیسے پہلے تھی ویسی ہی باقی رہتی ہے کیونکہ اگر مشروع نہین رہیگا بندہ مکلف تحصیل مشروع سے عاجز ہوگا اس صورت مین عاجز کے واسطے نہی ہوگی اور یہ امر شارع کی جانب سے محال اور ناممکن ہی اس بیان سے افعال حسیہ کا فرق ظاہر ہوگیا اگر افعال شرعیہ یعنی تصرفات شرعیہ قبیح لعینہ ہوتے تو یہ امر عاجز کی نہی تک نہ پہنچیا تاکیونکہ وہ اس وصف کے سبب بندہ فعل حسی سے عاجز نہین ہوتا۔
اور اسی پر متفرع ہے حکم بیع فاسد کا اور اجارہ فاسدہ کا اور عید الضحےٰ کے دن روزہ رکھنے کا اور دیگر تصرفات شرعیہ کا یا وجود وارد ہونے نہی کے اُنسے پس مذہب حنفی کے موافق بیع فاسد قبضہ کے وقت ملک کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ وہ بیع ہے مگر بوجہ حرام لغیرہ ہونے کے اُسکا توڑنا بھی واجب ہی۔
مشرکات عورات سے نکاح کرنا اور منکوحۃ الاب اور معتدۃ الغیر یا منکوحہ غیر سے نکاح کرنا اور محارم عورتون سے نکاح کرنا اور بغیر گواہون کے نکاح کرنا یہ تمام نکاح شرعاً ممنوع ہین اور انکی نہی نفی پر محمول ہے نفی مین مشروعیت باقی نہین رہتی کیونکہ نکاح سے تصرف کا حلال ہونا ثابت ہے اور نہی سے تصرف کی حرمت ثابت حلت اور حرمت دونون کا اجتماع ناممکن ہے لہذا

مسائل مذکورہ مین نہی اپنے اصلی معنی پر محمول نہین بلکہ نفی کے معنی مین ہے۔

اور پہلے مسئلون مین مثلاً بیع فاسد مین ملک کے ثابت ہونے اور تصرف کے ناجائز ہونے مین ہرچند منافاۃ ہے مگر دونون کا جمع ہونا ممکن ہے کہ ملک ثابت او رتصرف ہو مثلاً اگر مسلمان کی ملک مین انگور کا شیرہ شراب بنجاوے تو ملک مسلمان کی اُس مین باقی ہے مگر تصرف حرام ہے۔

اسیوجہ سے علما حنفیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے عید الضحے اور ایام تشریق کے روزہ کی نذر مانی تو نذر اُسکی صحیح ہوگی کیونکہ وہ نذر صوم مشروع کی ہی۔ یہان نہی عنہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہے لہذا اس صورت مین یہ فتوی دیا جاویگا کہ یوم النحر اور ایام تشریق مین افطار رکھی اور دونون مین قضا کرے۔

اسی طرح اگر اوقات مکروہہ مین نماز ادا کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہوگی کیونکہ یہ نذر عبادۃ مشروع کی ہی نہی سے تصرف شرعاً باقی رہتا ہے اسیواسطے علما حنفیہ نے فتوی دیا ہے کہ اگر اوقات مکروہہ مین نماز نفل شروع کردی تو شروع کرنے سے وہ نماز لازم ہو جاویگی۔ اور لزوم اتمام کے واسطے ارتکاب حرام لازم نہین آتا کیونکہ اگر وہ شخص صبر کرے یہان تک کہ آفتاب کے بلند ہونے یا غروب ہونے یا زوال ہونیسے نماز کا ادا کرنا درست ہو جاوے تو بغیر کراہت کے نماز پڑہ سکیگا اور پورا کر سکے گا۔

ہان عید کے دن روزہ مین ایسا نہین کر سکتا اگر عید کے دن روزہ نفلی شروع کردیا تو اس کا اتمام لازم نہین آوے گا امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک کیونکہ یہان ارتکاب حرام کے بغیر اتمام روزہ ناممکن ہے۔

اسی نوع یعنی قبیح لغیرہ مین عورت حائضہ سے وطی کرنا داخل ہی کیونکہ نہی حائضہ سے جماع کی بوجہ ناپاکی کے ہے کہ اللہ کریم فرماتا ہے یسئلونک عن المحیض قل ھواذی فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن۔ یعنی سوال کرتے ہین وہ تم سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیض کے مسئلہ سے تم جواب دو کہ حیض ناپاکی ہے اس ناپاکی کیوقت حائضہ عورت سے الگ رہو انکے نزدیک نہ جاؤ جب تک کہ وہ حیض سے پاک ہون۔

اسیواسطے علما حنفیہ نے فرمایا ہے کہ حائضہ سے وطی کرنے پر بہت سے احکام مترتب ہو جاتے

ہین وطی کرنے والے کا محصن ہونا ثابت ہوجاتا ہے اور اگر مطلقہ ثلاثہ نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور ایام حیض مین جماع کی نوبت پہنچی تو یہ مطلقہ زوج اول کو حلال ہوسکتی ہی مہر اور عدت اور نفقہ کے احکام اس سے ثابت ہوجاتے ہین اور اگر حائضہ خاوند کو پاس نہ آنے دے تو صاحبین کے نزدیک ناشزہ یعنی نافرمان کہلائیگی اور مستحق نفقہ نہین ہوگی۔

اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ حائضہ سے ہم بستر ہونا حرام ہے تو یہ احکام حائضہ کے پاس جانے اور ہم بستر ہونے سے کیون جاری ہوگئے مصنف کتاب جواب دیتے ہین کہ ترتب احکام حرمت فعل کے منافی نہین مثلاً عورت کو حالت حیض مین طلاق دینا حرام ہے مگر طلاق دینے پر احکام طلاق مترتب ہوجاتے ہین۔

غصب کا پانی استعمال کرنا ناجائز ہی مگر نماز ایسے پانی سے وضو کر لینے پر درست ہوجاویگی مغصوبہ کمان سے شکار کرنا ناجائز ہے مگر شکار کرنے پر شکاری اسکا مالک ہوگا اور مغصوبہ چھری سے ذبح کرنے پر مذبوح جانور حلال سمجھا جاویگا اسیطرح مغصوبہ زمین مین نماز جائز مع الکراہۃ ہوتی ہی نداء کیوقت بیع درست نہین لیکن بیع کر لینے پر احکام بیع جاری ہوجاوینگے غرضکہ باوجودیکہ ان تصرفات مذکورہ مین حرمت ہی مگر پھر احکام ان پر مترتب ہوتے ہین اور اسی اصل کے سبب علماء حنفیہ نے اس آیۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا (یعنی فاسقون کی گواہی کبھی قبول نہ کرو) کی نسبت یہ حکم دیا ہے کہ فاسق اہل شہادت ہے پس منعقد ہوجاتا ہے نکاح فاسقون کی گواہی سے کیونکہ نہی قبول شہادت سے بغیر وجود شہادت کے محال ہی قبول اسواسطے نہین ہوتی کہ ادا شہادت مین فساد ہے بوجہ احتمال کذب کے نہ اس سبب سے قبول نہین ہوتی ہی کہ شہادت کا وجود ہی نہین۔

اسیواسطے فاسق شاہدون پر لعان واجب نہین ہوتا کیونکہ لعان مین ادا شہادت ہوتا ہے اور نہین ادا باوجود فاسق ہونے کے۔

فصل۔ نصوص سے مراد کے طرق معلوم کرنے کے بیان مین

جان اے طالب نصوص یعنی آیات واحادیث سے مراد معلوم کرنے کے کئی طریقے ہین بعض ان مین سے یہ ہے کہ جب ایک لفظ کے حقیقی اور مجازی دونون معنی ہون تو اس صورت مین حقیقی معنی کا لینا اولی ہے۔

جیساکہ علماء حنفیہ نے کہا کہ جو لڑکی زنا سے پیدا ہو تو زنا کرنے والے پر اُس سے نکاح کرنا حرام ہی
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین درست ہے پر صحیح وہی ہے جو علماء حنفیہ نے کہا کیونکہ
حقیقۃً وہ اس زانی کی دختر ہے کہ اس کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہی لہذا اس آیۃ کے ماتحت
محرمات مین داخل ہوئی حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم یعنی تمہاری دختر ین اور تمہاری مادرین
تم پر حرام ہین۔

اس مسئلہ سے دونون مذہبون کے موافق تفریعین نکلتی ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اگر زانی نے اُس دختر سے نکاح کرلیا جو زانیہ عورت سے اس زانی کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے
تو اس سے ہم بستر ہونا حلال ہے اور ہمارے نزدیک حرام ہے انکے نکاح کے بعد مہر دینا
لازم ہو جاویگا نان نفقہ دینا لازم ہوگا اور توارث جاری ہوگا اور خاوند کو اختیار ہوگا کہین جانیکی
اجازت دے یا نہ دے مگر ہمارے نزدیک چونکہ نکاح نہین ہوا سو اسطے نہ مہر لازم آویگا اور نہ
نان ونفقہ واجب ہوگا اور نہ مرجانے پر ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور نہ وہ خاوند اس
عورت کو کہین آنے جانے سے روک سکتا ہے۔

بعض اُن مین سے یہ ہے کہ دو محملون مین جب ایک محمل ایسا ہے کہ اس مین تخصیص لازم آتی ہی
تو وہ محمل اختیار کرنا بہتر ہے جس مین تخصیص نہ ہو مثلاً اس آیۃ اولامستم النساء مین ملامست مین دو
محمل ہین یعنی دو معنی لے سکتے ہین ہم بستر ہونا یا صرف ہاتھ لگانا یعنی عورت کے ساتھ ہم بستر ہونے
سے وضو ٹوٹے گا اور بوجہ پانی نہ ملنے کے تیمم کی نوبت پہنچے گی یا عورت کو ہاتھ لگا دینے سے وضو
ٹوٹیگا اور تیمم کی ضرورت ہوگی اگر دوسرے معنی پر حمل کرین مس بالید مراد لین تو حکم عام تمام صورتون
مین نہین پایا جاویگا مثلاً محارم عورتون ماں بہن وغیرہ کو اگر ہاتھ مرد کا چھو گیا یا بہت چھوٹی بچی کو ہاتھ
لگ گیا تو موافق صحیح قول شافعی دونون صورتون مین وضو نہین ٹوٹیگا۔

پھر اس اختلاف پر دونون مذہبون کے مسائل متفرع ہوتے ہین مثلاً اگر عورت کو ہاتھ لگا دیا تو ہمارے
نزدیک وضو نہین ٹوٹتا نماز اس وضو سے درست ہے اور قرآن شریف کو چھونا درست ہے
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہین اسیطرح مسجد مین داخل ہونا امامت
کرنا ہمارے نزدیک درست ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست نہین

(واضح ہو مسجد مین وضو کا خلل ہونے کا مسئلہ اسیطرح لکھا ہی بظاہر یہان اسکا موقعہ معلوم نہین ہوا) اگر پانی موجود نہ ہو ہمارے نزدیک تیمم لازم ہوگا اگر حالت نماز مین ہاتھ کا لگانا یاد آیا تو ہمارے نزدیک کچھ حرج نہین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بوجہ وضو ٹوٹ جانے کے نماز باطل ہوگی۔

اور منجملہ مراد نصوص کے طریق معلوم کرنے کے ایک طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی آیۃ دو قراتون سے پڑہی جاوے یا کسی حدیث مین دو روایتین ہون اگر اس طرح عمل کیا جاوے کہ دونون وجہ پر مطابق ہو سکے تو اولی ہے مثلا قرآن شریف مین وامسحوا برؤسکم وارجلکم دو طرح پڑہا گیا ہے وارجلکم لام کے زبر سے اس صورت مین مغسول پر عطف ہے معنی یہ ہون گے مسح کرو اپنے سرونکو اور دہوو اپنے پاؤن کو اور بعض قراۃ مین وارجلکم لام کے کسرہ سے پڑہا گیا ہے اس صورت مین اسکا عطف ممسوح پر ہوگا۔

پس حمل کیا قراۃ کسرہ کو موزہ پہننے کی صورت پر اور قراۃ نصب کو جبکہ پاؤن مین موزہ نہ ہو اور اسی بنا پر بعض مشائخ نے یہ کہا ہے کہ مسح موزہ کا قرآن شریف سے ثابت ہوا ہے۔

اور ایسا ہی یہ آیۃ ہے ولا تقربوھن حتی یطھرن اور نہ پاس جاؤ بیبیون کے جبتک کہ وہ پاک ہون بعض سے یطھرن دو طرح پڑہا گیا ہے بالتشدید یطھرن اور بالتخفیف یطھرن تخفیف کی قراۃ تو محمول ہے اسپر کہ اسکے حیض کے دن دس پورے گذر گئے ہون اور قراۃ مشدد یطھرن دس سے کم پر محمول ہے اسی بنا پر علماء حنفیہ نے فتوی دیا ہے کہ اگر کسیکی زوجہ کا حیض دس دن سے کم مین منقطع ہو جاوے تو غسل ہوئے بغیر اس سے ہم بستر ہونا درست نہین اور اگر پورے دس دن مین خون منقطع ہو تو غسل سے پہلے بھی ہم بستر ہونا درست ہے کیونکہ انقطاع دم سے مطلق طہارت ثابت ہوگئی اسیواسطے ہمارے علماء نے کہا ہے اگر دس روز پورے ہوکر حائضہ عورت کا خون آخر وقت نماز مین منقطع ہو تو اس عورت پر (باوجودیکہ اتنا وقت باقی نہین رہا کہ غسل کر سکے) فریضۂ وقت لازم ہو جاویگا اور اگر دس دن سے کم مین خون منقطع ہوا اگر بوقت انقطاع خون اسقدر وقت باقی ہے کہ عورت غسل کر کے نماز کی نیت باندہ سکتی ہی تو اسپر فریضۂ وقت لازم آجاوے گا اور اگر اس سے کم وقت ہے تو فریضۂ وقت لازم

نہین ہوگا۔
اب ہم کچھ تمسکات ضعیفہ کے طریقے بتلاتے ہین یعنی وہ دلائل جو ہمارے نزدیک کمزور ہین تاکہ انکی کمزوری اور خلل کی وجہ معلوم ہوجاوے۔
بعض تمسکات ضعیفہ مین سے وہ حدیث مروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حضور نے قے کی اور استفراغ فرمایا پہر وضو نہین کیا اس سے معلوم ہوا کہ قے ناقض وضو نہین۔ یہ تمسک اسواسطے کمزور اور ضعیف ہے کہ اس حدیث سے بالفعل وضو نہ کرنا ثابت ہوا اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ استفراغ سے فوراً وضو کرنا لازم نہین آتا ہان جب وقت آوے اور وضو کرنے کی ضرورت ہو وضو کرلے اسکا ذکر حدیث مین کچھہ نہین ہے اور نہ ممانعت ہے اسی طرح اس آیۃ حرمت علیکم المیتۃ سے یہ ثابت کرنا کہ مکھی کے گرنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے ضعیف ہے کیونکہ اس آیۃ کے معنی یہ ہین حرام کی گئی ہے تم پہر مردار چیز سو حرمت مردار بالاتفاق ثابت ہے پانی کے نجس ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ جدا ہے۔
اور ایساہی اس حدیث حتیہ ثم اقرصیہ ثم اغسلیہ بالماء سے یہ ثابت کرنا کہ سرکہ نجاست کو دور نہین کرتا ضعیف ہے کیونکہ معنی اس حدیث کے یہ ہین چھیل دے اسے عائشہ خون حیض کو پھر اسکو جھٹک دے پھر پانی سے دہووے۔ اس حدیث سے خون کا پانی سے دہونا وجوباً ثابت ہوا یہ اسی صورت مین ہے کہ خون کپڑے پر موجود ہو اس مین کسیکو اختلاف نہین۔ اختلاف اس مین ہے کہ جب خون دور ہوگیا تو سرکہ سے کپڑا پاک ہوجاویگا یا نہیں ہماری نزدیک پاک ہوجاویگا۔
اور ایساہی حدیث فی اربعین شاۃ شاۃ (یعنی جس شخص کے پاس چالیس بکریان جنگل مین چرنے والی ہون اُسپر ایک بکری زکوۃ مین آتی ہے) سے یہ ثابت کرنا کہ زکوۃ مین بکری ہی دینی ہوگی قیمت بکری کی دینی درست نہین ہوگی ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث سے تو صرف چالیس بکریون مین ایک بکری کا زکوۃ مین دینا وجوباً ثابت ہوتا ہے اس مین کسیکو اختلاف نہین اختلاف اس مین ہے کہ ادا قیمت سے واجب ساقط ہوجاتا ہے یا نہین ہمارے نزدیک ادا قیمت سے وجوب ساقط ہوجاتا ہی۔

اور ایسا ہی اس آیۃ واتموا الحج والعمرۃ للہ (تمام کرو حج اور عمرہ کو اللہ کے واسطے) سے ابتداءً عمرہ کا وجوب ثابت کرنا کمزور ہے کیونکہ نص سے وجوب اتمام ثابت ہوتا ہے اور اتمام شروع کرنے کے بعد ہوتا ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں اختلاف ابتداءً واجب ہونے میں ہے۔

ایسا ہی اس حدیث لاتبیعوا الدرہم بالدرہمین ولا الصاع بالصاعین (نہ فروخت کرو ایک درہم کو دو درہم کے بدلے اور نہ ایک صاع کو دو صاع کے بدلے) سے یہ ثابت کرنا کہ بیع فاسد مفید ملک نہیں کمزور ہے کیونکہ اس نص سے بیع فاسد کا حرام ہونا ثابت ہے جسمیں کسیکو اختلاف نہیں اختلاف ثبوت ملک میں ہے۔

ایسا ہی اس حدیث لاتصوموا فی ہذہ الایام فانہا ایام اکل وشرب وبعال (نہ روزے رکھو ان دنوں میں کیونکہ یہ دن کھانے پینے اور جماع کے ہیں) کو اس امر کے واسطے پیش کرنا کہ یوم النحر یعنی بقر عید کے دن کی روزہ کی جو شخص نذر مانے وہ صحیح نہیں ضعیف ہے کیونکہ اس نص سے حرمت فعل یعنی اس دن میں روزہ کا حرام ہونا ثابت ہے جس میں کسیکو اختلاف نہیں ہاں اختلاف اس امر میں ہے کہ باوجود حرام ہونے کے پھر مفید احکام ہے یا نہیں ہمارے نزدیک مفید احکام ہے کیونکہ حرمت فعل کی ترتب احکام کے منافی نہیں مثلاً اگر باپ نے اپنے فرزند کی کنیز سے بچہ جنوایا یہ حرام ہے مگر اس سے باپ اس بچہ کا مالک ہو جاوے گا۔ اور اگر کسی شخص نے مغصوب چھری سے بکری کو ذبح کر دیا یہ فعل حرام ہے کیونکہ چھری اپنی نہیں مگر ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے۔

اور اگر کپڑے ناپاک کو مغصوب پانی سے دھویا یہ فعل بوجہ غصب حرام ہے مگر کپڑا پاک ہو جاویگا اور اگر کسی نے حالت حیض میں اپنی زوجہ سے جماع کیا یہ فعل حرام ہے مگر اس سے احصان واطی یعنی جماع کرنے والے کا محصن ہونا ثابت ہو جاویگا اور اگر حلالہ کی صورت تھی تو یہ عورت پہلے خاوند کے واسطے حلال ہو جاویگی۔

فصل۔ حروف معانی کے بیان میں

حرف واو واسطے مطلق جمع کے آتا ہے ترتیب میں المعطوف علیہ والمعطوف کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ

امام شافعی کے نزدیک واو ترتیب کے واسطے آتا ہے اسیواسطے آیۃ وضوء اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا جو حکم اُنہی سے مابین اعضاء وضوء امام شافعی ترتیب کو واجب قرار دیتے ہین علماء حنفیہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا ان کلمت زیدا و عمرا فانت طالق یعنی اگر تو نے زید اور عمر سے کلام کی تو تجہپر طلاق ہے عورت نے پہلے عمر سے بات کی اور پہر زید سے یعنی ترتیب کے خلاف کیا طلاق پڑجاوے گی کیونکہ ترتیب اور مقارنت کے معنی ملحوظ نہین اور اگر خاوند نے زوجہ سے کہا ان دخلت ہذہ الدار وہذہ الدار فانت طالق یعنی اگر تو اس گہر اور اُس گہر مین داخل ہوئی تو تیرے اوپر طلاق ہے وہ عورت پہلے دوسرے گھر مین داخل ہوئی اُس کے بعد اول گھر مین داخل ہوئی اُس پر طلاق پڑجاویگی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے کہا ان دخلت الدار وانت طالق یعنی اگر تو گھر مین داخل ہوئی اور تیرے اوپر طلاق ہے اس جملہ سے اسی وقت طلاق واقع ہوجاویگی اور اگر حرف واو ترتیب کیواسطے اہتا تو طلاق گھر مین داخل ہونے کے بعد واقع ہوتی اور اسکو تعلیق کہتے تنجیز نہ کہتے۔

کبھی حرف واو حال کے معنی مین آتا ہے اور ذوالحال کے ساتھ جمع ہوتا ہے اس صورت مین ذوالحال کے معنی شرط کے ہوتے ہین مثلا ماذون غلام کی نسبت یہ کہا ادا الی الفا وانت حر ادا کردے مجکو ایک ہزار درہم دران حالیکہ تو آزاد ہے۔ اس مثال مین ادا کرنا آزاد ہونیکی شرط ہے۔ اور کہا امام محمد نے سیر کبیر مین جبکہ امام لشکر نے حربیون سے کہا افتحوا الباب وانتم آمنون کھولدو دروازہ دران حالیکہ تم امن سے ہو تو اُن کو دروازہ کھولدینے کے بغیر امن نہین ہوگا۔ اور اگر حربی سے کہا انزل وانت آمن اُتر آ دران حالیکہ تجھے امن ہے اس مثال مین اترنے کے بغیر امن نہین ہوگا۔ واو کے معنی حال کے مجازی معنی ہین لہذا لفظ مین ضرور احتمال ان معنی کا موجود ہونا چاہیئے اور اسکے ثبوت پر دلالت کا قائم رہنا چاہیئے جیسے مالک نے اپنے غلام سے کہا ادالی الفا وانت حر ادا کردے مجھے ایک ہزار درہم دران حالیکہ تو آزاد ہے یہان آزاد ہونا ادا کے وقت پایا جاوےگا اور دلالت اسپر قائم ہوجاویگی کیونکہ مالک نہین واجب کرتا غلام کے ذمہ مال جب تک کہ اُس مین رق یعنی غلامی باقی رہے اور یہان تعلیق رق کیساتھ ہی متعلق ہوئی ہے اسی پر محمول ہوگی۔

اور اگر کسی شخص سے کہا انت طالق وانت مریضۃ او مصلیۃ یعنی تجھے طلاق ہے درحالیکہ تو مریضہ ہو یا نماز پڑھتی ہو تو فوراً طلاق پڑجاویگی اور اگر اس کلام سے خاوند نے تعلیق کی نیت کی ہے یعنی اگر تو مریضہ ہو یا نماز پڑھنے والی ہو تب طلاق ہے تو بہ نیت تعلیق درست دیانۃً عند اللہ درست ہوگی مگر قضاءً درست نہین ہوگی۔ اگرچہ الفاظ مین حال کے معنی مراد لینے کا احتمال ہے مگر ظاہر اسکے خلاف ہے اور جب اس کے ارادہ سے تائید ہوگئی تو ظاہر کے خلاف ثابت ہوجاوے گا مگر یہ دیانۃً ہوگا نہ قضاءً۔

اور اگر رب المال یعنی مالک نے مضارب سے کہا یہ ہزار درہم مضاربۃً ہین اور انکو کپڑے کی تجارت مین لگا اس کہنے سے مضارب کپڑے ہی مین تجارت کرنیکا پابند نہین ہوگا بلکہ مضاربت عام ہوگی جس کام مین چاہے اور فائدہ دیکھے روپیہ لگادے کیونکہ اس مثال رہذہ الالف مضاربۃ واعمل بہا فی البز مین عمل فی البز مضاربۃ ہزار کے لینے کے حال بننے کی صلاحیت نہین رکھتا کیونکہ عمل فی البز موخر اور اخذ ہزار درہم مقدم ہے دونون ایک وقت مین جمع نہین ہوسکتے لہذا شروع کلام اس سے مقید نہین ہوگا۔

اسیواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جب عورت نے اپنے خاوند سے کہا طلقنی ولک الف مجھے طلاق دے دے دران حالیکہ تیرے واسطے ایک ہزار درہم ہین خاوند نے طلاق دے دی عورت پر کچھہ واجب نہین ہوگا کیونکہ عورت کا یہ قول ولک الف (اور دران حالیکہ تیرے واسطے ایک ہزار ہین) نہین فائدہ دیتا حال وجوب ہزار کا اسپر اور عورت کا یہ قول طلقنی (مجھے طلاق دے دے) خود مفید ہے پس دلیل کے بغیر اس پر عمل متروک نہین ہوگا۔

ہان اگر کسی نے مزدور سے کہا احمل ہذا المتاع ولک درہم (اٹھائے یہ سامان اور حالانکہ تیرے واسطے ایک درہم ہے) یہان معنی مجازی واو بمعنی حال درست ہے کیونکہ اجارہ دلیل ہے اس امر کی کہ یہان لفظ کے معنی حقیقی مراد نہین۔

فصل - فاء واسطے تعقیب کے آتی ہے یعنی معطوف علیہ کا وجود مقدم اور معطوف کا موخر ہوتا ہے مگر تعقیب مع الوصل ہے یعنی مابین معطوف علیہ اور معطوف کے مہلت نہین

اسیواسطے استعمال فاء کا جزاء مین آتا ہے کہ جزا شرط کے بعد ہوتی ہے کہا علماء حنفیہ نے جب کسینے کہا بعت منک ہذا العبد بالف فروخت کیا مینے یہ غلام تیرے پاس ہزار درہم کے عوض تو دوسرے نے کہا فہو حر پس وہ آزاد ہے اس سے بیع مراد ہوگی کیونکہ فاء کے سبب اقتضاءً قبولیت ثابت ہو جاویگی اسیپر بیع مترتب ہوگی اور بیع کے بعد آزاد کرنا پایا جاویگا برعکس اس کے اگر بجائے فاء کے وہو حر او ہو حر کہتا تو اس سے بیع کی تردید ہوتی اور اگر کسینے درزی سے کہا دیکھہ کیا یہ کپڑا میرے کرتے کے واسطے کافی ہے اسنے دیکھکر کہا ہان کافی ہے کپڑے کے مالک نے کہا فاقطعہ پس قطع کرے اس کو درزی نے قطع کرلیا اور وہ کافی نہین ہوا تو درزی ضامن ہوگا کیونکہ اس نے قطع کرنے کا حکم کافی سمجھنے کے بعد دیا تھا برعکس اس کے اگر فاء سے نہین کہا تھا بلکہ اقطعہ کہا تھا یا واقطعہ کہا تھا اور درزی نے قطع کرلیا تو درزی ضامن نہین ہوگا۔

اور اگر کسی شخص نے کہا بعت منک ہذا الثوب بعشرۃ فاقطعہ بیچا مینے تیرے پاس یہ کپڑا دس درہم مین فروخت کیا پس تو اسکو قطع کرلے اس نے قطع کرلیا اور کچھہ نہ کہا تو قطعی بیع قرار دیجاوے گی۔

اور اگر کہا ان دخلت ہذہ الدار فہذہ الدار فانت طالق اگر تو داخل ہوئی اس گھر مین پھر اس گھر مین تو تجھکو طلاق ہے تو اس مین شرط یہ ہے کہ پہلے گھر مین داخل ہوکر پھر دوسرے گھر مین اسکے متصل داخل ہو تو طلاق واقع ہو جاویگی اور اگر وہ عورت پہلے دوسرے مین داخل ہوئی یا بعد مدت دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہین ہوگی۔

کبھی فاء واسطے بیان علت کے آتی ہے یعنی ماقبل فاء کا علت ہوتا ہے واسطے مابعد فاء کے مثلاً کسی نے اپنے غلام سے کہا ادالی الفا فانت حر دے مجھے ہزار درہم ادا کردے کیونکہ تو آزاد ہے اس صورت مین غلام آزاد ہو جاویگا خواہ اسنے کچھہ دیا ہو اور اگر حربی سے کہا انزل فانت امن (اتر آ کیونکہ تجھے امن ہے) حربی کو امن ہو جاویگا خواہ قلعہ سے اترے یا نہ اترے جامع صغیر مین ہے جب کہا امر امرأتی بید فطلقہا (میری عورت کا معاملہ تیرے ہاتھ مین ہے پس اس کو طلاق دے دے) اس وکیل نے اسی مجلس مین طلاق دے دی تو طلاق بائن واقع ہوگی

اور نہین ہوگی دوسری طلاق تو کیل سوئے پہلی طلاق کے یعنی پہلی طلاق ہی کا اختیار ہوگا دوسری کا نہین ہوگا گویا اس نے یہ کہاہے طلاق دے دے اسکو اس سبب سے کہ اسکا اختیار تجھکو دے دیاہے۔ اور اگر ان الفاظ سے کہا طلقھا فجعلت امرہا بیدک طلاق دے دے اُس کو کیونکہ اسکا معاملہ مینے تیرے سپرد کر دیاہے اس نے مجلس ہی مین طلاق دے دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی کیونکہ اختیار طلاق صریح کا دیاہے اور اگر یہ الفاظ کہے طلقھا وجعلت امرہا بیدک طلاق دے دے اسکو اور مینے اسکا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے۔ اور اسنے مجلس مین طلاق دے دی تو دو طلاقین واقع ہونگین ایک رجعی دوسری بائنہ۔ ایسا ہی اگر کہا طلقھا وابنھا او ابنھا وطلقھا طلاق صریح دے دے اسکو اور بائنہ دے دے یا بائنہ طلاق اور صریح طلاق دے دے اُسنے مجلس مین طلاق دے دی تو دو ہی طلاقین واقع ہونگین

اسیواسطے ہمارے علماء نے کہاہے جب کنیز آزاد ہو تو اسکو اختیار ہے خاوند کو منظور رکھے یا علیحدہ ہو جاوے خواہ خاوند اس کا غلام ہو یا آزاد ہو کیونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بریرہ لونڈی سے اسکے آزاد ہو جانے کیوقت یہ فرماکر کہ تجھے اپنی جان کا اختیار ہے کیونکہ تو اپنی جان کی مالک ہے اسکو اختیار دے دیا اسی سبب سے کہ وہ اپنی بضع یعنی شرمگاہ کی آزاد ہو جانے کے سبب مالک ہوگئی یہ برابر ہے خواہ اسکا خاوند غلام ہو یا آزاد ہو اور اسی سے طلاق کا مسئلہ نکلتاہے کہ اُسکا اعتبار عورتون کی حالت پر ہے کیونکہ امۃ منکوحہ کا بضع یعنی شرمگاہ خاوند کی ملک ہے امۃ کے آزاد ہونے کے سبب اسکی ملک زائل نہین ہوتی پس امۃ کے آزاد ہونے پر ضرورۃً ازدیاد ملک کو ماننا ہوگا امۃ کو ملک بضع مین زیادہ اختیار ہوگا یہی وجہ اسکے اختیار کے ملنے کی ہوگی خواہ وہ خاوند کے پاس رہے یا نہ رہے اسیواسطے طلاق کا اعتبار عورتون کے ساتھ ہے پس مالکیۃ ثلاث کا حکم زوجہ کے آزاد ہونے پر موقوف ہوگا اور جیساکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین خاوند کے آزاد ہونے پر مترتب نہین ہوگا۔

فصل ۔ ثم۔ تراخی کے واسطے آتاہے۔ یعنی معطوف علیہ اور معطوف دونون مین مہلت ہوتی ہے امام صاحب کے نزدیک تو لفظ اور حکم دونون مین تراخی ہوتی ہے گویا متکلم نے سکوت کرکے پھر از سرِ نو شروع کیاہے۔ اور صاحبین کے نزدیک تراخی صرف

حکم مین ہوتی ہے ۔ بیان اس اختلاف کا اس طرح ہے کہ کسی شخص نے غیر مدخول بہا یعنی
ایسی عورت منکوحہ خود سے جس کے پاس جانے کا اتفاق نہین ہوا یہ کہدیا ان دخلت
الدار فانت طالق ثم طالق ثم طالق اس مثال مین پہلی طلاق کا تعلق تو شرط سے ہوگا جب
وہ عورت گھر مین جاوے گی تو طلاق پڑیگی اور دوسری طلاق اسیوقت پڑ جاوے گی
تیسری بیکار ہوگی صاحبین کے نزدیک کل طلاقون کا تعلق دخول دار ہی سے ہوگا پھر داخل
ہونے پر ترتیب ظاہر ہوگی مگر واقع ایک ہی طلاق ہوگی ۔
اور اگر شرط کو موخر کیا اور کہا انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک تو پہلی طلاق فوراً واقع ہو جاویگی دوسری اور تیسری لغو ہوگی اور صاحبین کے نزدیک
دخول دار کے وقت ایک طلاق واقع ہوگی۔
اور اگر وہ عورت مدخول بہا ہے یعنی خاوند کو اسکے پاس جانیکا اتفاق ہوا ہے اگر شرط کو
مقدم کیا اور کہا ان دخلت الدار فانت طالق ثم طالق ثم طالق پہلی طلاق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک دخول دار پر واقع ہوگی اور دو اسیوقت واقع ہو جاوینگی ۔ اور اگر شرط کو موخر کیا مثلاً کہا
انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار دو طلاق اسی وقت واقع ہونگی اور تیسری دخول
دار کے ساتھ متعلق ہوگی ۔ اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین دخول دار پر وقوع
طلاق کا اثر پڑیگا ۔

فصل بل غلط بات کے تدارک کیواسطے آتا ہے معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ رکھدیتی
ہے مثلاً اگر کسی شخص نے غیر مدخول بہا سے کہا انت طالق واحدۃ لابل ثنتین اس کلام سے
ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ لابل ثنتین مین اول سے رجوع کیا کہ معطوف لابل ثنتین کو معطوف
علیہ واحدۃ کی جگہ رکھدیا مگر کلمہ طلاق واحدۃ کہکر اس سے رجوع نہین کر سکتے لہٰذا اول یعنی
ایک طلاق واقع ہوگی اور چونکہ مطلقہ غیر مدخولہ ہے اب محل طلاق نہ رہا لابل ثنتین کا کچھ
اثر نہین ہوگا اور اگر وہ عورت مطلقہ مدخول بہا ہوگی تو تین طلاقین واقع ہونگی یہ مسئلہ
طلاق بر عکس ہے مسئلہ اقرار کے جیسا کسی نے کہا لفلان علی الف لابل الفان فلان شخص کے میرے
ذمہ ایک ہزار بلکہ دو ہزار ہین یہان ہمارے نزدیک تین ہزار لازم نہین آوین گے بلکہ دو ہزار

لازم ہون گے اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تین ہزار لازم ہون گے دلیل ہماری یہ ہے کہ اصل مین بل واسطے تدارک غلطی کے ہے کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ ثابت کرتا ہے مگر یہان اول یعنی معطوف علیہ کا ابطال نہین ہوا پس اس مثال مین دوسرے یعنی معطوف کی تصحیح واجب ہوگی اول باقی رہے گا صرف ایکہزار اول پر زیادہ ہو کر دو ہزار ہو جائین گے اور یہ برعکس ہے انت طالق لا بل ثنتین کے کہ اس مین بصورت مطلقہ مدخولہ ہونے کے تین طلاقین واقع ہو جائین گی وجہ یہ ہے کہ یہ انشا ہے اور اقرار اخبار ہے اخبار مین غلطی ہو جاتی ہے انشا مین غلطی نہین ہوتی لہذا اخبار مین غلطی کا تدارک کر کے لفظ کا صحیح بنا لینا ممکن ہے انشا مین ایسا نہین ہو سکتا ہان اگر طلاق بھی اخبار کے صیغہ مین ہو مثلا مرد نے کہا کنت طلقتک امس واحدۃ لا بل ثنتین (دینے کل تجھکو ایک طلاق دی تھی نہین بلکہ دو) اس صورت مین دو طلاق واقع ہون گی۔

فصل - لکن واسطے استدراک کے ہے بعد نفی کے (یعنی واسطے دور کرنے اُس وہم کے جو کلام سابق مین پیدا ہو گیا ہے) پس اصلی غرض لکن سے اسکے مابعد کا ثابت کرنا ہے اور ما قبل کی نفی پس وہ اپنی دلیل سے خود ثابت ہے۔ کلمہ لکن کے ساتھ اُسوقت عطف درست ہے کہ کلام متصل ہو ایک جملہ دوسرے جملہ سے منفصل نہ ہو پس جب کلام متسق یعنی متصل ہے تعلق ہوگی نفی اُس اثبات کے ساتھ جو اسکے بعد ہے ورنہ پھر استیناف ہوگا مابعد لکن کا تعلق ماقبل سے نہین ہوگا مثال اسکی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر مین ذکر کی ہے کہ مثلا کسی شخص نے کہا لفلان علی الف قرض (فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار درہم قرض کے طور پر ہین) اسنے جواب دیا لا ولکنہ غصب (نہین بلکہ بطور غصب کے ہین) مال یعنی ہزار درہم لازم آوین گے کیونکہ کلام کا سلسلہ ایک ہی ہے پس ظاہر ہوگیا کہ نفی سبب مین تھی اصل مال مین نہین تھی۔ ایسا ہی اگر کہا لفلان علی الف من ثمن ہذہ الجاریۃ (فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار درہم اس کنیز کی قیمت کے ہین) اسنے جواب دیا لا الجاریۃ جاریتک ولکن لی علیک الف (یہ امر نہین بلکہ کنیز تو تیری کنیز ہے لیکن میرے تیرے ذمہ ہزار درہم ہین) اسپر مال لازم آویگا پس معلوم ہوا کہ نفی سبب مین تھی اصل مال مین نہین تھی۔

اور اگر اس کے ہاتھ مین یعنی قبضہ مین غلام ہو اسنے کہا یہ غلام فلان شخص کا ہے مقرلہ نے کہا میرے پاس تو کبھی غلام نہ تھا بلکہ یہ تو دوسرے فلان شخص کا ہے اگر یہ بات متصلاً کہی ہو تو غلام دوسرے مقرلہ کا ہوگا کیونکہ نفی کا تعلق اثبات سے ہوگا اپنی ملک سے نفی کردی اور دوسرے کے واسطے ثابت کردیا۔

اور اگر یہ کلام یعنی نفی کو متصلاً نہیں کہا بلکہ علیحدہ کہا تو غلام مقرلہ اول کا ہوگا اور قول مقرلہ اقرار کا رد ہوگا۔

اور اگر کسی لونڈی نے بغیر اجازت اپنے مالک کے بعوض مہر سو درہم نکاح کرلیا اسپر مالک نے کہا مین اس رقم پر اجازت نہیں دیتا بلکہ ایک سو پچاس درہم مہر کے بدلے اجازت دیتا ہون عقد نکاح باطل ہو جاویگا کیونکہ باعتبار معنی کے کلام متصل نہیں اجازت کی نفی اور اجازت کا اثبات ایک جگہ نہیں پایا جاتا پس اسکا قول لکن اجیزہ بمائۃ وخمسین اثبات بعد انکار عقد کے ہے۔

ایسا ہی اگر ان الفاظ سے کہا لا اجیزہ ولکن اجیزہ ان زدتنی خمسین علی المائۃ یعنی جائز نہین رکھتا لیکن جائز کرتا ہون اگر تو سو روپیہ پر اور پچاس بڑھاوے اس سے بھی نکاح فسخ ہو جائیگا کیونکہ یہان احتمال بیان کا نہیں شرط بیان سے اتساق یعنی اتصال ہے اور یہان اتصال نہین یعنی اگرچہ لفظون مین اتصال ہے پر معنی مین اتصال نہین۔

فصل۔ اَوْ واسطے شمول احد المذکورین کے ہے یعنی دو مین سے ایک مراد ہوتا ہے اسیواسطے اگر کہا ہذا حر او ہذا (یہ آزاد ہے یا یہ) ہوگا بمنزلہ اسکے کہ احدہما حر دونون مین سے ایک آزاد ہے یہان تک کہ اسکو بیان کرنے کا اختیار ہوگا۔

اور اگر اُس نے کہا وکلت ببیع ہذا العبد ہذا او ہذا (وکیل کیا مینے اس غلام کے فروخت کرنے مین اسکو یا اسکو) وکیل دونون مین سے ایک ہوگا اور دونون مین سے ہر ایک کو بیع کرنا درست ہوگا۔ اور اگر ایک نے بیع کردیا تھا پھر غلام موکل کی ملک مین لوٹ آیا تو اسوقت دوسرے کو بیع کردینے کا اختیار باقی نہین رہیگا اور اگر اپنی تین بیبیون سے کہا ہذہ طالق او ہذہ وہذہ دو پہلیون مین سے ایک کو طلاق ہوگی اور تیسری کو بھی طلاق ہوگی کیونکہ اسکا عطف اسی پر ہے

جو ان دونون مین مطلقہ ہے اور مطلقہ کو بتلانے اور متعین کرنے کا اختیار خاوند کو ہوگا جیسے اسنے کہا احداکما طالق وہذہ تم دونون مین سے ایک کو طلاق ہے اور اسکو
اسی پر امام زفر رح نے کہا ہے جسوقت کسینے کہا لا اکلم ہذا او ہذا و ہذا نہین کلام کرونگا مین اس سے یا اس سے اور اس سے پس نہین حانث ہوگا جب تک کہ نہ کلام کرے پہلی دونون مین سے ایک کیساتھ اور تیسری کے ساتھ اور ہمارے نزدیک اگر صرف اول سے کلام کیا تو حانث ہوجاویگا قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر آخر کی دونون مین سے ایک کیساتھ کلام کی تو حانث نہین ہوگا جب تک دوسے کلام نہ کرے۔
اور اگر کہا فروخت کردے اس غلام کو یا اسکو وکیل کو اختیار ہوگا دونون مین سے جسکو چاہے فروخت کردے اور اگر مہر مین آو داخل کیا یعنی نکاح کیا عورت کے ساتھ اس تعداد مثلاً ہزار پر یا دوسری تعداد مثلاً دو ہزار پر تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مہر مثل دلایا جاوے گا کیونکہ کلام دونون مین سے ایک کو شامل ہے اور موجب اصلی مہر مثل ہے لہذا ترجیح اُسی کو ہوگی جو مہر مثل کے مشابہ ہو۔
اسی قاعدہ کے موافق مذہب حنفی مین التحیات کا پڑھنا نماز کے ارکان مین سے نہین کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا اذا قلت ہذا او فعلت ہذا فقد تمت صلوٰتک یعنے اے مصلی جب تو نے التحیات پڑھلی یا بقدر التحیات بیٹھ لیا تو تیری نماز پوری ہوگئی یہان مطلق فرمایا اتمام نماز کو دو باتون مین سے ایک کے ساتھ پس دونون فرض نہین ہونگی حالانکہ قعدہ اخیرہ بالاتفاق مشروط اور ضروری ہے پس التحیات کا پڑھنا بوجہ عدم تعیین کے شرط قرار نہین دیا جاویگا۔
پھر یہ کلمہ اَو نفی کے موقعہ پر دونون مذکورین کی نفی کرے گا مثلاً جب کسی نے کہا لا اکلم ہذا او ہذا نہین کلام کرونگا مین اس سے یا اس سے دونون مین ایک کے ساتھ کلام کرنے سے حانث ہو جاوے گا۔ اور اثبات مین دو مین سے ایک کو شامل ہوگا اور اختیار باقی رہیگا دونون مین سے جسکو چاہے لے مثلاً یون کہے خذ ہذا او ذلک وسکو یہ یا اسکو لے دونون مین سے جسکو چاہے لے۔

اور تخییر کے سبب عموم اباحت ثابت ہوتا ہے مثلاً فرمایا اللہ تعالےٰ نے فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ یعنی قسم کا کفارہ اوسط درجہ کا کھانا دس آدمیون کو کھلا دینا یا دس کو کپڑا پہنا دینا یا ایک غلام آزاد کر دینا ہے تینون مین سے جسکو کرے قسم کا کفارہ ادا ہو جاویگا اور اگر کوئی شخص تینون کو جمع کر دے تب بھی درست ہے مگر کفارہ ایک ہی سے ادا ہو جاوے گا۔

کبھی او حتی کے معنی مین آتا ہے مثلاً فرمایا اللہ تعالیٰ نے لیس لک من الامر شیٔ او یتوب علیہم اسکے معنی ہین حتی یتوب علیہم لے نبی تمہارے واسطے انکے حق مین کچھ کہنا نہین یہان تک کہ اللہ انکی توبہ قبول کرے۔

علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اگر کسی نے کہا لا ادخل ہذہ الدار او ادخل ہذہ الدار یکون بمعنی حتی تو نہین داخل ہونگا مین اس گھر مین یا اس گھر مین یہان او حتی کے معنی مین ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ اگر اول پہلے گھر مین داخل ہوا تو حانث ہوگا اور اگر پہلے دوسرے گھر مین داخل ہوا تو قسم پوری ہوئی اسیطرح اگر کہا لا افارقک او تقضی دینی یہان بھی او حتی کے معنی مین ہے یعنی نہین جدا ہونگا مین تجھ سے یہان تک کہ تو میرا قرض ادا کرے۔

فصل حتی واسطے انتہا غایۃ کے ہے مانند الی کے پس جب ماقبل اسکا امتداد کے قابل ہو اور مابعد غایۃ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تو یہ کلمہ اپنی حقیقت کا عامل ہوگا یعنی بوجہ امتداد کے اس مین غایۃ پائی جاویگی چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کہا عبدی حران لم اضربک حتی یشفع فلان او حتی تصیح او حتی تشتکی بین یدی او حتی یدخل اللیل یعنی میرا غلام آزاد ہو اگر مین تجھکو نہ مارون یہان تک کہ فلان شخص سفارش کرے یا تو چلاّوے یا میرے سامنے تو شکایت کرے یا وہ داخل ہو ان سب مثالون مین حتی اپنی حقیقت کا عامل ہوگا کیونکہ بار بار سزا دینے کے سبب امتداد حاصل ہو گیا اور کسیکا سفارش کرنا یا مخاطب کا چلانا یا شکایت کرنا یا داخل ہونا ضرب یعنی سزا دینے کی غایۃ ہو سکتے ہین۔ اور اگر وہ شخص غایۃ سے پہلے سزا دینے سے رُک گیا تو حانث ہو جاویگا۔

اور اگر قسم کہائی لا یفارق غریمہ حتی یقضیہ دینہ نہین جدا ہوگا اپنے قرضدار سے جب تک کہ وہ

اسکا قرض ادا کرے۔ پھر اگر ادا قرض سے پہلے جدا ہو گیا تو حانث ہو جاویگا۔
اور جب کسی مانع کے سبب حقیقی معنی پر عمل کرنا متعذر ہو مثلاً عرف غالب ہو تو عرف پر محمول ہو گا جیسا کہ کسی نے قسم کھا کر کہا فلان شخص کو ماریگا یہان تک کہ وہ مرجاوے یا یہان تک کہ اس کو قتل کر دے۔ یہان مارنا باعتبار عرف کے ضرب شدید پر محمول ہو گا۔
اور اگر ماقبل امتداد کے قابل نہ ہو اور مابعد غایۃ کی صلاحیت نہ رکھتا ہو ہان اول سبب ہونے اور دوم جزا بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو جزا پر محمول ہو گا جیسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی شخص نے کہا عبدی حران لم آتک حتی تغدینی (میرا غلام آزاد ہے اگر مین تیرے پاس نہ آؤن یہان تک کہ تو مجھے صبح کا کھانا کھلاوے) وہ آیا اور اسنے کھانا نہ کھلایا تو حانث نہین ہو گا کیونکہ کھانا کھلانا آنے کی غایۃ نہین ہوتا بلکہ اس سے تو زیادہ آمد و رفت ہوتی ہے ہان جزا کی صلاحیت رکھتا ہے پس جزا پر محمول ہو گا اور لام کے معنی مین ہو گا گویا اُسنے یہ کہا ان لم آتک اتیانا جزائہ التغدیۃ اگر مین تیرے پاس ایسا آنا نہ آؤن جسکا بدلہ کھانا ہو یہ آنا تعظیم و توقیر کا ہو سکتا ہے۔
اور جہان جزا کے معنی لینے کا بھی موقعہ نہ ہو وہان محض عطف پر محمول ہو گا جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی شخص نے کہا عبدی حران لم آتک حتی اتغدی عندک الیوم او ان لم تاتنی حتی تغدی عندی الیوم (میرا غلام آزاد ہے اگر مین تیرے پاس نہ آؤن یہان تک کہ آج کے دن صبح کا کھانا تیرے پاس کھاؤن۔ یا میرا غلام آزاد ہے اگر تو میرے پاس نہ آوے یہانتک کہ تو میرے پاس صبح کا کھانا کھاوے) پس وہ آیا اور اسکے پاس نہ کھایا حانث ہو گا کیونکہ جب ہر ایک دونون فعلون مین سے ایسے ایک کی طرف منسوب ہووے کہ وہ نہین صلاحیت رکھتا کہ اسکا فعل دوسرے کے فعل کی جزا ہو سکے تو یہان محض عطف پر محمول ہو گا اور مجموع قسم کے پورا ہونیکی شرط ہو گی۔
فصل۔ الی واسطے انتہا غایۃ کے ہے بعض صورتون مین الی امتداد حکم کا فائدہ دیتا ہے یعنی صدر کلام سے غایۃ تک حکم کو پہنچاتا ہے اور بعض وقت اسقاط کا فائدہ دیتا ہے بس اگر امتداد کا فائدہ دیگا غایۃ حکم مین داخل نہین ہو گی اور اگر اسقاط کا فائدہ دیگا غایۃ حکم مین داخل

ہو گی اول کی مثال یہ ہے اشتریت ہذا المکان الی ہذا الحائط خریدلیا مینے یہ مکان اس دیوار تک دیوار بیع مین داخل نہین ہو گی یعنی امتداد حکم دیوار تک ہوا اگر دیوار اس حکم سے خارج رہی اسقاط کی مثال یہ ہے باع بشرط الخیار الی ثلاثۃ ایام کسی شخص نے تین دن تک کی شرط خیار سے فروخت کیا ہے یہان غایۃ حکم مین داخل ہے مگر ماوراء غایۃ کا اسقاط ہو گیا تین دن کے بعد اختیار نہین رہا اسواسطے اسکا نام حد اسقاط ہے۔ اسی طرح اگر قسم کہائی کہ مین فلان شخص سے ایک مہینے تک کلام نہین کرون گا مہینا حکم مین داخل ہو گا ماوراء مہینے کے اسقاط حد کے حکم مین ہو گا۔

اسیواسطے علما حنفیہ نے مرفق اور کعب یعنی کہنی اور ٹخنے کو حکم غسل کے ماتحت داخل کیا اس آیۃ شریفہ مین فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین کیونکہ یہان کلمہ الی اسقاط کے واسطے ہے اگر اسقاط کے واسطے نہ ہوتا تو تمام ہاتھ کا مونڈھے تک دہونا فرض ہوتا۔

یہی وجہ ہے علما حنفیہ نے گھٹنے کو ان اعضا مین داخل کیا جنکا چھپانا فرض ہے کیونکہ اس حدیث عورۃ الرجل ما تحت السرۃ الی الرکبۃ مین اسقاط حد ہے یعنی مرد کیواسطے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک پردہ کرنا فرض ہے اور سوا گھٹنے کے پردہ نہین پس گھٹنا پردہ مین داخل ہوا ماوراء اسقاط ہوا اور الی کبھی غایۃ تک تاخیر حکم کا فائدہ دیتا ہے اسیواسطے علما حنفیہ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا انت طالق الی شہر تجہکو ایک مہینے تک طلاق ہے اور نیت کچھ نہین کی ہمارے نزدیک بالفعل طلاق واقع نہین ہو گی اس مین امام زفر رحمۃ اللہ علیہ مخالف ہین ان کے نزدیک فوراً طلاق واقع ہو جاویگی ہماری دلیل یہ ہے کہ مہینے کا ذکر شرعاً نہ امتداد حکم کی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ اسقاط کی اور تعلیق کے سبب طلاق مین احتمال تاخیر ہو سکتا ہے پس تاخیر پر حمل ہو گا۔

فصل - کلمہ علی الزام کے واسطے آتا ہے اصلی لغوی معنی علی کے تفوق اور تعلی کے ہوتے ہین یعنی کسی چیز سے اونچا ہونا جیسا ہو معنی چنانچہ اگر کہا لفلان علی الف فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار درہم ہین دین پر محمول ہون گے اور اگر بجائے علی کے عندی

یا معی یا قبلی کہے یعنی میرے پاس یا میرے ہمراہ یا میری طرف فلان شخص کے ہزار درہم ہیں تو اس سے قرض لازم نہین ہوگا۔

یہی وجہ ہے جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر حربیون کے قلعہ کے سردار نے کہا آمنونی علی عشرۃ من اہل الحصن مجھکو قلعہ والون مین سے دس پر امن دو۔ ہمنے امن ہوے دیا تو دس آدمی سردار قلعہ کے سوا کو امن ملیگا کیونکہ کلمہ علی بین تفوق موجود ہے دس اسکے علاوہ ہون گے معین کرنے کا اختیار بھی اسکو ہوگا جن دس کو چاہے امن دلادے۔

اور اگر کہا آمنونی وعشرۃ فعشرۃ او ثم عشرۃ مجھکو امن دو اور دس کو پس دس کو پھر دس کو ہمنے امن دیا تب بھی یہی حکم ہوگا یعنی دس اشخاص کو علاوہ سردار قلعہ کے امن ملجاوے گا مگر اس صورت مین دس کو متعین کرنے کا اختیار امن دینے والے کو ہوگا۔

کبھی علی مجازاً با کے معنی مین آتا ہے مثلاً کسی نے کہا بعتک ہذا علی الف یعنے ہزار درہم کے بدلے یہ چیز تیرے پاس فروخت کی یہان علی بار کے معنی مین ہے اور معاوضہ مراد ہی یعنی ہزار درہم کے بدلے فروخت کیا۔

اور کبھی علی شرط کے معنی مین آتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ کریم نے یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا یعنی اے نبی جب تمہارے پاس مومن بیبیان آکر اس شرط پر بیعت کرین کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نہ بناوین گی اسیواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا طلقنی ثلاثاً علی الف مجھکو تین طلاقین دے بشرط ہزار درہم کے خاوند نے ایک طلاق دی تو مال واجب نہین ہوگا کیونکہ علی اس جگہ شرط کے معنی مین ہے پس تین طلاقین پائی جائینگی تو شرط مال کے دینے کی پائی جائیگی اور جب یہ شرط نہ پائی گئی تو مال بھی لازم نہ ہوا۔

فصل ۔ کلمہ فی واسطے ظرف کے ہے اسی وجہ سے علماء حنفیہ نے فرمایا جب کسی شخص نے کہا غصبت ثوبا فی مندیل او تمراً فی قوصرۃ چھینا مینے کپڑا کو رومال مین یا کھجورون کو زنبیل مین تو کپڑا مع رومال کے اور کھجورین مع زنبیل کے جس مین کھجورین

ہین خاصب کے ذمہ لازم ہون گی
کلمہ فی کا استعمال زمان مکان فعل تینیون مین ہوتا ہے جب زمان مین استعمال ہو مثلاً کسی نے
کہا انت طالق غدا تجھکو کل طلاق ہے تو امام یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک فی
کا حذف کرنا اور ظاہر کرنا اس صورت مین برابر ہے مثلاً انت طالق فی غد کہا تو طلوع فجر
ہوتے ہی طلاق پڑجاویگی اور جب انت طالق غدا کہا تھا اسوقت بھی یہی حکم تھا۔
مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہین کہ اگر کلمہ فی مذکور نہ ہو مثلاً کہے انت طالق غدا تب
تو طلوع فجر ہوتے ہی طلاق پڑے گی اور اگر فی مذکور ہو مثلاً کہے انت طالق فی غد تب اگلے دن
کی کسی جزء مین بطور ابہام کے طلاق پڑے گی اسصورت مین اگر نیت کچھ نہین کی تو اگلے دن کے
اول جزء ہی مین طلاق پڑجاوے گی کیونکہ کوئی مزاحم نہین اور آخر دن کی نیت کرلی ہے تو آخر دن مین
طلاق واقع ہوگی۔
اسی طرح یہ استعمال ان صمت الشہر فانت کذا اور ان صمت فی الشہر فانت کذا ان دونون
مثالون مین سمجھا جائیگا یعنی مثلاً اگر غلام کو کہا اگر مین مہینے بھر روزے رکھون تو تو آزاد ہے تو مہینے بھر
روزے رکھنے پر غلام آزاد ہوگا اور اگر کہا اگر مہینے کے اندر روزے رکھون تو تو آزاد ہے تو فوراً
روزہ شروع کرتے ہی غلام آزاد ہوجاویگا۔
فی کا استعمال مکان مین اس طرح ہے کہ مثلاً کوئی شخص کہے انت طالق فی الدار او فی مکۃ تجھکو طلاق
ہے گھر مین یا مکہ مین اس کہنے سے فوراً طلاق واقع ہوجاویگی خواہ کہین ہو۔
اور ظرفیت کے اعتبار سے علماء حنفیہ فرماتے ہین کہ جب کسی شخص نے کسی فعل پر قسم کہائی
اور مضاف کیا اس فعل کو زمان یا مکان کی طرف اگر فعل ایسا ہے کہ اسکا اثر فاعل سے تمام
ہوجاتا ہے شرط کیا جائیگا ہونا فاعل کا اس زمان یا مکان مین اور اگر فعل کسی محل کی طرف
متعدی ہوتا ہے تو شرط کیا جاویگا ہونا محل کا اس زمان اور مکان مین کیونکہ فعل اپنے اثر
کے ساتھ ہی پورا ہوتا ہے اور اسکا اثر محل مین ہے تو محل کا ہونا اس زمان یا مکان
مین شرط ہے۔
فرمایا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع کبیر مین جب کسی شخص نے دوسرے کو کہا

ان شتمتک فی المسجد فکذا اگر مین تجھکو مسجد مین گالیان دون تو میرا غلام آزاد ہے پس اسکو مسجد مین موجود ہوکر گالی دی اور جس کو گالی دی وہ مسجد کے باہر ہے تو حانث ہوگا یعنی غلام آزاد کرنا پڑے گا اور اگر گالی دینے والا مسجد کے باہر ہو اور جسکو گالی دی ہے وہ مسجد مین ہو تو حانث نہین ہوگا غلام آزاد کرنا نہ پڑیگا۔

اور اگر یہ کہا کہ اگر مین تجھکو مسجد مین سزا دون یا تیرا سر زخمی کرون تو میرا غلام آزاد ہے تو اس مثال مین مضروب اور مشجوج کا یعنی جس کو مارا ہے یا جس کا سر زخمی کیا ہے اس کا مسجد مین موجود ہونا حانث ہونے کے واسطے شرط ہی مارنے والے اور سر زخمی کرنے والے کا مسجد مین ہونا شرط نہین۔

اور اگر کہا جو مین تجھکو قتل کرون دن خمیس مین تو میرا غلام آزاد ہے پس زخمی کیا اسکو دن خمیس یعنی جمعرات سے پہلے اور وہ مرگیا جمعرات کے دن تو حانث ہوگا غلام آزاد کرنا پڑے گا اور اگر زخمی کیا دن خمیس کے اور وہ مرا دن جمعہ کے تو حانث نہین ہوگا اور اگر کلمہ ظرفیت کا فعل پر داخل ہوگا تو شرط کے معنی کا فائدہ دیگا فرمایا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب کسی شخص نے کہا انت طالق فی دخولک الدار تجھکو گھر مین داخل ہونے کے وقت طلاق ہے تو اس کے معنی یہ ہین اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو طلاق واقع ہوگی پس گھر مین داخل ہونے سے پہلے طلاق واقع نہین ہوگی اور اگر کہا انت طالق فی حیضتک تجھکو حیض کے اندر طلاق ہے اگر وہ عورت حیض مین ہے تو فوراً طلاق پڑجاوے گی ورنہ پھر طلاق معلق ہوجاویگی حیض کے ساتھ جب حیض آویگا طلاق پڑیگی۔

جامع کبیر مین ہے اگر کہا انت طالق فی مجیء یوم تجھکو دن آنے پر طلاق ہے تو طلوع فجر ہونے تک طلاق نہین پڑیگی اور اگر کہا انت طالق فی مضی یوم تجھکو دن گذرنے پر طلاق ہے اگر یہ رات کے وقت کہا تو اگلے دن غروب شمس کے وقت طلاق واقع ہوگی کیونکہ شرط پائی گئی اور اگر دن کے وقت کہا تو اسے دن اسی وقت طلاق پڑیگی۔ زیادات مین ہے اگر کسی نے کہا تجھکو اللہ تعالی کی مشیت مین یا اس کے ارادہ مین طلاق ہے یہ شرط کے معنی مین ہوگا اور طلاق واقع نہین ہوگی کیونکہ وجود شرط یعنی مشیت اللہ اور اسکے ارادہ کا حال معلوم نہین۔

فصل حرف با اصل لغت مین الصاق کے معنی مین آتا ہے اسیواسطے حرف با اثمان پر آتا ہے کہ ثمن یعنی قیمت بیع کے ساتھ لازم ہوتا ہے تحقیق اس باب مین یہ ہے کہ بیع خرید وفروخت مین اصل ہے اور ثمن شرط ہے اسیواسطے اگر بیع ہلاک ہوجاوے توسرے سے بیع ہی باقی نہین رہتی اور اگر ثمن ہلاک ہوجاوے توعقد بیع مین فرق نہین آتا اس کے بعد ہم بتلاسنے ہین کہ قاعدہ یہی ہے کہ تابع اصل کے ہمراہ ملصق متصل اور لازم ہو نہ یہ کہ اصل تابع کے ہمراہ ملصق ہو پس جب عقد بیع مین حرف با بدلی داخل ہوگا تواس سے ثابت ہوگا کہ تابع اصل کے ہمراہ ملصق ہے اسکو ثمن کہین گے بیع نہین کہین گے۔ اسی سبب علماء حنفیہ نے کہا کہ جب کسی شخص نے کہا بعت منک ہذا العبد بکر من الحنطۃ فروخت کیا مینے تیرے پاس یہ غلام گیہون کے ایک کر کے ساتھ اور گیہون کا وصف بھی بتلادیا تواس صورت مین کر ثمن ہوگا اور قبضہ سے پہلے اسکا بدلنا دوسری شئے کے ہمراہ درست ہوگا۔

اور اگر کہا بعت منک کرا من الحنطۃ ووصفہا بہذا العبد فروخت کیا مینے تیرے پاس ایک کر گیہون کا اس غلام کے عوض اس صورت مین کر بیع ہوگا اور غلام ثمن اور اسکو عقد سلم کہینگے موجل یعنی ادھار درست ہوگی۔

ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا ان اخبرتنی بقدوم فلان فانت حر اگر تونے فلان شخص کے آنے کی خبر دی تو تو آزاد ہے یہ جملہ خبر صادق پر محمول ہوگا اگر غلام نے جھوٹی خبر دی تو آزاد نہ ہوگا کیونکہ ب کے سبب خبر ملصق بالقدوم ہے اور اگر اس طرح کہا ان اخبرتنی ان فلانا قدم فانت حر تو یہ جملہ مطلق خبر پر محمول ہوگا۔ اگر جھوٹی خبر دی تب بھی آزاد ہوجاویگا کیونکہ حرف ب موجود نہین جس سے الصاق بالقدوم لازم ہوتا۔

اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا ان خرجت من الدار الا باذنی فانت کذا اگر تو گھر سے نکلی بغیر میری اجازت کے تو تجھکو طلاق ہے اس صورت مین ہر دفعہ نکلنے پر اجازت کی ضرورت ہوگی کیونکہ کلمہ الا کے بعد مستثنی وہ خروج ہے جو اذن کے ساتھ ملصق ہے حرف با اسپر

داخل ہے اگر دوسری دفعہ بلا اجازت نکلے گی تو مطلقہ ہو جاوے گی اور اگر اس طرح کہا
ان خرجت من الدار الا ان آذن لک اگر تو گھر سے نکلی مگر کہ مین اجازت دیدون اس صورت مین
ایک ہی دفعہ اجازت ہونا شرط ہوگا اگر دوسری دفعہ بلا اجازت گھر سے باہر نکلی تو طلاق
واقع نہین ہوگی۔ زیادات مین ہے اگر خاوند نے زوجہ کو کہا تجھکو طلاق ہے بمشیۃ اللہ
یا بارادۃ اللہ یا بحکم اللہ تو ان سب صورتون مین طلاق واقع نہین ہوگی کیونکہ یہان طلاق
مشروط ہوگئی اور شرط کا پایا جانا معلوم نہین پس طلاق واقع نہین ہوگی

فصل بیان نص کے وجوہ اور طریقون مین۔ بیان سات قسم پر ہے۔

بیان تقریر۔ بیان تفسیر۔ بیان تغییر۔ بیان ضرورۃ۔ بیان حال۔ بیان عطف۔ بیان تبدیل۔ بیان تقریر وہ ہے کہ لفظ سے معنی ظاہر ہون مگر ان مین دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو پس متکلم حقیقی معنی کو زیادہ واضح کردے مقصود کلام بتلادے پھر دوسرے معنی کا احتمال نہین رہیگا۔

مثلا کسی نے کہا لفلان علی قفیز حنطۃ بقفیز البلد او الف من نقد البلد فلان شخص کے میرے ذمہ ایک قفیز گیہون ہین قفیز شہر سے یا ہزار درہم ہین نقد بلد سے اسکا نام بیان تقریر ہوگا اس مین مطلق قفیز اور مطلق نقد قفیز بلد اور نقد بلد ہی پر محمول تھا مگر دوسرا احتمال بھی تھا جب متکلم نے بتلادیا تو دوسرا احتمال باقی نہ رہا۔

اسی طرح اگر کہا لفلان عندی الف ودیعۃ میرے پاس فلان شخص کے ہزار درہم امانت کے طور پر ہین یہان کلمہ عندی امانت کا فائدہ دیتا ہے مگر دوسرے معنی کا احتمال بھی ہے جب ودیعۃ کہدیا تو حکم ظاہر کو موکد کردیا دوسرا احتمال نہ رہا۔

فصل۔ بیان تفسیر وہ ہے کہ کوئی لفظ مبہم ہو مراد اس سے مکشوف نہ ہوتی ہو اسی مراد کو بتلادیا ہو مثلا کسی نے کہا لفلان علی شئی فلان شخص کا میرے ذمہ کچھ ہے پھر شئی کو جو مبہم ہے بتلادیا تفسیر کردی یا کہا لفلان علی عشرۃ ونیف فلان شخص کے میرے ذمہ دس اور چند ہین پھر نیف کی تفسیر کردی بتلادیا پانچ یعنی دس اور پانچ درہم ہین۔

یا مثلا کہا علی دراہم میرے ذمہ درہم ہین پھر تفسیر کردی عشرۃ یعنی دس درہم ان سب کو

بیان تفسیر کہتے ہین۔
بیان تقریر اور بیان تفسیر دونون کا حکم یہ ہے کہ بیان سابق سے موصولاً اور مفصولاً دونون طرح لانا درست ہے

فصل بیان تغییر مین - بیان تغییر وہ ہے کہ اسکے بیان سے اسکے کلام کے معنی بدلجاوین بیان تغییر کی نظیر تعلیق اور استثنا ہے تعلیق اور استثنا ر کے بیان مین علماء کا اختلاف ہے علما حنفیہ کے نزدیک تو معلق بالشرط سبب ہے وقت وجود شرط کے شرط سے پہلے سبب نہین۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین تعلیق فی الحال سبب ہے مگر شرط کے نہ پائے جانے سے حکم نہین پایا جاتا۔
اس اختلاف کا نتیجہ اس مثال مین ظاہر ہوگا مثلاً کسی شخص نے ایک اجنبی عورت سے کہا ان تزوجتک فانت طالق یا کسی غیر شخص کے غلام سے کہا ان ملکتک فانت حر اگر مین تیرا مالک ہوا تو تو آزاد ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تعلیق یعنی انعقاد شروع کلام کا علۃ ہوگا طلاق اور عتاق یہان اسواسطے علۃ نہین ہوسکتا کہ وہ محل کی طرف مضاف نہین اجنبی عورت اور اجنبی غلام محل طلاق اور عتاق نہین ہوسکتی پس تعلیق کا حکم باطل ہوا اور یہ تعلیق ہی صحیح نہ ہوئی اور علما حنفیہ کے نزدیک یہ تعلیق صحیح ہے پس جس اجنبیہ کو مخاطب کیا ہے نکاح کرلینے سے اس پر طلاق واقع ہوگی انعقاد اس کلام کا بطور علۃ کے اسی وقت ہوگا جب وجود شرط کا پایا جاوے اور شرط کے موجود ہونے پر ملک ثابت ہی پس تعلیق صحیح ہوگی اسیواسطے علما حنفیہ کے نزدیک شرط صحت تعلیق کی بصورت عدم ملک یہ ہے کہ مضاف ہو ملک کی طرف یا سبب ملک کی طرف پس اگر اجنبی عورت سے یہ کہا ان دخلت الدار فانت طالق اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تجھپر طلاق ہے پھر اس عورت سے نکاح کرلیا اور شرط پائی گئی کہ وہ عورت گھر مین داخل ہوئی طلاق واقع نہین ہوگی۔
اسی طرح طول حرہ یعنی آزاد عورت کے ہمراہ نکاح کرنے کی قدرت اور استطاعت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جواز نکاح امۃ کو مانع ہے کیونکہ قرآن شریف مین

نکاح امۃ کو معلق کیا ہے عدم طول حرہ کے ساتھ یعنی جب قدرت نکاح حرہ کی نہو مفلس ہو تو امتہ سے نکاح کرے پس جب طول حرہ پایا جاویگا تو شرط نکاح امۃ معدوم ہوگی اور عدم شرط حکم سے مانع ہے پس نکاح امۃ بحالت طول حرہ جائز نہین ہوگا۔

اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مطلقہ بائنہ کے واسطے نفقہ نہین مگر اُس صورت مین کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ کلام الہی نے نفقہ کو معلق بالحمل کیا ہے کما قال جل وعلا وان کن اولات حمل فانفقوا علیہن حتی یضعن حملہن۔ یعنی اگر وہ عورتین جن کو طلاق بائنہ دی گئی ہے حاملہ ہون تو انکو نفقہ دینا چاہیے جب تک کہ وضع حمل ہو (اُسکے بچہ پیدا ہو) پس حمل نہونے کی صورت مین شرط معدوم ہوگی اور عدم شرط سے حکم ثابت نہین ہوگا۔

اور علماء حنفیہ کے نزدیک جبکہ عدم شرط حکم سے مانع نہین کیونکہ وہ ساکت ہے نفی حکم اور ثبوت حکم سے پس جائز ہے کہ ثابت ہو حکم اپنی دلیل سے یعنی کسی اور نص سے پس نکاح امۃ کا صورت مذکورہ مین جائز ہوگا اور مطلقہ بائنہ کو خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو نفقہ دینا واجب ہوگا۔

اور اسی نوع کے توابع مین سے ہے کہ کسی اسم موصوف بصفت پر جو حکم مترتب ہو وہ بھی بمنزلہ تعلیق حکم کے ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسیواسطے امام ممدوح نے فرمایا ہے کہ امۃ کتابیہ یعنی اس کنیز سے جو یہودیہ یا نصرانیہ ہو نکاح درست نہین کیونکہ کلام الہی مین من فتیاتکم المومنات آیا ہے یعنی اگر حرہ عورت سے نکاح کی قدرت نہ ہو تو اُن لونڈیون سے نکاح کرو جو مومنہ ہون فتیات کو موصوف بصفت مومنات کیا پس مقید ہوگیا مومنہ کیساتھ جب وصف ایمان نہین پایا جاویگا تو لونڈی سے نکاح درست نہین ہوگا۔

فائدہ

علماء حنفیہ یہ جواب دیتے ہین کہ اس آیۃ شریفہ مین جواز نکاح امۃ مومنہ کا مذکور ہے مگر امۃ کافرہ کے جواز و عدم جواز کا ذکر نہین پس نص اس سے متعرض نہین نہ نفیاً اور نہ اثباتاً۔ اور بیان تغییر کی صورتون ہی مین سے استثنا ہے علماء حنفیہ فرماتے ہین کہ کلمہ استثنا نجیہ

مین استثنا کرنے کے بعد جو کلام باقی رہتی ہے گویا متکلم نے وہی کلام کی ہے اور شروع کلام مسکوت عنہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شروع کلام ہی تمام افراد کیواسطے ثبوت حکم کی علت ہے مگر استثنا اسکو عمل سے روکتا ہے جیسا تعلیق مین شرط کے نہ پائے جانے سے کلام پوری نہین ہوئی اسی طرح استثنا مین بوجہ چند افراد کے مستثنیٰ ہو جانے کے ان چند افراد پر حکم جاری نہین ہوگا۔

مثلاً حدیث شریف مین ہے لا تبیعوا الطعام بالطعام الا سواء بسواء کہانے کو یعنی کھانے کی چیزون کو کہانے کی چیزون کے بدلے نہ فروخت کرو مگر برابر سرابر پس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شروع کلام علی الاطلاق بیع طعام کی طعام سے حرام ہونیکی دلیل ہے مگر بوجہ استثنا مساوات کی صورت اس سے جدا ہے یعنی برابر سرابر فروخت کرنے مین حرمت نہین اس تقریر سے ایک مٹھی طعام کو دو مٹھی طعام کے ساتھ فروخت کرنا ناجائز ہوا اور علماء حنفیہ کے نزدیک ایک مٹھی طعام کی بیع دو مٹھی طعام کے ساتھ ناجائز نہین کہ وہ اس حکم مین داخل ہی نہین کیونکہ غرض اس بیع کی حرمت ثابت کرنے سے ہے جس مین تساوی اور تفاضل کسی معیار یعنی وزن یا کیل کے ساتھ پیدا ہو سکتا ہو تاکہ عاجز کی نہی لازم نہ آوے یعنی جو چیز تحت قدرت عبد نہین اسکی نہی لازم نہ آوے کہ یہ قبیح ہے پس جو چیز تحت معیار داخل نہین وہ قضیہ حدیث سے علیحدہ ہے۔

اور بیان تغییر کی صورتون مین سے ہے یہ کہ کسی شخص نے کہا لفلان علی الف ودیعۃ فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار روپیہ امانت کے طور پر ہین پہلے علی سے وجوب ثابت ہوا تھا کہ ہزار واجب الادا ہین مگر ودیعۃ کہنے سے یہ کلام متغیر ہوگئی صرف حفاظت ہوگئی۔

ایسا ہی اعطیتنی او اسلفتنی الفا فلم اقبضها بھی بیان تغییر ہے معنی اس کے یہ ہین دی تو نے مجھکو یا بطور سلم کے سپرد کے ایک ہزار روپیہ میننے ان پر قبضہ نہین کیا کیونکہ پہلی کلام سے قبضہ ثابت ہوتا تھا فلم اقبض کہکر اسکو بدلدیا۔

ایسا ہی اگر کہا لفلان علی الف زیوف فلان شخص کے میرے ذمہ ایکہزار درہم کھوٹے ہین اس مین بھی زیوف بڑھانے سے تغیر ہوگیا۔

حکم بیان تغیر کا یہ ہے کہ وہ موصولاً درست ہے مفصولا درست نہین - اسکے بعد چند مسئلے ایسے ہین کہ بعض علماء حنفیہ کے نزدیک بوجہ بیان تغیر ہونے کے بشرط وصل انکالانا درست ہے اور بوجہ بیان تبدیل ہونے کے بعض دوسرے علماء کے نزدیک موصولا بھی درست نہین بلکہ طریقے اسکے بیان تبدیل مین مذکور ہونگے۔

فصل بیان ضرورۃ - وہ ہے جو حاصل ہو بوجہ ضرورۃ اقتضاء کلام کے مثلا فرمایا اللہ تعالے نے وورثہ ابواہ فلامہ الثلث یعنی اگر کوئی شخص مرجاوے اور اس کے والدین اسکے مال کے وارث ہون تو مان کا حصہ ایک ثلث ہے یہان باپ کے حصہ صراحۃ بیان نہین مگر بوجہ ضرورۃ اقتضاء کلام معلوم ہوگیا کہ مان اور باپ وراثت مین شریک ہین مان کا حصہ ایک ثلث ملکر جو باقی رہا وہ باپ کو ملیگا ایک ثلث مال بوجہ ذوی الفروض ہونے کے اور ایک ثلث بوجہ عصبہ ہونے کے۔

اسیواسطے علماء حنفیہ نے حکم دیا ہے کہ شرکۃ مضاربۃ مین (یعنی وہ شرکت جس مین ایک شخص کا مال جس کو رب المال کہتے ہین اور دوسرے کی طرف سے محنت اور عمل جسکو مضارب کہتے ہین) جب مضارب کا حصہ نفع مین بتلادیا کہ آدھا ہے یا تہائی ہے مثلا اور رب المال کا حصہ نہین بتلایا تو بوجہ ضرورۃ اقتضاء کلام رب المال کا حصہ خود معلوم ہوجاویگا کہ مضارب کے حصے سے جو باقی نفع رہا وہ رب المال کا ہے - اسیطرح اگر رب المال کا حصہ آدھا یا زیادہ مثلا بیان کردیا تو جو باقی رہا وہ حصہ مضارب کا ہوگا - اور ایسا ہی حکم مزارعۃ کا ہے کہ کاشتکار کا جب حصہ مذکور ہوا تو جو باقی رہا وہ مالک زمین کا ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دو کیواسطے مثلا ایک ہزار درہم کی وصیت کی اور ان مین ایک کا مثلا تین سو درہم بیان کیا بلا ذکر دوسریکو سات سو لینگے۔

اور اگر کسی شخص نے کہا میری دو بیبیون مین سے ایک کو طلاق ہے معین نہین کیا پھر ایک کے ہمراہ جماع کیا تو اس سے معلوم ہوجاویگا کہ مطلقہ دوسری زوجہ ہے۔

طلاق مبہم کا حکم عتق مبہم سے جدا ہے یعنی اگر کسی شخص نے اپنی دو لونڈیون مملوکہ مین سے ایک غیر معین کو آزاد کردیا پھر ان سے ایک کے ہمراہ جماع کیا تو اس سے دوسری غیر موطوۃ

آزاد نہیں سمجھی جائے گی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کیونکہ آما یعنی لونڈیوں مملوکہ مین جماع کی حلت دو طریقہ سے ثابت ہوتی ہے پس حلت وطی کے واسطے صرف جہت ملک ہی متعین نہین ہوگی۔

فصل۔ بیان حال ۔ اس طرح پایا جاتا ہے کہ مثلاً صاحب شرع نے کسی کام یا دین لین کو اپنے سامنے ہوتے دیکھا اور اس سے نہ روکا شارع کا سکوت فرمانا بیان ہے اس امر کا کہ یہ عمل مشروع ہے۔

اور مثلاً شفیع نے یعنی جس شخص کا کسی جائداد مین حق شفعہ ہے باوجود حق شفعہ دینے کے پھر اس جائداد کو فروخت ہوتے دیکھا اور کچھ نہ کہا تو یہ خاموش رہنا بیان ہے شفیع کے رضامند ہو جانے کا۔

اسی طرح باکرہ عورت نے سنا کہ ولی یعنی باپ دادا وغیرہ کسی نے اس کا نکاح پڑہا دیا اور اسنے سنکر رد نہین کیا تو اس سے اس کی رضامندی اور اجازت ثابت ہوگی۔

اسی طرح مالک نے اپنے غلام کو بازار مین خرید و فروخت کرتے دیکھا اور خاموش رہا تو اس خاموشی سے اذن ثابت ہوگا اور وہ غلام ماذون فی التجارت کہلائیگا۔

اور مدعی علیہ نے جب مجلس قضا مین قسم سے انکار کیا تو یہ قسم سے باز رہنا گویا مال دینے پر راضی ہو جانا ہے بطور اقرار کے صاحبین کے نزدیک اور بطور بذل کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک۔

حاصل یہ کہ جہان بیان کرنے کی ضرورت ہو وہان خاموش ہو جانا بمنزلہ بیان کے ہے اسیواسطے علماء حنفیہ فرماتے ہین کہ اگر کسی عمل کے ہونے کے وقت بعض مجتہد یا اہل حل وعقد اسکا حکم دین اور دوسرے خاموش رہین تو اجماع سکوتی کہلائیگا۔

فصل۔ بیان عطف ۔ اس طرح ہے کہ مثلاً کسی کیلی یا وزنی چیز کو کسی مجمل جملہ پر عطف کرین تو یہ معطوف کیلی یا وزنی معطوف علیہ مجمل کا بیان ہو جاویگا کسینے کہا لفلان علی مائۃ ودرہم او مائۃ وقفیز حنطۃ یعنی فلان شخص کے میرے ذمہ ایک سو اور ایک درہم ہے یا سو اور ایک قفیز گیہون ہے اس کلام اور اس عطف سے معلوم ہوگا کہ تمام ایک ہی قسم ہے

سب درہم ہین یا سب قفیز گیہون کے ہین۔
اسیطرح اگر کہا میرے پاس سواور تین کپڑے ہین یا سواور تین درہم ہین یا سواور تین غلام ہین ان سب مین بیان اس بات کا ہے کہ سو جو معطوف علیہ ہے وہ معطوف کی جنس سے ہے جیسا کوئی کہے اکیس درہم۔
اور اگر کوئی کہے مائۃ وثوب یا مائۃ وشاۃ یعنی سواور ایک کپڑا سواور ایک بکری تو یہان ان مثالون مین معطوف معطوف علیہ کا بیان نہین ہوگا۔
یہ حکم بیان عطف کا خاص ہے اس چیز مین جو دین ہونے کی صلاحیت رکھے مثلاً کیلی ہو یا وزنی ہو۔
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین سب مثالونمین خواہ کیلی وزنی ہون یا نہ ہون اسیطرح معطوف معطوف علیہ کا بیان ہوگا۔

فصل بیان تبدیل

وہ نسخ ہے اور یہ شارع ہی کی طرف سے ہوسکتا ہے بندون کی جانب سے نہین ہوسکتا یہی سبب ہے کہ کل کا کل سے استثنا کرنا باطل ہے اس مین نسخ حکم ہے اور نہین جائز ہے رجوع اقرار اور طلاق وعتاق سے کیونکہ یہ رجوع حکم مین نسخ کے ہے اور نسخ کرنا بندہ کا کام نہین اور اگر کہا لفلان علی الف قرض او ثمن المبیع اور کہا وہی زیوف یعنی فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار قرض کے ہین یا کسی چیز کی قیمت ہے اور ساتھہی کہدیا یہ کھوٹے ہین صاحبین کے نزدیک اس کا نام بیان تغییر ہے اسواسطے موصولا درست ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسکو بیان تبدیل کہتے ہین پس یہ درست نہین خواہ موصولا ہی ہو۔
اور اگر کہا لفلان علی الف من ثمن جاریۃ باعنیہا ولم اقبضہا فلان شخص کے میرے ذمہ ہزار درہم ہین خاص لونڈی کی قیمت سے اور مینے اسپر قبضہ نہین کیا اور لونڈی کا نشان بھی نہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسکو بیان تبدیل کہین گے کیونکہ لزوم قیمت کا اقرار کرنا ایسا ہے جیسا ہلاک مبیع کے وقت قبضہ کا اقرار کرنا جب قبضہ کرنے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی تو بیع فسخ ہوگئی پس ثمن یعنی قیمت لازم نہین رہے گی

البحث الثانی فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دوسری بحث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بیان مین اور وہ زیادہ ہین تعداد رمل اور کنکر یون سے۔

فصل۔ اقسام حدیث مین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بمنزلہ کتاب اللہ کے ہے لزوم علم اور عمل مین کیونکہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمان برداری کی اسنے اللہ جل جلالہ کی فرمانبرداری کی پس جیسا خاص عام مشترک مجمل کتاب اللہ مین جاری ہوئے اسیطرح احادیث رسول اللہ مین جاری ہوتے ہین مگر فرق اسقدر ہے کہ حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونے مین شبہ ہے لہذا حدیث تین قسم پر ہے اول قسم حدیث وہ ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح اور بلا شبہ ثابت ہے اسکا نام حدیث متواتر ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں کچھہ شبہ ہے اسکو حدیث مشہور کہتے ہین تیسری قسم مین احتمال اور شبہ دونون ہین اسکو حدیث آحاد کہتے ہین۔

پس حدیث متواتر وہ ہے جسکو ایسے راویون کی جماعت نے نقل کیا ہو جنکا جھوٹ پر اتفاق کرنا عادۃً ناممکن ہو بوجہ انکی کثرت کے اول سے آخر اسناد تک برابر تو یہ تعریف اُس مین پائی جاوے جیساکہ قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے زمانہ تک متواتر منقول یا اعداد رکعات فرائض خمسہ یا مقادیر زکوۃ۔

مشہور حدیث وہ ہے کہ ابتدا مین اسکا سلسلہ اسناد حدیث آحاد کے مانند ہو پہر عصر ثانی تابعین یا عصر ثالث تبع تابعین مین شہرت پاگئی ہو اور اُمت محمدیہ کے علماء نے اس کو قبول کرلیا ہو وہ قرن ثانی اور ثالث مین گویا متواتر ہو جاتی ہے اور بدستور تیسرے زمانہ تک وہی شہرت اور تواتر اس مین رہا ہے مثلاً موزون پر مسح کرنیکی حدیث اور زنا کی سزا مین رجم کا ہونا یہ دونون مشہور کے درجہ مین ہین۔

حدیث متواتر سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے جس کے انکار سے کفر لازم آجاتا ہے اور حدیث مشہور سے علم طمانیت حاصل ہوتا ہے اسکا رد کرنے والا بدعتی ہے اور باتفاق علماء عمل دونوں پر کرنا لازم ہوگا۔

حدیث آحاد کی بحث خبر واحد وہ ہے جسکو ایک راوی دوسرے ایک راوی سے نقل کرے یا ایک راوی جماعت سے روایت کرے یا جماعت راویوں کی ایک راوی سے روایت کرے۔

جب کوئی حدیث حد مشہور تک نہیں پہنچیگی خواہ اُسکے راویوں کی تعداد کسیقدر ہو وہ آحاد ہے اس سے احکام شرعیہ میں عمل کرنا واجب ہے بشرطیکہ راوی اس حدیث آحاد کا مسلمان اور عادل یعنی متقی اور ضابط یعنے حافظہ میں اسکے نقصان نہ ہو اور صاحب عقل وتمیز ہو۔ مخاطب سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انہیں شرائط سے متصل ہو یا مصنفین کتب احادیث مثلاً حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلہ اسناد متصل ہو۔

راوی دو قسم ہے ایک وہ جو معروف ہو اجتہاد اور علم میں جیسے خلفاء اربعہ اور عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر زید بن ثابت معاذ بن جبل اور جو ان کے درجہ کے ہیں رضی اللہ عنہم سب سے پس جب انکی روایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحیح اسناد سے ثابت ہو انکی روایت پر عمل کرنا مقدم ہے قیاس کو انکے مقابلہ میں چھوڑ دینا چاہیے اسیواسطے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعرابی کی حدیث کو روایت کیا جس کی آنکھہ میں نقصان تھا مسئلہ قہقہہ میں اور حکم دیدیا کہ جو نمازی بالغ بحالت نماز بلند آواز سے ہنسے اور قہقہہ کرے اسکی وضو ٹوٹ جاویگی اور قیاس پر عمل نہیں کیا۔

اور امام محمد نے مسئلہ محاذاۃ میں حدیث تاخیر صف مستورات کو روایت کیا قیاس پر عمل نہیں کیا مسئلہ محاذاۃ یہ ہے کہ ایک صف میں ایک نماز کی نیت سے بالغہ عورت اور مرد بلا حائل کسی چیز کے ایک دوسرے کے پاس کھڑے ہوں اس صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جاوے گی۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنیکی حدیث روایت کرکے اس پر عمل کیا اور قیاس کو چھوڑ دیا دوسری قسم کے راوی وہ ہین جو حافظہ کے اچھے ہونے اور عادل ہونے مین تو مشہور ہوں مگر اجتہاد اور فتوی دینے کا درجہ نہ رکھتے ہوں جیسے ابی ہریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما ہین ان جیسے راویوں کی روایت صحیح ہونے پر اگر وہ قیاس کے موافق ہے تو یقیناً اسپر عمل کرنا لازم ہے اور اگر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل کرنا بہتر ہوگا مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی الوضوء مما مست النار آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضوء از سر نو کرنا چاہیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ابو ہریرہ سے کہا بھلا بتلاؤ تو اگر تم گرم پانی سے وضوء کرو تو پھر اس کے بعد اور وضوء جدید کروگے ابو ہریرہ خاموش ہوگئے اور عبد اللہ بن عباس نے اس موقعہ پر قیاس ہی کو پیش کیا کیونکہ اگر اس باب مین ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اسکو پیش کرتے۔

اسیواسطے علماء حنفیہ نے مسئلہ مصراۃ مین قیاس کے مقابلہ مین حدیث ابی ہریرہ رضی پر عمل نہین کیا۔

حدیث مصراۃ

حدیث مصراۃ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلك فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضيها امسكها وان سخطها ردها وصاعا من تمر۔ نہ روکے رکھو دودھ اونٹنی اور بکری کا (اس نیت سے کہ زیادہ دودھ فروخت کے وقت خریدار کو معلوم ہو زیادہ قیمت ملے) پس اگر کسی نے ایسی حالت میں خرید لیا تو اسکو دودھ نکالنے کے بعد اختیار ہے رضامند ہو تو رکھ لے اور اگر ناراض ہو تو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور ہمراہ دے (یہ صاع کھجور اس دودھ کے عوض ہے کہ پہلے دن نکالا تھا۔ علماء حنفیہ کہتے ہین یہ حدیث قیاس کی مخالف ہے کیونکہ بدلہ دودھ کا یا دودھ ہو یا اسکی قیمت ہو اور صاع تمر کو قیمت دودھ ٹھہرائین تو دودھ کبھی کم کبھی زیادہ ہوتا ہے ہمیشہ ایک صاع کھجور قیمت کس طرح ہوگی۔

اقول۔ یہ تقریر بعض مصنفین کی ہے ورنہ فی الواقع اس حدیث مصراۃ پر علماء حنفیہ اسواسطے

عمل نہین کیا کہ اس سے زیادہ صحیح اور معتبر حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الخراج بالضمان جب کوئی شئے کسیکی ضمانت اور ذمہ واری مین ہو اسکی آمدنی کا مالک وہی ہے لہذا جب یہ بکری یا اونٹنی مشتری کی ضمانت اور قبضہ مین آگئی تو دودھ اسیکا ہوا واللہ اعلم۔

اور بوجہ اختلاف حال راویون کے علماء حنفیہ نے خبر آحاد پر عمل کرنے کی یہ شرط کی ہے کہ وہ خبر واحد کتاب اور سنۃ مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور ظاہر کے مخالف بھی نہ ہو کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافق فاقبلوہ وما خالف فردوہ یعنی میرے بعد بہت حدیثین میری طرف سے تمہارے پاس پہنچین گی جب کوئی حدیث میری طرف سے تمہارے پاس روایت کی جاوے اسکو کتاب اللہ کے سامنے پیش کرو موافق ہو تو قبول کرو اور اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اسکو رد کردو۔

فائدہ

علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا راوی یزید بن ربیعہ مجہول ہے لہذا یہ حدیث لائق حجت نہین اور یحیٰ بن معین سے منقول ہے کہ اس حدیث کو زندیقون نے وضع کیا ہے بعض کتابون مین غلطی سے یہ لکھا گیا کہ یہ حدیث بخاری شریف مین موجود ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

مصنف اصول شاشی فرماتے ہین تحقیق اسکی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہوا کہ راویون کے تین اقسام ہین مومن مخلص جو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین رہا اور حضور کے کلام پاک کو سمجھا۔

دوم اعرابی کہ اپنے قبیلہ سے آیا اور حضور کی بعض کلام پاک کو سنا مگر اسکی حقیقت کو نہ پہنچا پھر اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ کر گیا اور ان الفاظ مین حدیث کو روایت کیا جو حضور کی زبان مبارک سے نہین نکلے تھے پس معنی بدل گئے اور وہ صحابی خیال کرتے ہین کہ معنی نہین بدلے۔

تیسری قسم وہ منافق ہے جسکا نفاق ظاہر نہیں ہوا اُس نے بغیر سنے روایت کر دیا اور افترا باندھا اُس سے اور لوگون نے سنا اور اسکو مومن مخلص سمجھا اسیطرح روایت در روایت وہ حدیث لوگون مین مشہور ہوگئی اسواسطے لازم ہوا کہ حدیث کو کتاب اللہ اور سنۃ مشہورہ پر پیش کیا جاوے۔

کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال یہ حدیث ہے من مس ذکرہ فلیتوضأ جسنے اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگایا اسپر وضو کرنا لازم ہوگیا جب ہم نے اِس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کیا تو اس آیۃ کے مخالف نکلا فیہ رجال یحبون ان یتطہروا یعنی مسجد قبا مین وہ لوگ ہین جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہین یہ اہل قبا جنکی تعریف اس آیۂ شریفہ مین ہے ڈھیلے سے پہلے استنجا کرکے پھر پانی سے استنجا کیا کرتے تھے اگر پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانا باعث وضو ٹوٹنے کا ہوتا تو اس کام یعنی عمل استنجا بالاحجار کو تنجیس کہا جاتا نہ تطہیر مطلقا۔

اسی طرح یہ حدیث ایما امرأۃ نکحت نفسہا بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل باطل باطل یعنی جس عورت نے بغیر اجازت اپنے ولی کے نکاح پڑھ ہوا لیا وہ نکاح باطل اور ناجائز ہے مخالف ہے اس آیۂ شریفہ کی فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن یعنی نہ روکو عورتون کو کہ وہ اپنے خاوندون سے اپنا نکاح پڑھوا لین اس آیۂ شریفہ سے معلوم ہوگیا کہ نکاح کا اختیار خود عورتون کو ہے۔

خبر مشہور کے مقابلہ مین خبر آحاد کے آنے کی مثال یہ ہے کہ خبر آحاد مین وارد ہوا ہے کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو اور دوسرے گواہ کے بدلہ مدعی قسم کھالے تو نصاب شہادت پورا ہو جاوے گا یہ مخالف دوسری مشہور حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر یعنی گواہ کا لانا مدعی کے ذمہ ہے اور مدعا علیہ کے ذمہ درصورت مدعی کے پاس گواہ موجود نہ ہونے کے قسم کا کھانا ہے کیونکہ اس صحیح حدیث مین جو بمنزلہ مشہور کے ہے مدعی کی جانب گواہی صرف اور مدعا علیہ کی طرف صرف قسم کا کھانا قرار دیدیا گیا ہے اسیواسطے علما حنفیہ حدیث آحاد پر اسوقت عمل نہین کرتے جبکہ وہ ظاہر کے مخالف ہو۔

منجملہ ظاہر حال کے مخالف صورتون کے نہ مشہور ہونا حدیث کا صدر اول ہین ایسے معاملہ مین بلوے عام ہو یعنی عام حالات مین اس کی ضرورت ہو جیسے نماز مین بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑہنے کی حدیث صدر اول اور ثانی مین مشہور نہین ہوئی حالانکہ ہر روز بار بار اسکے پڑہنے کی ضرورت ہوتی تھی اور ان دونون زمانہ والے اہل اسلام تقصیر عمل مین بدنام نہین ہین باوجود ضرورت اور عموم بلوے کے پہر مشہور نہ ہونا دلیل ہے عدم صحت اس حدیث کی۔

حکمیات مین مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نے خبر دی کہ اسکی عورت بوجہ رضاع طاری کے اس پر حرام ہوگئی یعنی کسی نے یہ خبر دی کہ اس عورت کو اور تجھکو صغر سنی مین فلان عورت نے دودھ پلایا ہے پس جائز ہے کہ اس خبر پر بہروسہ کرے اور اسکی بہن سے نکاح کرلے اور اگر کسی نے یہ خبر دی کہ رضاع کے سبب عقد نکاح ہی اول سے باطل تھا یہ خبر مقبول نہین ہوگی۔

اسی طرح کسینے عورت کو خبر دی کہ اسکا خاوند مر گیا یا اسکے خاوند نے اسکو طلاق دیدی ہے حالانکہ وہ غائب ہے جائز ہے کہ اعتماد کرے اسکی خبر پر اور دوسرے سے نکاح کرلے اور اگر کسی شخص پر اندہیرے مین قبلہ کا رخ مشتبہ ہو جاوے کوئی شخص مسلمان جہت قبلہ بتلاوے تو اسپر عمل کرنا واجب ہوگا کیونکہ یہ خبر ظاہر حال کے مخالف نہین۔ اور اگر کسیکو ایسا پانی ملا جس کی پاکی ناپاکی کا حال معلوم نہین کسیسے بتلادیا کہ یہ ناپاک ہے تو وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔

فصل۔ خبر واحد چار موقعون پر دلیل کے واسطے پیش ہوسکتی ہے ایک خالص حق اللہ مین جہان حق العباد نہ ہو اور نہ محل عقوبت وسزا ہو مثلاً روزہ نماز وغیرہ۔ دوم خالص حق العباد جس مین الزام محض ہو۔ سوم خالص حق العباد جس مین الزام نہ ہو۔ چہارم خالص حق العباد جس مین من وجہ الزام ہو۔ اول یعنی خالص حق اللہ مین خبر واحد مقبول ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیت ہلال رمضان مین اعرابی کی شہادت کو قبول کیا۔ دوسرے قسم یعنی خالص حق العباد لین تعداد شاہدین کہ کم سے کم دو ہون اور انکا عادل ہونا شرط ہے

اسکی نظیر اور مثال منازعات باہمی ہین ۔ تیسری قسم یعنی خالص حق العباد بلا الزام ایک کی گواہی مقبول ہوتی ہے عادل ہو یا فاسق ہو اس کی نظیر اور مثال معاملات باہمی مضاربات وغیرہ ہین ۔ چوتھی قسم حق العباد جس مین من وجہ الزام ہو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسمین یا عدد شرط ہے یا عدالت مثلاً وکیل کو وکالت سے برطرف کرنے کی خبر اور ماذون غلام کو تجارت کرنے سے روکدینا ۔

تیسری بحث اجماع مین

فصل ۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروع دین مین اس امۃ کا اجماع حجۃ ہے حجج شرعیہ سے عمل اسپر کرنا ہوگا یہ اس امۃ کے واسطے کرامت خاص ہے پہر اجماع کی چار قسمین ہین ۔ اول اجماع کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کا کسی حادثہ اور مسئلہ مین زبان سے کہکر دوم قسم اجماع کرنا صحابہ کا اس طرح کہ بعض زبان سے فتوی دین یا عمل کرین دوسرے خاموش رہین اس قول یا عمل کو رد نہ کرین تیسری قسم اجماع انکا جو صحابہ کے بعد ہین تابعین یا تبع تابعین سے ایسے مسئلہ مین جس مین سلف نے کچھہ نہین کہا چوتھی قسم اجماع کرنا سلف کے اقوال مین سے کسی قول پر ۔ قسم اول بمنزلہ آیۃ کتاب اللہ کے ہے یعنی یقینی اور قطعی ہے اور لنکے بعد کا اجماع بمنزلہ مشہور حدیث کے ہے ۔

اور متاخرین کا اجماع اقوال سلف مین سے کسی قول پر صحیح حدیث کے برابر ہے ۔

معتبر از روے دلیل شرعی کے اہل رائے اور مجتہدین کا اجماع ہے عوام اور متکلمین اور ان محدثین کے اجماع کا اعتبار نہین جنکو اصول فقہ کے سمجھنے کی بصیرۃ نہو ۔

اجماع دو قسم کا ہے اجماع مرکب اور اجماع غیر مرکب ۔ مرکب وہ ہے جس مین بہت سی رائین کسی حادثہ کے حکم مین جمع ہو جاتی ہین مگر علت حکم مین اختلاف ہو مثلاً جس شخص کو قے آجاوے اور وہ عورت کے بدن کو ہاتھ لگادے تو امام اعظم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما دونون کا اجماع ہے ایسے شخص مذکور کی وضو ٹوٹنے پر مگر وجہ ہر دو امام کی مختلف ہے امام اعظم رح کے نزدیک

بوجہ قے آنے کے وضو ٹوٹ گیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹا۔

یہ اجماع مرکب ماخذین یعنی ہر دو علۃ میں سے ایک کے فاسد ہونے سے حجۃ ہونے کے لائق نہیں رہتا یہانتک کہ اگر ثابت ہو جاوے کہ قے کا آنا ناقض وضو نہیں تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ علۃ ہی نہ رہی جس پر حکم کی بنیاد تھی۔ اور فساد علۃ طرفین میں متوہم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ مس یعنی عورت کے ہاتھ لگانے سے وضو کے نہ ٹوٹنے میں صواب پر ہون اور قے سے وضو کے ٹوٹنے کے مسئلہ میں خطا پر ہون اور ممکن ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ قے میں صواب پر ہون اور مسئلہ مس میں خطا پر ہون اس سے وجود اجماع کی بنیاد باطل پر لازم نہیں آتی۔

اور اجماع متقدم جس میں اجماع آرا ہو اور علت میں اختلاف نہ ہو اس میں احتمال فساد کا نہیں وہ یقیناً حجت ہے۔

غرض اُس اجماع کا جس میں اختلاف علۃ ہو مرتفع ہو جانا جائز ہے کیونکہ اسکی علت اور بنیاد میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

اسیواسطے جب قاضی نے کسی حادثہ میں حکم دیا پھر بعد فیصلہ گواہون کا غلام ہونا معلوم ہوا یا انہون نے گواہی سے رجوع کیا جس سے انکا جھوٹی گواہی دینا معلوم ہوا تو وہ قضا باطل ہوئی مگر اس بطلان قضا کا اثر مدعی کے حق میں ظاہر نہیں ہوگا۔

اور یہی وجہ ہے کہ مولفۃ القلوب (یعنی وہ نومسلم جو عنقریب اسلام سے مشرف ہوئے ہین) انکا حصہ آٹھون اقسام مصارف زکوۃ سے جاتا رہا کیونکہ وجہ صدقہ دینے یعنی تالیف قلوب کی ضرورت نہ رہے۔

اور ذوی القربیٰ کا حصہ بھی نہ رہا کیونکہ وجہ انکے حصہ دینے کی یہ تھی کہ وہ ضروریات اسلام مین مدد دیتے تھے اب بسبب اشاعت اسلام انکی مدد کی ضرورت نہ رہی اسیواسطے اگر

نجس کپڑے کو سرکہ سے دہویا اور نجاست دور ہوگئی تو محل نجاست کے پاک ہونیکا حکم دیدیا جاویگا کیونکہ علت منقطع ہوگئی۔
اس سے ثابت ہوگیا فرق درمیان حدث اور خبث کے کہ سرکہ سے جگہ سے نجاست کو دور کرنا ہے تو نجاست حقیقیہ دور ہوکر کپڑا پاک ہو جاوے گا اور نجاست حکمیہ غسل اور وضو کو اس سے فائدہ نہین پہنچیگا وضو اور غسل مطہر پاک کرنے والی چیز یعنی پانی ہی سے درست ہون گے۔
فصل - اس کے بعد ایک قسم اجماع ہے اسکو عدم القائل بالفصل کہتے ہین اس کی دو قسم ہین ایک ان ہین وہ ہے جس مین منشا خلاف فصلین مین ایک ہو دوم وہ ہی کہ منشا خلاف مختلف ہو اول حجۃ اور دلیل شرعی ہے دوم حجۃ نہین۔
اول کی مثال یعنی جس مین کہ علماء نے مسائل فقہیہ ایک ہی اصل اور قاعدہ پر استخراج کیے ہین یہ ہے کہ جب ہمنے ثابت کیا کہ تصرفات شرعیہ سے نہی کرنا انکے مشروع ہونیکو واجب کرتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ یوم النحر یعنی عید الضحے کے دن کے روزہ کی نذر کرنا صحیح ہوگا اور بیع فاسد سے ملک کا فائدہ ہوگا بعدم القائل بالفصل اور اگر کہا جاوے کہ تعلیق سبب ہے وقت پائے جانے شرط کے کہین گے ہم تعلیق طلاق اور عتاق ملک کیساتھ یا سبب ملک کے ساتھ صحیح ہے بعدم القائل بالفصل یعنے جس نے صحت تعلیق طلاق اور عتاق ملک کے ساتھ تسلیم کیا اسنے صحت تعلیق ان دونون کو سبب ملک کے ساتھ بھی تسلیم کیا ہے منشا خلاف دونون مسئلون مین ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ تعلیق بالشرط سبب ہے وقت وجود شرط کے۔
اور اگر ثابت کرین ہم کہ ترتب حکم کا اس اسم پر جو موصوف بصفۃ ہو نہین واجب کرتا تعلیق حکم کو اس کے ساتھ کہین گے ہم طول حرہ نہین منع کرتا جواز نکاح امۃ کو یعنی جس شخص کے پاس استطاعت آزاد عورت کے ہمراہ نکاح کرنیکی ہو اسکو امۃ کے ہمراہ نکاح کرنا ممنوع نہین اسواسطے کہ مشائخ سلف سے منقول ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے طول حرہ کے مسئلہ کو اس قاعدہ پر متفرع کیا ہے۔ اور جبکہ ثابت کیا ہمنے جواز نکاح کنیز مومنہ کا باوجود استطاعت

نکاح آزاد عورت کے اسی قاعدہ سے جواز نکاح کنیز کتابیہ یہودیہ اور نصرانیہ کا بھی ثابت ہو گیا لعدم القائل بالفصل کیونکہ جسنے کہا ہے کہ تعلیق بالشرط سے انتفا حکم کا وقت عدم شرط کے نہین ہونا اسی کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ ترتیب حکم کا اسم موصوف بصفۃ پر نہین واجب کرتا تعلیق حکم کو اسکے ساتھ۔

اسکی مثال پہلے مذکور ہو چکی۔

دوسری قسم اجماع عدم القائل بالفصل کی مثال اس طرح ہے کہ جب ہمنے کہا قے ناقض وضو ہے پس ہو گی بیع فاسد مفید ملک مشتری کی لعدم القائل بالفصل یعنی جس مجتہد نے یہ حکم دیا کہ قے ناقض وضو ہے اسی نے یہ حکم دیا کہ بیع فاسد سے ملک مشتری کی ثابت ہو جاتی ہے یہاں منشا اخلاف واحد نہین بلکہ مختلف ہے یا بجائے بیع فاسد کے حکم کے یہ کہین کہ قتل عمد کا بدلہ قصاص ہے۔

اور اگر یہ کہین کہ قے ناقض وضو ہے پس عورت کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹیگا کہ دونون مسئلہ ایک مجتہد کے ہین۔ اس مین صحت فرع اگرچہ صحت اصل پر دلالت کرتی ہے لیکن دوسری اصل کی صحت اس سے ثابت نہین ہوتی تاکہ اور مسئلہ اسپر متفرع ہو۔

فصل - مجتہد پر واجب ہے کہ جو حادثہ پیش آوے اس مین اول کتاب اللہ سے حکم طلب کرے پھر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلاش کرے خواہ عبارۃ النص سے ثابت ہو یا دلالۃ النص یا اشارۃ النص یا اقتضاء النص سے ثابت ہو کیونکہ جب تک نص پر عمل کرنا ممکن ہو رائے اور قیاس پر عمل کرنا درست نہین مثلاً کسی شخص پر قبلہ کا رخ مشتبہ ہو گیا اگر کسی نے بتلا دیا تو اسکو تحری اور اٹکل سے استقبال قبلہ اختیار کرنا درست نہین ہوگا۔ اور اگر اسنے پانی دیکھا اور عادل شخص نے کہدیا یہ نجس ہے تو اس پانی سے وضو کرنا درست نہین بلکہ تیمم کرنا چاہیئے۔ اور اس اعتبار سے کہ عمل کرنا قیاس اور رائے پر نص پر عمل کرنے سے کم درجہ پر ہے علما حنفیہ نے کہا ہے کہ شبہ محل مین زیادہ قوی ہے ظن مین شبہ کرنے سے یہان تک کہ ساقط ہو جاتا ہے اعتبار ظن عبد کا فصل اول مین مثلاً کسی شخص نے اپنے پسر کی کنیز سے جماع کیا اسپر حد زنا نہین آوے گی خواہ وہ اسکو اپنے گمان مین

اپنے اوپر حرام جانتا ہو کیونکہ شبہ محل مین زیادہ قوی ہے شبہ فی الظن سے۔
اور ثابت ہو جاویگا نسب اولاد کا اس کنیز سے اسواسطے کہ شبہ ملک کا اسکو ثابت ہو گیا نص شرعی سے پسر کے مال مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انت ومالک لابیک تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملک مین ہے بس ساقط ہو گیا اعتبار اسکے گمان اور ظن کا حل و حرمت مین اور اگر پسر نے باپ کی کنیز سے جماع کیا اور وہ اسکو اپنے اوپر حرام جانتا تھا تو اس کا گمان حل و حرمت معتبر ہو گا اور اس کے اقرار حرمت پر حد لازم آجاویگی اور اگر کہا مین گمان کرتا تھا یہ میرے اوپر حلال ہے تو حد واجب نہین ہو گی کیونکہ شبہ ملک کا باپ کے مال مین اس کو نص سے ثابت نہین ہوا اس کی رائے کا اعتبار رہا اور اولاد کا نسب ثابت نہین ہو گا خواہ وہ دعوی ہی کرے۔
مجتہد کے نزدیک جب دو دلیلین متعارض ہون اگر تعارض دو آیتون مین ہو تو سنت کیطرف رجوع کرے اور اگر تعارض دو حدیثون مین ہو تو آثار صحابہ کی طرف رجوع کرے اور اگر دو اثرون مین تعارض ہو تو قیاس کی طرف رجوع کرے اور جب دو قیاسون مین تعارض واقع ہو کسی مجتہد کے نزدیک تو تحری اور اٹکل سے کام لیکر دونون مین سے ایک پر عمل کرے کیونکہ قیاس کم درجہ پر کوئی دلیل شرعی نہین جسکی طرف رجوع کر سکین۔
اسیوجہ سے علماء حنفیہ نے فرمایا ہے کہ جب مسافر کے پاس دو برتن پانی کے ہون ایک مین پاک پانی دوسرے مین ناپاک اور معلوم نہ ہو کون پاک ہے ان دونون مین اٹکل نکرے بلکہ تیمم کرے اور اگر اسکے پاس دو کپڑے ہون پاک اور ناپاک اور معلوم نہ ہو کون ساپاک ہے دونون مین اٹکل کرے اور قیاس سے جو پاک معلوم ہو اس سے نماز پڑھے کیونکہ پانی کا بدل مٹی ہے تیمم کر سکتا ہے اور کپڑے کا کچھہ بدل نہین جسکو اختیار کرے اس سے ثابت ہوا کہ رائے پر عمل کرنا اسیوقت ہے کہ کوئی اور دلیل اسکے سوا نہ پائی جاتی ہو۔ پھر جب کسی شخص نے تحری اور اٹکل سے دو چیزون مین سے ایک کو اختیار کر لیا اور عمل کرکے موکد بنا دیا تو یہ صرف تحری سے نہین لوٹے گا۔ مثلا دو کپڑون مین تحری کرکے نماز ظہر ایک سے پڑھی پھر عصر کیوقت دوسرا کپڑا اسکے قیاس مین پاک ثابت ہوا اسکو اب یہ جائز نہین کہ دوسرے کپڑے سے

نماز پڑھے کیونکہ پہلا کپڑا عمل کر لینے سے موکد طور پر پاک ثابت ہو گیا اب صرف تحری اور اٹکل سے اس کے خلاف نہین ہو گا - ہان اگر قبلہ کی جہت مین تحری کی پھر اس کی رائے بدل گئی اور دوسری جہت تحری واقع ہوئی تو دوسری طرف ہی متوجہ ہو جاوے کیونکہ قبلہ کی جہت مین انتقال ممکن ہے حکم تحری بدل سکتا ہے جیسے کوئی نص منسوخ ہو جاوے اسی کے موافق جامع کبیر کے مسائل مین عید کی تکبیرات کے مسئلہ مین مثلاً امام نے عید کی نماز شروع کی اور اسوقت سے نزدیک موافق روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما تکبیرات ادا کرنے کا ارادہ ہے پھر اسکی رائے بدل گئی اور روایت عبد اللہ بن مسعود کے موافق چار چار تکبیرات ہی کا ارادہ قوی ہو گیا یہ روایت راجح معلوم ہوئی تو یہ درست ہے کیونکہ تکبیر مین تبدیلی ممکن ہے -

چوتھی بحث قیاس کے بیان مین

فصل - قیاس حجج شرعیہ یعنی دلائل اربعہ شرعیہ مین سے ایک دلیل ہے اگر کسی حادثہ مین اس سے زیادہ قوی دلیل نہ پائی جاوے تو اسپر عمل کرنا واجب ہے قیاس کی دلیل شرعی ہونے مین احادیث و آثار وارد ہوئے ہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اسوقت فرمایا جبکہ انکو یمن کی طرف بھیجا بم تقضی یا معاذ لے معاذ کس دلیل سے تم احکام شرعی بیان کرو گے اور فتوی دو گے عرض کیا اول کتاب اللہ سے فرمایا اگر تمکو کتاب اللہ مین نہ ملے عرض کیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حضور نے فرمایا اگر حدیث رسول اللہ مین نہ ملے عرض کیا مین رائے سے اجتہاد کرونگا یہ سنکر پسند فرمایا حضور نے اور فرمایا الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یا یحب و یرضی خدا کا شکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اسنے اس بات کی توفیق دی جس سے وہ خوش ہوا اور جسکو پسند کرتا ہے -

اور موقع حج وداع پر روایت کیا گیا ہے کہ ایک عورت خشعمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کیخدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا میرا باپ بہت بوڑھا ہے حج اسپر فرض ہے اور اونٹ پر اس سے بیٹھا نہین جاتا کیا یہ کافی ہے کہ مین اس کی طرف سے حج کرلون حضور نے فرمایا بتلا تو سہی اگر تیرے باپ کے ذمہ فرض ہوتا تو تو اسکو ادا کرتی وہ کافی ہوتا عرض کیا بلاشبہ ادا کرتی اور وہ کافی ہوتا حضور نے فرمایا پس اللہ کا دین یعنی حج کو اس کی طرف سے ادا کرنا زیادہ ضروری اور بہتر ہے۔

ملاویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کو شیخ فانی کے حق مین حقوق مالیہ کے ساتھ اور اشارہ فرمایا علۃ موثرہ کی طرف جس سے جواز ثابت ہوا اور وہ علۃ موثرہ قضا ہی اسیکا نام قیاس ہے روایت کیا ابن صباغ نے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے معزز شاگردون مین سے ہین اپنی کتاب شامل مین بروایت قیس بن طلق بن علی کہ آیا ایک شخص حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بدوی معلوم ہوتا تھا عرض کیا یا نبی اللہ کیا فرماتے ہین اس مین کہ اگر کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد اپنے پیشاب گاہ کو ہاتھ لگادیا یعنی کیا اسکا وضو ٹوٹ جاوے گا حضور نے فرمایا پیشاب گاہ بھی تو بدن کا ایک ٹکڑا ہے یعنی وضو نہین ٹوٹیگا یہ حضور کا گویا قیاس ہے (حضور نے اس عضو کو دوسرے اعضا پر قیاس فرمایا کہ جیسے اور اعضا کے ہاتھ لگانے سے وضو نہین ٹوٹتا اسی طرح اس کے ہاتھ لگانے سے وضو نہین ٹوٹے گا۔) اور کسینے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اسکا مہر معین نہین کیا اور خلوت سے پہلے خاوند مرگیا کیا مہر پورا آویگا یا آدھا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مہینے تک خاموش رہے پھر فرمایا اس مین مین اپنی رائے سے اجتہاد کرون گا اگر صواب اور درست ہوا تو منجانب اللہ ہے اور اگر خطا ہوا تو عبداللہ بن مسعود کی طرف سے ہے یہ کہکر فرمایا اس کو مہر مثل ملے گا کمی اور نقصان نہین ہوگا۔

فصل - قیاس کے صحیح ہونے کی پانچ شرطین ہین اول یہ کہ نص کے مقابلہ مین نہ ہو دوم یہ کہ نص کے احکام مین سے کسی حکم مین تغیر اس کے سبب لازم نہ آوے سوم یہ کہ جو علت ایک مسئلہ سے دوسرے مسئلہ مین جاری کیجاوے وہ ایسی نہ ہو کہ

عقل اسکو ادراک نہ کرسکے چوتھے یہ کہ حکم شرعی کے واسطے علت پیدا کی جاوے امر لغوی کے واسطے نہ بنائی جاوے کیونکہ قیاس سے حکم شرعی معلوم ہوتا ہے نہ حکم لغوی پانچوین یہ کہ فرع منصوص علیہ نہ ہو کیونکہ جب پہلے سے نص موجود ہے تو اب قیاس کی کیا ضرورت ہے۔

نص کے مقابلہ مین قیاس کرنے کی مثال یہ حکایت ہے کہ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے نماز مین قہقہہ کرنے سے سوال کیا کہ اس سے وضو ٹوٹ جاوے گا یا نہین فرمایا ٹوٹ جاویگا سائل نے اعتراض کیا یعنی قیاس کو پیش کیا کہ اگر کسی شخص نے نماز مین پاکدامن عورت کو تہمت لگائی گالی دی اس سے تو وضو نہین ٹوٹتا باوجودیکہ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا سخت گناہ ہے پھر نماز مین قہقہہ لگانے سے کیون وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ اُس سے کم درجہ کا گناہ ہے۔

سائل کا یہ قیاس نص کے مقابلہ ہونے کے سبب غیر معتبر ہے کیونکہ حدیث مین وارد ہے کہ ایک اعرابی جسکی آنکھ مین کچھ خرابی تھی آیا اور ایک گڑھے مین گر گیا اسے دیکھکر بعض صحابہ نماز یا جماعت مین بلند آواز سے ہنس پڑے قہقہہ لگایا حضور نے فرمایا جس نے تم مین قہقہہ لگایا وہ نماز اور وضو دونون لوٹا وے لہذا نماز مین قہقہہ لگانا جیسے بوجہ اس حدیث کے بالغ مصلی کا وضو ٹوٹ جاوے گا اسپر دوسرے مسئلہ کا قیاس نہین ہوسکتا۔ ایسا ہی جبکہ ہمنے مثلاً فتوے دیا کہ عورت کا حج محرم کے ہمراہ درست ہی اس پر اگر کوئی قیاس کرے کہ معتبر عورت کے ہمراہ درست ہو جانا چاہئیے تو یہ قیاس نص کے مقابلہ مین ہے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حلال ہے اس عورت کو جسکا ایمان اللہ اور دن آخرت پر ہے کہ بغیر اپنے باپ اور خاوند اور ذو رحم محرم کے تین دن رات سے زیادہ کا سفر کرے۔

دوسری شرط کی مثال یعنی جس مین نص کے احکام مین سے کسی حکم مین تغیر آتا ہو یہ ہے کہ وضو کو تیمم پر قیاس کرکے کہا جائے کہ جیسے تیمم مین نیت شرط ہے اسیطرح وضو مین بھی شرط ہے اور یہ قیاس درست نہین کیونکہ اس مین آیۃ وضو، فاغسلوا وجوھکم الخ کو مطلق سے

مقید کرنا پڑتا ہے کہ فاغسلوا مطلق ہے نیت کی شرط اس میں نہیں اور مقید و مشروط بشرط نیت کرنے سے نص کے حکم میں تغییر لازم آتا ہے ہاں وضوء میں نیت سنت مؤکدہ ہے اسی طرح آیۃ طواف ولیطوفوا بالبیت العتیق (چاہیئے کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں) ہیں اس حکم طواف کو نماز پر قیاس کر کے طہارۃ یعنی وضوء اور ستر عورت کو اس میں شرط قرار دینا نص طواف کو جو مطلق ہے مقید کر دینا ہے اور یہ درست نہیں تیسری شرط کی مثال یعنی جس میں علۃ حکم ادراک نہ ہو سکے یہ ہے کہ نبیذ تمر یعنی چھواروں کو بھگو کر اسکے نچوڑے ہوئے پانی سے وضوء حدیث سے ثابت ہے مگر قیاس کے خلاف ہے عقل اسکی علۃ کو ادراک نہیں کر سکتی کیونکہ نبیذ تمر پانی نہیں رہتا اب نبیذ تمر جو خلاف قیاس بوجہ منصوص ہونے کے ثابت ہے اور نبیذوں یعنی اس قسم کی دیگر اشیا کے نچوڑنے سے وضوء کو جائز کر لینا درست نہیں ہوگا۔ اسیطرح اگر بحالت نماز کسی شخص کا سر زخمی ہو گیا خون نکلا وضوء ٹوٹ گئی یا بحالت نماز نیند کا غلبہ ہو کر احتلام ہو گیا محتلم غسل اور وضوء کر کے اور جسکا سر زخمی ہوا وہ وضوء کر کے پہلی ہی نماز پر بنا کرنا چاہیں اور قیاس کریں کہ جس طرح سبقت حدث سے یعنی اخراج ریح سے وضوء ٹوٹنے پر پھر وضوء کر کے وہیں سے بنا کرنا اور جس رکن سے نماز چھوٹی ہے اُسی رکن سے شروع کر دینا درست تھا اسیطرح یہاں دونوں مسئلوں میں درست ہے تو بوجہ علت حکم اصل ادراک نہ ہونیکے یہ قیاس درست نہیں حکم ایسی اصل کا فرع میں متعدی نہیں ہوگا۔

اسی شرط قیاس کے خلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے کہا ہے کہ جب دو نجس پانی کے قلتین جمع ہونگے پاک ہو جائینگے اور جب جدا جدا ہونگے تو بدستور پاک رہینگے اسے قیاس کہا ہے اس مسئلہ پر جبکہ قلتین میں نجاست گرے تو وہ ناپاک نہیں ہوتے مگر قیاس درست نہیں کیونکہ اول تو اصل میں حکم کے ثابت ہونے میں تامل ہے کیونکہ ابوداؤد نے حدیث قلتین کی تضعیف کی ہے اور اگر حدیث قلتین قوی بھی ہو تو جو حکم اصل میں ہے کہ نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہ ہو غیر معقول المعنی ہے عقل میں نہیں آتا اس قدر تھوڑا پانی نجاست گرنے سے ناپاک ہونے سے کسطرح بچ سکتا ہے لہذا یہ حکم اصل فرع میں متعدی نہیں ہوگا۔

قیاس کے صحیح ہونے کی چوتھی شرط یعنی جس میں علت کسی امر شرعی کی ہو امر لغوی کی نہ ہو مثلاً کہتے ہیں المطبوخ المنصف خمر (انگور کا شیرہ پکایا ہوا جب نصف رہ جاوے تو وہ خمر شراب ہے) کیونکہ

خمر کو خمر اسیواسطے کہتے ہین کہ وہ عقل کو چھپاتی ہی عقل پر پردہ ڈالکر بے عقل بنا دیتی ہی تو اسکے سوا جب دوسری چیز بھی ایسی ہی ہوگی کہ عقل کو چھپاے تو اسکو بھی خمر شراب کہین گے یہ قیاس درست نہین اسکا تعلق لغت سے ہے امر شرعی سے نہین - یا مثلا سارق یعنی چور کو سارق اسواسطے کہتے ہین کہ اسنے دوسرے کا مال خفیہ پوشیدہ کیا تو چاہیئے کہ نباش یعنی کفن چور کو بھی بوجہ مال پوشیدہ لینے کے سارق کہین اور اسپر سرقہ کی حد جاری کیجاوے حالانکہ کفن چور پر حد نہین تو یہ قیاس بھی فاسد ہی لغت کے متعلق ہی امر شرعی سے واسطہ نہین ہمارے مقابل شافعیہ بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ لغت مین کفن چور کا نام سارق نہین نباش ہے -

قیاس فی اللغۃ کے باطل ہونیکی دلیل یہ ہی کہ عرب سیاہ گھوڑے کو ادہم کہتے ہین بسبب اُسکی سیاہی کے اور سرخ کو کمیت کہتے ہین بوجہ اسکے سرخ ہونیکے حالانکہ ادہم زنگی کو جسکا رنگ سیاہ ہی اور سرخ کپڑے کو کمیت نہین کہتے اگر اسامی لغویہ مین قیاس جاری ہوتا تو یہ بولنا درست ہوتا کیونکہ علت موجود ہے اور دوسری دلیل اس قیاس کے باطل ہونیکی کہ قیاس فی اللغۃ کے جاری ہونے سے اسباب شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہی اسباب اسباب نہین رہتے مثلا شرع شریف نے سرقہ کو احکام شرعیہ مین سے ایک نوع کا سبب بنایا ہے - پھر جب ہم اس حکم یعنی حد سرقہ کو ایسی چیز سے متعلق کردین جو سرقہ سے عام ہے یعنی دوسرے کا مال پوشیدہ طور پر لینا تو اس سے ظاہر ہو جاویگا کہ سبب فی الواقع سرقہ کے سوا اور مضمون ہی اسیطرح خمر شراب کا پینا احکام سے ایک حکم یعنی حد خمر کا سبب ہے پھر جب اس حکم حد خمر کا تعلق ایسی چیز سے کردیا جو شراب سے عام ہی تو معلوم ہوگیا کہ یہ حکم حد خمر تعلق خمر ہی کے ساتھ نہین غیر خمر کے ساتھ ہے -

پانچوین شرط قیاس کے صحیح ہونیکی یہ ہی کہ فرع منصوص علیہ نہ ہو جیسا کہتے ہین کفارہ قسم اور کفارہ ظہار مین کافر غلام آزاد کفارہ قتل پر قیاس کرنیکے سبب جائز نہین یعنی جب کفارہ قتل مین مومن غلام کا آزاد کرنا شرط ہی تو کفارہ قسم اور کفارہ ظہار مین بھی مومن غلام کا آزاد کرنا لازم ہوگا یہ قیاس اسواسطے غلط ہے کہ فرع یعنی کفارہ یمین اور کفارہ ظہار منصوص ہی کلام الٰہی الی دونوںمین بطور مطلق ذکر ہی انکو مقید کرنا قیاس سے درست نہین ہوگا -

اسیطرح یہ کہنا کہ کفارہ ظہار مین مظاہر پر جو دو مہینے کے روزہ ہے پے در پے مین اگر اثنا دو ماہ روزونکی جماع

کریگا تو ازسرنو کفارہ ظہار لازم ہوگا اسی پر بعض علما نے مظاہر کے کفارہ طعام کو قیاس
کیا ہی کہ اگر بابین اطعام ساٹھہ مسکینون کے اگر مظاہر جماع کریگا تو اسپر ازسرنو کفارہ ظہار لازم آویگا
تو قیاس صحیح نہین کیونکہ فرع یعنی ساٹھہ مسکینون کا کھلانا منصوص مطلق ہی قیاس سے مقید نہین ہو سکتا
اور بعض علما محصر کو یعنی جو حاجی روکا گیا ہو متمتع پر قیاس کرکے فرماتے ہین متمتع وہ ہی جسنے حج اور عمرہ
دونون کا احرام باندھا ہو مگر میقات سے اکٹھا احرام نہ باندھا ہو اگر متمتع قربانی نہ پاوے ایام حج
مین تین روزے حج سے اول اور سات روزے بعد حج کے رکھہ لے اور حلال ہو جاوے محصر کا اسپر
قیاس نہین ہو سکتا کہ منصوص اور مطلق ہی کہ حلال نہ ہو اور سر نہ منڈاوے جب تک کہ قربانی اپنی جگہ
پر نہ پہنچے - اور یہ قیاس کرنا کہ قضا روزون رمضان کی طرح متمتع ایام تشریق مین روزہ نہ رکھے
تو اسکے بعد رکھہ لے اسواسطے درست نہین کہ فرع یعنی متمتع کے روزون کی نسبت منصوص اور
مطلق ہی کہ جب وقت معین نہ رکھے تو پھر دم ہی دینا آویگا قضا روزون سے نہین آویگی -

فصل - قیاس شرعی عبارت ہی ترتیب حکم سے غیر منصوص علیہ مین باعتبار ان معنی کے جو منصوص علیہ
مین اس حکم کی علت ہے اور کسی معنی کا علت ہونا کتاب اللہ سے معلوم ہوگا یا سنت سے یا اجماع سے یا اجتہاد و استنباط سے
مثلا کتاب اللہ مین کثرت طواف (یعنے زیادہ آمد و رفت) کو گھر مین آنیکی اجازت لینے کے موقع پر سقوط
حرج کی علت بتلایا ہی (یعنی بچے اور غلام بوجہ ضرورت کاروبار کثرت سے گھر مین آتے جاتے ہین) انکو آنیکے وقت
اجازت لینے کی ضرورت نہین قال اللہ تعالی لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدھن طوافون علیکم بعضکم علی بعض
اور اسی کثرت طواف آمد و رفت کی علة اور وجہ سے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بلی کے جھوٹے
کئے ہوئے کھانے پانی کو نجس قرار نہین دیا فرمایا بلی نجس نہین کیونکہ بلیان اور بلے کثرت سے تمہارے
گھرون مین آتے جاتے ہین اسپر علماء حنفیہ نے قیاس کرکے چوہے سانپ گھر مین رہنے والے جانورون کے
جھوٹا کیے ہوئے پانی کو نجس قرار نہین دیا - اسیطرح فرمایا اللہ کریم نے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر تمہارے
ساتھہ آسانی کا ارادہ کرتا ہی مشکل مین ڈالنے کا ارادہ نہین کرتا بیان فرمادیا شرع شریف نے کہ بیمار اور مسافر
کیواسطے افطار اسیواسطے ہی کہ انکو آسانی ہو تاکہ وہ موقع پائین اور معلوم کرین کہ وظیفہ وقتی پر عمل کرنا یعنی روزہ
رکھنا بہتر ہی یا دوسرے وقت قضا کرنا مناسب سمجھتا ہی یہی وجہ ہی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا ہی کہ اگر
مسافر رمضان المبارک مین رمضان کے روزون کے سوا کسی اور واجب کی نیت کرے تو وہ روزہ

دوسرے واجب کا رکھنا درست ہوگا کیونکہ جب مسافر کیواسطے اسکی مصلحت بدنی کیواسطے اجازت افطار ہوگئی پس مصلحت دینی کیواسطے اجازت ملنا بدرجہ اولی بہتر ہوگا مصلحت دینی یہی کہ ایک واجب اسکے ذمہ سے ادا ہوجائیگا

وہ علۃ قیاس جو حدیث سے معلوم ہوئی ہو اسکی مثال یہہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے وضو اُس شخص پر جو قیام کی حالت مین سوگیا ہو یا بیٹھا ہوا یا رکوع اور سجدہ مین سوگیا ہو۔ وضو اس پر ہے جو اپنے پہلو پر لیٹ کر سوگیا ہو فانہ اذا نام مضطجعًا استرخت مفاصلہ کیونکہ جب (کوئی شخص) پہلو پر لیٹکر سوجاتا ہے تو اسکے جوڑ ڈھیلے ہوجاتے ہین۔ اس حدیث مین حضور شارع علیہ السلام نے استرخاء مفاصل کو وضو کے ٹوٹنے کا سبب بتلادیا پس یہی علۃ اور سبب ہے یہی حکم نقض وضو کا دیا جائیگا اگر کوئی شخص بحالت نماز سہارا لگاکر سوجائے یا کسی شئ پر تکیہ لگائے اگر وہ چیز ہٹائی جائے تو گرپڑے۔ اسیطرح یہ حکم متعدی ہوگا نمازی کے بیہوش ہوجانے یا نشہ مین بیخبر ہوجانیکی صورت مین۔ اسیطرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک صحابیہ مستحاضہ کو یہ حکم دینا کہ تو وضو کر اور نماز پڑھ اگرچہ خون بوریئے پر گرے کیونکہ وہ خون رگ کا ہے جو بہ نکلا ہے غرض اس مین حضور نے انفجار دم رگ سے خون کے جاری ہوجانیکو علۃ وضو جدید کرنیکی قرار دی تو یہی حکم بسبب اسی علۃ کے فصد سے خون کے نکلنے اور پچھنون کے لگنے سے خون کے نکلنے مین جاری ہوگا۔

مثال اُس علۃ کی جو اجماع سے معلوم ہو وہ ہے جو علماء حنفیہ نے فرمایا نابالغ ہونا حق نابالغ مین ولایت پدر کی دلیل ہے پس ثابت ہوگا یہی حکم حق نابالغہ مین بوجہ پائے جانے علۃ کے اور بالغ ہونا عقل کیساتھ پسر کے حق مین ولایت پدر کے زائل ہونیکی علت ہے پس متعدی ہوگا یہی حکم دختر مین اسی علۃ کے پائے جانے سے۔

اور خون کا بہنا علۃ ہے وضو کے ٹوٹ جانے کی مستحاضہ کے حق مین پس یہی حکم انتقاض وضو اسی علۃ سے دوسرے مواقع مین جاری ہوگا۔

اسکے بعد ہم کہتے ہین قیاس دو قسم ہے ایک اُن دونون مین وہ ہے کہ حکم معدی اس حکم کی نوع سے ہے جو اصل مین ثابت ہے یعنی حکم اصل اور فرع ایک قسم کا ہو۔ دوسری قسم یہ ہے کہ حکم فرع حکم اصل کی جنس سے ہو۔

اتحاد فی النوع کی مثال یہ ہے کہ جیسے علماء حنفیہ نے کہا ہی کہ عدم بلوغ حق فرزند مین نکاح کر دینے کی علت ہے

اسی علت سے دختر کے حق مین نکاح کردینے کی ولایت ثابت ہوگی اور اسی سبب سے ثیب صغیرہ بوجہ صغر کے ولایت النکاح ثابت ہوگی اسیطرح علمار حنفیہ نے فرمایا بار بار آنا جانا علت ہے دور ہونے نجاست پس ماندہ بلی کی اور اس سے بھی حکم متعدی ہوگا گھر کے دیگر رہنے والے جانورون مین فرزند کا بالغ عاقل ہونا علت ہے زوال ولایت نکاح کردینے کی اور اسی سے دختر کی ولایت بھی باقی نہیں رہے گی جنس مین اتحاد کی مثال وہ ہے جو کہتے ہین کثرت طواف کثرت سے آنا جانا اذن لینے کے حرج کے دور ہونے کی علت ہے غلامون کے حق مین اسی علت سے نجاست بلی کے جھوٹے کا حرج ساقط ہوگا کیونکہ یہ حرج پہلے حرج کی جنس سے ہے اسکی نوع سے نہین۔

اسیطرح جب نابالغ ہونا علت تصرف ولایت پدر کی ہے پسر کے مال مین تو ثابت ہوئی ولایت تصرف کی نفس پسر مین اور بلا شبہ جب دختر کا بالغہ عاقلہ ہونا حق مال مین زوال ولایت پدر کی علت ہے تو اسکی ولایت نفس پسر مین بھی نہ رہے گی۔

اس قسم کے قیاس مین یعنی جس مین اتحاد جنس ہو تجنیس علت کی ضرورت ہے یعنی علت جنس عام شامل ہو منصوص اور غیر منصوص کو مثلاً ہم کہتے ہین باپ کی ولایت دختر صغیرہ کے مال مین اسواسطے ثابت ہے کہ وہ عاجز ہے خود تصرف کرنے سے پس شرع نے باپ کی ولایت کو ثابت کردیا تاکہ جو مصلحتین صغیرہ کے مال کے متعلق ہین وہ ہاتھ سے نہ جاتی رہین وہ خود تصرف کرنے سے عاجز ہے لہذا باپ کی ولایت اسپر واجب ہوئی تجنیس علت کی نظائر اسی قسم کے ہین۔

قسم اول قیاس کا حکم یہ ہے کہ اگر ما بین اصل و فرع کسی اور علت کے سبب فرق پایا جاوے تو وہ باطل نہین ہوگا کیونکہ جب اصل کا فرع کے ہمراہ علت مین اتحاد ہوگیا تو حکم مین بھی اتحاد رہیگا خواہ اس علت کے سوا دوسری علت مین افتراق ہوجاوے۔

دوسری قسم قیاس کا حکم یہ ہے کہ وہ بسبب ممانعت تجنیس اور فرق خاص کے مابین اصل اور فرع کے پیدا ہوجانیکے باطل ہوجاویگا مثلاً یہ کہین کہ صغر سنی کی مال کے اندر تصرف اور ولایت کی تاثیر زیادہ ہے نفس کے اندر ولایت تصرف سے کیونکہ مال مین تصرف کی ضرورت اکثر اوقات پیش آتی ہے نفس مین اسقدر پیش نہین آتی۔

اور بیان قسم ثالث قیاس کا یعنے وہ قیاس جس مین علت رائی اور اجتہاد سے پیدا ہو ظاہر ہے

تحقیق اسکی اس طرح ہے کہ جب پایا ہمنے ایسا وصف جو مناسب ہے حکم کے اور وہ وصف اس حالت مین ہی کہ واجب کرتا ہی ثبوت حکم کو اور اسکا مقتضی ہی اور موقع اجماع پر حکم اسکے ساتھ مقترن ہوا ہے حکم اسی کیطرف منسوب ہوگا یو جہ مناسبت مابین وصف اور حکم کے یا بوجہ مناسبت مقیس اور مقیس علیہ کے نہ بوجہ شہادۃ شرع کے کہ شرع مین اس وصف کے علت ہونیکی تصریح نہین نظیر اسکی یون ہی کہ ہمنے کسی شخص کو دیکھا کہ اسنے فقیر کو درہم دیا اس دینے سے ظن غالب ہو گیا کہ فقیر کی ضرورت دور کرنیکیواسطے اور حصول ثواب کی نیت سے دیا ہی۔

جب یہ نظیر معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہین کہ جب ہمنے کسی وصف کو حکم کے مناسب دیکھا اور موقع اجماع پر حکم اس وصف کے ہمراہ مقترن ہوا ہی تو حکم کو اس وصف کی طرف منسوب کریگا ظن غالب ہو جاویگا اور غلبہ ظن شرع شریف مین عمل کو واجب کرتا ہے جبکہ اسکے اوپر اس سے قوی دلیل نہ پائی جاوے مثلاً جب مسافر کے غالب گمان مین پانی اسکے نزدیک موجود ہو تو اسکو تیمم کرنا جائز نہین اسیکے مانند اور مسائل تحری کے ہین یعنی وہ مسئلے جن مین شرع شریف سے اٹکل کرنے اور غالب ظن پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

حکم اس قیاس کا یہ ہی کہ باطل ہو جاتا ہی بسبب فرق پائے جانے کے درمیان اصل اور فرع کے وصف مناسب مین کیونکہ وقت پائے جانے فرق کے پایا جائیگا وصف مناسب پہلے وصف سے جدا صورۃ حکم مین پس نہین باقی رہیگا گمان حکم کے اس کی طرف منسوب ہونے مین لہذا حکم ہی ثابت نہ ہوگا کیونکہ ثبوت حکم کی بنیاد گمان پر تھی اور مابین اصل و فرع فرق ہونے کے سبب وہ ظن نہ رہا۔ پس عمل قسم اول قیاس پر ایسا ہے جیسے کہ گواہ کا تزکیہ اور اسکا عادل ہونا ثابت کرکے پھر اس کی شہادت پر حکم لگائین۔ اور قسم دوم قیاس پر ایسا ہے جیسیکہ تزکیہ سے پہلے ظہور عدالت کے وقت اسکی گواہی پر حکم لگائین۔ اور تیسری قسم قیاس ایسی ہے جیسیکہ کسی مستور الحال گواہ کی گواہی پر حکم دین۔

وصل ۔ قیاس پر آٹھ سوال متوجہ ہوتے ہین۔ ممانعۃ[1]۔ قول بموجب العلۃ[2]۔ قلب[3]۔ عکس۔ فساد[4] وضع۔ فرق نقض۔ معارضہ۔ ممانعت دو قسم ہے ایک ان مین وصف کو منع کرنا یعنی یہ کہنا کہ ہم نہین تسلیم کرتے کہ یہ وصف اصل فرع مین بھی موجود ہے۔ دوم حکم کو منع یعنی یہ

تسلیم نہ کرنا کہ اس وصف کے مابین اصل و فرع پائے جانے سے یہ حکم نکلتا ہی مثلاً بعض علما کہتے ہین
کہ صدقہ فطر کا بسبب یوم الفطر پائے جانے کے واجب ہوتا ہی تو اگر مکلف یوم الفطر کی رات مین
فوت ہو گیا تو صدقہ فطر اس سے ساقط نہین ہوگا ہم اس قیاس پر ممانعت وارد کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ یوم فطر کے سبب صدقہ فطر کے وجوب کو ہم تسلیم نہین کرتے بلکہ ہمارے نزدیک صدقہ فطر کے
وجوب کا سبب مکلف کی اولاد صغار اور غلام ہین جنکا خرچ اسکے ذمہ واجب ہے (کما فی الحدیث) اور ایسا ہی
جب یہ کہا جاتا ہی کہ مقدار زکوٰۃ کی ذمہ پر واجب ہو جانے سے نصاب ہلاک ہونے پر ساقط نہین ہوتی
جیسا دین کسیطرح ذمہ سے ساقط نہین ہوتا یہان دین مقیس علیہ اور زکوٰۃ مقیس ہی ہم کہتے ہین لا نسلم
کہ مقدار زکوٰۃ ذمہ پر واجب ہی بلکہ ادا کرنا اسکا واجب ہی اور ہم یہ کہین کہ وجوب ادا سے ہلاک مال ہونے پر
زکوٰۃ ساقط نہین ہوتی جیسا دین مطالبہ کے بعد ساقط نہین ہوتا تو ہم جواب دینگے دین کی صورت مین
ادا کا واجب ہونا ہم تسلیم نہین کرتے بلکہ روکنا حرام ہی جب تک کہ ذمہ داری سے باہر آوے تخلیہ کیسا تہہ یہ قبیلہ منع
علم سے ہے۔

اسیطرح جب کہا مسح رکن ہی وضو مین تو چاہیے کہ غسل کیطرح تین دفعہ مسح کرنا مسنون ہو علما حنفیہ کہتے ہین
ہم نہین مانتے کہ غسل مین تین دفعہ ہونا مسنون ہی بلکہ محل فرض مین عمل کا دراز کرنا مقدار فرض پر زیادتی ہے
جیسے قیام اور قراءۃ کو نماز مین دراز کرین غسل مین درازی عمل اسیطرح ہو سکتی ہی کہ کئی دفعہ وہ عمل کیا جاوے
تا محل کل محل کو مستوعب ہو اسیطرح باب مسح مین ہم کہتے ہین کہ دراز کرنا محل کا بطریق استیعاب مسنون ہے
اسیطرح کہا جاتا ہی طعام کے بدلہ طعام فروخت کرین نقد کی مانند طرفین سے قبضہ کرنا شرط ہی علما حنفیہ جواب
دیتے ہین کہ ہم تسلیم نہین کرتے نقود مین عقد کیوقت قبضہ کرنا شرط ہی بلکہ انکا معین کرنا شرط ہی تاکہ وہ دیا
کی بیع ادہار سے نہ ہو مگر نقود ہمارے نزدیک قبضہ کے بغیر متعین نہین ہوتے۔

قولِ موجب العلۃ کہتے ہین وصف کی علت تسلیم کر لینے کو اور بیان کرنے اس امر کے اس علۃ کا معلول سوائے
اسکے ہی جسکا دعوی معلل نے کیا ہی مثلاً یہ کہنا کہ مرفق یعنی کہنی وضو مین حد ہی پس غسل کے ماتحت داخل
نہین ہوگی کیونکہ حد محدود مین داخل نہین ہوتی ہم کہتے ہین مرفق غایۃ اور حد نہین بلکہ حد ساقط اور
غایۃ اسقاط ہی پس ساقط کے ماتحت داخل نہین ہوگی کیونکہ حد محدود مین داخل نہین ہوتی (یہان
معلول معلل کے دعوی کے سوا اور ہو گیا) اسیطرح کہا جاتا ہی رمضان کا روزہ فرض ہے پس

قضاء کے روزہ کے مانند معین کے بغیر درست نہین ہوگا ہم جواب دیتے ہین بلاشبہ فرض روزہ تعیین کے بغیر درست نہین مگر یہان تعیین شارع کیطرف سے پائی گئی ہے اگر سائل پھر یہ کہے کہ قضاء روزہ کیطرح بندہ کی طرف سے معین کے بغیر درست نہین ہم جواب دینگے قضاء تعیین کے بغیر درست نہین مگر قضاء مین شارع کیطرف سے تعیین ثابت نہین ہوئی اسیواسطے عبد کیطرف سے معین کرنا لازم ہوا اور رمضان مین شارع کیطرف سے خاص معین ہوگیا تعیین عبد کی ضرورت نہ رہی۔ قلب دو قسم ہے ایک یہ کہ جسکو علل یعنی مستدل نے علۃ حکم بنایا ہے اسکو معلول حکم ثابت کرے مثلا شرعی مسئلہ ہے یہ کہنا کہ کثیر طعام مین ربوٰکا جاری ہونا واجب کرتا ہے قلیل مین جاری ہونیکو بھی حال ثمنون کا ہے پس ایک مٹھی غلہ کا دو مٹھی غلہ سے فروخت کرنا حرام ہوا ہم کہتے ہین جاری ہونا ربوا کا قلیل مین واجب کرتا ہے کثیر مین جاری ہو نیکو مثلا اثمان مین یعنی سونے چاندی مین ماشہ اور تولہ مین بھی بعوض ستہ ماشہ ہم جنس ربوا ہوگا اسیطرح مسئلہ ملتجی بالحرم ہے یعنی جو شخص مثلا خون کرکے حرم شریف مکہ معظمہ مین جان بچانیکے واسطے پناہ پکڑے تو ہمارے نزدیک قتل نہ کیا جاوے مگر اسکو کہانا پانی نہ دیا جاوے تاکہ وہ مجبور ہوکر باہر نکلے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قتل کیا جاوے انکی دلیل یہ ہے کہ حرمت اتلاف نفس کی واجب کرتی ہے حرمت اتلاف طرف کو جیسے صید حرم کہ اسکے نفس کی حرمت حرمت طرف کو واجب کرتی ہے ہم جواب دیتے ہین قلب سے کہ حرمت اتلاف طرف کی علت ہے حرمت اتلاف نفس کی مانند حکم شکار کی پس جب سے کی علت اس حکم کی معلوم ہوگئی تو علۃ نہ رہی کیونکہ ایک ہی شئی علت اور معلول دونون نہین ہوسکتی۔

دوسری قسم قلب کی یہ ہے کہ مستدل نے جس چیز کو کسی حکم کی علت بنایا ہے سائل اسکو اس حکم کی ضد کی علت بنادے پس وہ دلیل سائل کے مفید ہوجاویگی اور پہلے دلیل مستدل کے مفید تھی مثلا مستدل نے کہا رمضان کا روزہ فرض ہے تو قضاء روزہ کی طرح اسکی تعیین فرض ہے سائل نے جواب دیا جبکہ رمضان کا روزہ فرض ہے اور اسکا دن معین ہے تو قضا کیطرح اسکے معین کرنے کی ضرورت نہین۔

عکس سے مراد یہ ہے کہ سائل مستدل کی اصل سے اسطرح دلیل پکڑے کہ مستدل کو مجبور ہوکر مابین اصل اور فرع کے فرق تسلیم کرنا پڑے مثلا مستدل کہے زیور استعمال اور ابتذال کیواسطے تیار کیا گیا ہے اسمین زکوۃ واجب نہین جسطرح استعمال کے لباس مین زکوۃ واجب نہین ہوتی ہم جواب دیتے ہین کہ اگر زیور بمنزلہ لباس کے ہوتا تو مردونکے زیور مین بھی زکوۃ نہ آتی حالانکہ اگر مرد زیور بناکر پہن لے تو زکوۃ لازم ہوگی۔

فساد وضع سے مراد یہ ہے کہ علۃ ایسا وصف قرار دیا جاوے کہ اُس حکم کے لائق نہ ہے مثلا بعض علماء

کہتے ہین اگر خاوند بی بی کافر ہون اور ان مین سے ایک مشرف با سلام ہو تو ایک کے اسلام لانیسے خلاف ہمارے علماءکے نزدیک نکاح برٹہ پڑیگا نکاح فاسد ہو جاویگا جسطرح دونو مین ایک کے مرتد ہو نیسے (نعوذ باللہ من ذلک) نکاح جاتا رہتا ہی اس دلیل مین سلام کو علۃ زوال ملک قرار دیا ہی ہم کہتے ہین اسلام کا کام ملک کو بچانیوالا ہی اسلام سے زوال ملک نہین ہوگا بلکہ پہلے ایک کے مشرف باسلام ہونیکے بعد دوسرے پر اسلام پیش کیا جاویگا اگر وہ بھی مشرف باسلام ہو گیا تو نکاح اول باقی رہیگا ہان اگر انکار کیا اور کفر پر مصر رہا تو تفریق کرادیجاویگی۔ اسیطرح طول حرہ کا مسئلہ ہی یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جو شخص آزاد ہو اور حرہ عورت سے نکاح کرنیکی استطاعت رکہتا ہو اسکو لونڈی سے نکاح کرنا درست نہین جیسا کہ حنفیو نکے نزدیک اگر اسکے گھر مین آزاد عورت ہو تو اسپر باندیسے بغیر آزاد ہوئے نکاح کرنا درست نہین سنو اس مسئلہ مین آزاد ہونا قادر علی النکاح جواز نکاح کا مقتضی ہی یہ وصف ملکو عدم جواز نکاح مین کسطرح موثر ہو سکتا ہی نقض کی مثال یہ ہی کہ شافعی مستدل نے کہا وضو چونکہ طہارۃ اور پاکیزگی ہی اسمین نیت کا کرنا شرط ہی جیسا تیمم مین نیت کا کرنا ضروری ہی علما حنفیہ نقض وارد کرتے ہین کہ کپڑے کا دہونا اور بدن کا دہونا بھی طہارۃ اور پاکیزگی ہی مگر اسمین نیت کا کرنا کسیکے نزدیک شرط نہین معارضہ کی مثال یہ ہی کہ شافعی مستدل نے کہا مسح سر کا وضو مین رکن ہی اسکا تین دفعہ کرنا مسنون ہی جسطرح دہونا بھی تین تین دفعہ ہی ہم کہتے ہین بلا شبہ مسح سر کا رکن ہی اسکو تین دفعہ کرنا مسنون نہین جسطرح اسکے ہم جنس مسح خف اور تیمم کو تین دفعہ کرنا مسنون نہین۔

فائدہ - دلائل اربعہ کتاب سنت اور اجماع و قیاس کی بحث پوری ہو چکی اسکے بعد اب احکام کا بیان شروع ہوتا ہی چنانچہ فرمایا حکم متعلق ہوتا ہی اپنے سبب سے اور ثابت ہوتا ہی علت سے اور پایا جاتا ہی شرط کے پائے جانے پر۔ سبب وہ ہی جو کسی شی کا راستہ ہو۔ اور درمیان مین واسطہ ہو مانند طریق کے کہ وہ سبب حصول مقصود کا ہوتا ہے بوجہ چلنے کے۔ اور مانند رسی کے کہ وہ پانی تک پہنچنے کا سبب ہے بوجہ ڈول ڈالنے کے پس اس تقریر پر جو طریق الی الحکم کسی واسطہ سے ہو شرعاً اسکا نام سبب ہے اور واسطہ کا نام علۃ ہی مثلاً اصطبل کے دروازہ کا کھولدینا یا پنجرہ کا کھولدینا یا غلام کی زنجیر کو کھولدینا ہر ایک انمین سے سبب ہلاک کا بوجہ واسطہ کے جو پایا جاتا ہی گھوڑے پرندے اور غلام سے جب سبب علۃ کے ہمراہ جمع ہو جاتا ہی تو حکم علۃ کیطرف منسوب ہوتا ہی سبب کیطرف منسوب نہین ہوتا مگر جہان نسبت علۃ کیطرف متعذر ہو تو سبب کیطرف اسوقت منسوب ہوگا۔ اسی پر ہمارے علماء نے حکم دیا ہی کہ جب چہری بچہ کو دیدی اور بچہ نے اس چہری سے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو وہ چہری کا دینے والا ضامن نہین ہوگا کیونکہ قتل خود بچہ کے فعل کیطرف منسوب ہی۔ اور اگر وہ چہری بچہ کے ہاتھ سے گری بچہ زخمی ہو گیا تو ضامن ہوگا۔ اور اگر بچہ کو گھوڑے پر بٹھا دیا بچہ نے گھوڑے کو چلا دیا اور وہ دائین بائین کو جا بچہ گر گیا اور مر گیا تو سوار کرانیوالا ضامن

نہیں ہو گا ہاں اگر سوار کرے وا سے ہی نے چلایا اور بچہ گرا تو ضامن ہو گا۔
اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو دوسرے کا مال بتلا دیا اور اسنے چرا لیا یا خود اس شخص کو بتلایا اسنے مار ڈالا یا قافلہ کو بتلایا اور انکو راستہ پر لوٹ لیا گیا ان تینوں مسئلوں میں بتلانیوالے پر ضمان نہیں آویگا۔ مگر مودع کا حکم اسکے خلاف ہے یعنی جس شخص کے پاس امانت رکھی ہوئی ہے اسنے چور کو امانت کا حال بتلا دیا اور چور نے چرا لیا یا محرم نے یعنی جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہوا ہے اسنے حرم کا شکار شکاری کو بتلا دیا شکاری نے شکار کو قتل کر ڈالا دونوں صورتوں میں ضمان آویگا کیونکہ مودع پر ضمان اس سبب سے ہے کہ اسنے حفاظت کو چھوڑ دیا جو اسکے ذمہ واجب تھی بتلانیکے سبب نہیں اور محرم پر ضمان اس سبب سے ہے کہ شکار کا بتلانا اسکے احرام ممنوعات میں سے ہے جیسے خوشبو کا لگانا اور دوسرے کپڑے کا پہننا اسکو ممنوع ہے غرض یہاں ضمان بسبب ممنوع کام کرنیکے ہے بتلانے سے نہیں مگر محرم کے ذمہ جنایۃ اسوقت لگائی جائیگی کہ قتل پایا جاوے قتل شکار سے پہلے جنایت نہیں پائی جائیگی کیونکہ ممکن ہے جنایۃ کا اثر باقی نہ رہے جسطرح زخم مندمل اور درست ہو جاوے کبھی سبب علۃ کے معنی میں ہوتا ہے تب حکم اسکیطرف منسوب ہوتا ہے یہ وہاں ہوتا ہے جہاں سبب کیوجہ سے علۃ پیدا ہو کیونکہ جب علۃ سبب کیوجہ سے ثابت ہوئی تو سبب علۃ العلۃ کے معنی میں ہو گا اور حکم سکیطرف منسوب ہو گا اسیواسطے علماء حنفیہ نے کہا جب کسی شخص نے دابہ چوپایہ کو چلایا اور اسنے روند کر یا سینگ مار کر کسی شے کو ضائع کر دیا تو چلانیوالا ضامن ہو گا۔ اور گواہ نے جب گواہی دیکر مال کو تلف کرایا پھر اسکی گواہی کا باطل ہونا ثابت ہوا کہ اسنے گواہی سے رجوع کیا ضامن ہو گا پہلی صورت میں دابہ کا چلنا چلانیکیطرف منسوب ہے اور قاضی کا حکم گواہی کیطرف منسوب ہے کیونکہ عادل کی گواہی کے بعد حق امر کے ظاہر ہونے پر قاضی قضا کو نہیں چھوڑ سکتا گویا وہ مجبور ہو گیا جسطرح جانور چوپایہ چلانیوالے کے فعل سے مجبور ہوا۔
پھر سبب کبھی قائم مقام علۃ کے کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت علۃ سے اطلاع نہ ہو تاکہ مکلف پر کام آسان ہو اسی سے علت کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے اور حکم کا مدار سبب پر ہوتا ہے مثلاً مسائل شرعیہ میں پوری نیند کا ہونا جب قائم مقام حدث کے ہوا تو حقیقت حدث کا اعتبار جاتا رہا بلکہ جب پوری نوم ثابت ہوا تو وضو کے ٹوٹ جانیکا حکم لگایا گیا اسیطرح خلوت صحیحہ قائم مقام وطی یعنی جماع کی ہوئی تو حقیقت وطی کا اعتبار نہ رہا جب خلوت صحیحہ ہو گئی کمال مہر لازم ہوگا اور اگر طلاق دی تو عدت لازم ہو گی۔
اسیطرح سفر جب حق رخصت میں قائم مقام مشقت کے کیا گیا تو نفس سفر پر حکم دائر ہو گا یہانتک کہ اگر بادشاہ اپنی اطراف سلطنت میں سفر کی مقدار کے مطابق سفر کریگا تو اسکو روزہ کے افطار کرنے اور نماز قصر کرنیکی رخصت ہو گی۔
کبھی غیر سبب کو مجازاً سبب کہا جاتا ہے جیسے قسم کہانا کفارہ کا سبب کہلاتا ہے حالانکہ فی الواقع قسم کفارہ کا سبب نہیں کیونکہ سبب وجود مسبب کے منافی نہیں ہوتا اور قسم وجوب کفارہ کے منافی ہے اسواسطے کہ کفارہ قسم کے توڑنے سے واجب ہوتا ہے اسوقت قسم نہیں رہتی۔ اسیطرح شرط کے ہمراہ حکم کے معلق کرنیکو سبب کہتے ہیں مثلاً طلاق اور عتاق کو معلق کیا کہ اگر تو گہر

حالانکہ فی الواقع تعلیق سبب نہین ہین کیونکہ حکم شرط کے پائے جانے پر پایا جاتا ہی اور تعلیق شرط کے موجود ہونے پر نہین رہتی
پس سبب نہین ہوگی دونون مین تنافی موجود ہی۔ **فصل**۔ احکام شرعیہ جو اسباب سے متعلق ہوتے ہین کیونکہ
وجوب ہماری عقلون سے غائب ہی پس ایسی علامت کا ہونا ضرور ہی جس سی بندہ وجوب حکم کو پہچانے اور اسی اعتبار
سے احکام اسباب کیطرف منسوب ہوتے ہین پس سبب وجوب نماز کا وقت ہی اس دلیل سی کہ نماز کے ادا کرنیکا خطاب وقت داخل
ہونے کے بعد متوجہ ہوتا ہی اور خطاب وجوب ادا کا مثبت ہے اور معلوم کرانیوالا ہی نفس وجوب کے سبب اس سے پہلے
مثلاً ہمنے کہا ادّ ثمن المبیع وادّ نفقة المنکوحة یعنی ادا کر مبیع کی قیمت اور ادا کر منکوحہ کے نفقہ کو (یہان ثمن بیع کرنے پر
اور نفقہ نکاح کرنے پر واجب ہو جاویگا مگر ادا کرنا دونونکا مطالبہ پر لازم ہوگا) یہان کوئی ایسی علامت موجود نہین
جسکو بندہ پہچانے سوا اسی وقت کے داخل ہونیکے پس معلوم ہوگیا کہ وجوب وقت کے داخل ہونیسے ثابت ہو جاتا ہی
دوم یہ کہ وجوب اُسپر بھی ثابت ہی جسکو خطاب شامل نہین مثلاً سویا ہوا اور بیہوش پس وقت سی پہلی وجوب نہین ہان دخول وقت سے
ثابت ہی۔ اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ جزو اول وجوب کا سبب ہے پھر اسکے بعد یعنی جزو اول کے سبب ثابت ہونیکے بعد دو طریقے ہین
ایک یہ کہ سببیت کا منتقل ہونا جزو اول سی دوسرے جزو تک جبکہ ادا جزو اول مین نہ پائی جاوی پھر جزو ثالث اور رابع تک یہانتک
کہ وقت آخر ہو پھر وہان سے وجوب منتقل نہین ہوگا وہین پایا جاویگا اور اس آخر جزو مین عبد مکلف کے حال کا اعتبار کیا جاویگا
اور اس جزو کی صفت کا خیال بھی کیا جاویگا عبد مکلف کے حال کا اعتبار کرنا اسطرح پر ہی کہ اگر وہ اول وقت مین نابالغ تھا
آخر جزو وقت مین بالغ ہوگیا یا اول وقت مین کافر تھا اُس آخر جزو مین مسلمان ہوگیا یا عورت اول وقت مین حائض یا نفاس والی
تھی اس آخر وقت مین حیض و نفاس سے پاک ہوگئی توان سب صورتون مین نماز واجب ہو جاویگی اسیطرح تمام صورتونکا حکم ہی جنمین
آخر وقت مین اہلیت پیدا ہو۔ اور اسکے برعکس حکم ہی جب آخر جزو وقت مین عورت کو حیض و نفاس آجاوے یا ایک دن رات
سے زیادہ مدت تک کسیکو جنون ہو جاوے یا بیہوشی لاحق ہو تو نماز ساقط ہوگی۔ اور اگر اول وقت مین مسافر تھا آخر وقت مین
مقیم ہوگیا تو چار رکعت نماز پڑھی اور اگر اول وقت مین مقیم تھا آخر وقت مین مسافر ہوگیا تو دو رکعت نماز پڑھے۔
اور یہان اعتبار صفت وقت کا اسطرح ہی کہ اگر یہ آخر جزو وقت کامل ہی تو عبادت کامل ہی ادا کرنی ہوگی مکروہ اوقات مین ادا
کرنیسے ساقط عن الذمہ نہین ہوگی مثلاً صبح کا آخر وقت کامل ہی جب آفتاب نکلتا ہی تو وقت فاسد ہو جاتا ہی تب وقت
ناقص نہین ہوتا واجب کامل ہی ادا کرنا پڑیگا۔ اگر آفتاب اثناء نماز مین نکل آیا تو نماز باطل ہوگی کیونکہ نہین ممکن ہوگا پورا کرنا نماز کا
اس موقعہ پر مگر نقصان کیساتھ (اور وہ درست نہوگا) اور اگر وہ جزو ناقص ہو مثلاً نماز عصر مین کہ آخر وقت مین بوجہ دھوپ
کے سرخ ہو جانیکے وقت فاسد ہو جاتا ہی تو اس موقعہ پر نماز جائز ہے کیونکہ وجوب اور ادا دونون مطابق ہین

دوسرا طریق یہ ہے کہ اجزاء وقت کے تمام جزء سبب قرار پائیں نہ بطور انتقال کے کہ اول جزء سے سببیت دوسرے جزء کیطرف منتقل ہو کیونکہ اسمین سبب شرعی کا ابطال ہے اور اس سے واجب کا مضاعف ہونا لازم نہین آتا کیونکہ جزء ثانی نے وہی ثابت کیا جو جزء اول سے ثابت کیا تھا اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک قول کیواسطے کئی علتونکا مترادف آنا اور دعووں مین گواہونکا زیادہ ہونا۔ اور روزہ کے فرض ہونیکا سبب ماہ صیام کے موجود ہونیپر خطاب متوجہ ہوتا ہے اور روزہ اسکی طرف منسوب ہوتا ہے (مثلا کہتے ہین صوم شہر رمضان) اور سبب زکوۃ کے واجب ہونیکا نصاب کا مالک ہوتا ہے وہ نصاب نامی ہو یعنی بڑہنے والا ہو حقیقۃً یا حکماً اور باعتبار وجوب سبب کے زکوۃ کا پہلے دینا باپ دادا مین درست ہے۔ اور حج کے فرض ہونیکا سبب بیت اللہ ہے کیونکہ حج اسکیطرف منسوب ہے (کہتے ہین حج بیت اللہ) اور تمام عمر مین ایکہی دفعہ حج کرنا فرض ہے مکرر کرنا نہین پڑتا اسیواسطے اگر استطاعت سے پہلے کسینے حج کرلیا تو وہ حج اسلام کے قائم مقام ہو جاویگا کیونکہ سبب (بیت اللہ) موجود ہے اور سبب ہی کیوجہ سے نصاب سے پہلے ادا زکوۃ کا مسئلہ حج کے مسئلہ سے جدا ہو گیا جب نصاب موجود نہین تو سبب بھی موجود نہین۔ اور سبب وجوب صدقہ فطر کا ایسے شخص کا اسکی اولاد یا غلامونمین سے موجود ہونا ہے جسکے خرچ کا ذمہ وار ہو اور متولی ہو اسیواسطے دن فطر سے پہلے صدقہ فطر کا ادا کرنا درست ہے۔ اور سبب وجوب عشر کا زمین نامیہ کا ہونا ساتھ حقیقت ریع کے (یعنی واقعی اسمین آمدنی ہو)۔ اور سبب وجوب خراج کا ان زمینون کا ہونا ہے جو زراعت کی صلاحیت رکھتی ہون وہ حکماً نامیہ ہین۔ اور سبب وجوب وضو کا بعض کے نزدیک نماز ہے اسلیے وضو اسی پر واجب ہے جسپر نماز واجب ہے اور جسپر نماز فرض نہین اسپر وضو بھی واجب نہین اور بعض علماء کہتے ہین وضو کے واجب ہونے کا سبب وضو ٹوٹ جانا اور نماز کا فرض ہونا اسکی شرط ہے سبب نہین اور یہی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نصاً منقول ہوا اور وجوب غسل کا سبب حیض و نفاس اور جنابت ہے۔

فصل

کہا امام ابوزید رحمۃ اللہ علیہ نے موانع چار قسم ہین ایک مانع وہ ہے جو انعقاد علۃ کو روکے دوم مانع وہ ہے جو علۃ کے تمام ہونیکو منع کرے سوم مانع وہ ہے جو ابتداء حکم کو روکدے چہارم مانع وہ ہے کہ دوام حکم کو مانع ہو۔ پہلی قسم کی مثال آزاد اور مردار اور خون کا فروخت کرنا کہ بوجہ محل بیع نہ ہونیکے یہان انعقاد علۃ نہین پایا جاتا پس نتیجہ حکم یعنی ملک حاصل نہین ہوگی۔ اور اسیطرح ہمارے نزدیک تمام تعلیقات کا حکم ہے کیونکہ تعلیق انعقاد تصرف کو روکتی ہے وجود شرط سے پہلے اسکو علۃ نہین ہونے دیتی جیساکہ ہمنے ذکر کیا اسیواسطے اگر کسینے قسم کہائی کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق نہین دیگا پہر تعلیق بدخول الدار کردی یعنی کہدیا ان دخلت الدار فانت طالق تو اس تعلیق سے حانث نہین ہوگا قسم نہین ٹوٹے گی۔

دوسری قسم کی مثال ہلاک ہوجانا نصاب کا ہو سال کے اندر دیہ امر علۃ کے تمام ہونیکو مانع ہی کیونکہ
نصاب کا سال بھر رہنا علۃ وجوب زکوٰۃ کی ہی یا مثلاً کسی دعوی میں دو گواہون مین سے ایک گواہ نے گواہی
نہ دی تو تمام علۃ یعنی حکم کے ہونیکو مانع پیدا ہوگیا یا مثلاً کسینے کسی شخص سے عقد بیع کی اور اسمین سے
نصف کو لوٹا دیا تو یہ بھی مانع عن تمام العلۃ ہے۔
تیسری قسم کی مثال بیع بشرط الخیار ہی دکہ یہ ابتداء حکم کو مانع ہی) اور صاحب عذر کیواسطے وقت کا باقی رہنا
دکہ جب تک وقت باقی رہیگا وضو نہین ٹوٹے گا۔)
چوتھی قسم کی مثال خیار بلوغ خیار عتق خیار رؤیۃ ہے یعنے جب باپ دادے کے سوا اور کسینے نابالغہ کا نکاح
کردیا تو بالغہ ہونے پر اسکو اختیار ہے خواہ نکاح قائم رکھے یا فسخ کردے۔ اسیطرح جب لونڈی منکوحہ کو آزاد کردیا اسکو
نکاح کے باقی رکھنے یا فسخ کردینے کا اختیار ہے۔ اسیطرح جب بے دیکھے کوئی چیز خریدی دیکھنے پر وہ معیوب
معلوم ہوئی تو مشتری کو اختیار ہی بیع باقی رکھے یا فسخ کردے۔
اور خاوند کا غیر کفو ہونا اسی قاعدہ کے متعلق ہی۔ اور یہ قسم رابع اس اعتبار سے ہی کہ علۃ شرعیہ کا تخصیص کرنا
جائز ہی اور جو عالم علۃ کی تخصیص کے جواز کے قائل نہین انکے نزدیک مانع تین اقسام ہین ایک وہ جو ابتداء علۃ کو
مانع ہو دوم وہ جو تمام علۃ کو مانع ہو سوم وہ جو دوام حکم کو مانع ہو۔ اور جب علۃ پوری ہوگی تو ضرور حکم ثابت ہوجاویگا
اسپر یہ کہا جایگا کہ جسکو فریق اول نے مانع ثبوت حکم مقرر کیا ہی اسکو فریق ثانی نے مانع تمام علۃ قرار دیا ہی اسی قسم سے
فریقین مین کلام دائر ہے۔

فصل، فرض کے معنی لغت مین تقدیر ہین یعنی مقرر کرنا مفروضات شرع مین کہ انمین کم زیادہ
کا احتمال نہین شرعاً فرض کی تعریف یہ ہی جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اسکا حکم یہ ہی کہ اسپر عمل کرنا اور اعتقاد رکھنا لازم ہے
وجوب کے معنی سقوط کے ہین یعنی جو بندہ پر بغیر اسکے اختیار کے ساقط ہو بعض کے نزدیک اسکا ماخذ وجبہ ہی جسکے
معنی اضطراب کے ہین واجب کا یہ نام اسواسطے ہی کہ وہ مضطرب ہی مابین فرض اور نفل کے پس حق عمل مین فرض ہی کہ اسکا
ترک کرنا درست نہین اور حق اعتقاد مین نفل ہی یقیناً اسپر اعتقاد رکھنا ہمارے ذمہ لازم نہین شریعت مین واجب وہ ہے
جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جسمین شبہ ہوتا ہو مثلاً وہ آیۃ جسمین علماء نے تاویل کی ہو اور احادیث آحاد صحیحہ حکم اسکا
وہ ہے جو ہمنے پہلے بتلادیا۔ سنۃ عبارت ہی طریقہ مسلوکہ دین مین پسندیدہ سے خواہ وہ طریقہ حضور رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو یا حضور کے صحابہ سے ثابت ہو کیونکہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو انکو دانتوں سے پکڑو) حکم سنت کا یہ ہے کہ اسکے بجا لانے پر ثواب ہے اور اسکے ترک کرنے پر ملامت ہے مگر عذر سے چھوٹ جائے (تو اللہ معاف کرنیوالا ہے) نفل عبارت ہے زیادہ سے (یعنی جو عبادت فرض و واجب اور سنۃ سے زیادہ ہو) غنیمت کو نفل اسیواسطے کہتے ہین کہ وہ اصل مقصود جہاد سے زائد امر ہے حکم اسکا یہ ہے کہ اسکے کرنے پر ثواب ہے نہ کرنے پر مواخذہ نہین نفل اور تطوع دونوں باہم نظیرین ہین (ایک دوسرے سے ملتی ہین)

فصل عزیمت عبارت ہے قصد سے جبکہ نہایت موکد ہو اسیواسطے علماء حنفیہ نے کہا کہ ظہار کے موقعہ پر (کسی شخص نے اثناء کفارہ مین) اپنی زوجہ سے ہم بستر ہونیکا عزم (پختہ ارادہ) کرلیا تو اسکو از سر نو کفارہ دینا ہوگا۔ یہ عزم بمنزلہ موجود کے ہے دلالت کے قائم ہونیکے وقت اسکا موجود ہونیکا اعتبار کرنا درست ہوگا اسیواسطے اگر کسی نے کہا عزم (مین پختہ ارادہ کرتا ہون) اس مین اسکے ذمہ قسم ہوجاویگی۔

شرعاً عزیمت سے مراد وہ احکام ہین جو ابتداً ہمارے اوپر لازم ہوتے ہین اسیواسطے عزیمت انکا نام رکھا گیا کہ نہایت موکد ہین انکا سبب ہی باعث تاکید ہے کیونکہ وہ حکم دینے والا مفترض الطاعۃ ہمارا معبود ہے ہم سب اسکے بندے ہین عزیمت کے اقسام وہی ہین جو مذکور ہوچکے (فرض واجب)

رخصت سے مراد آسانی اور سہولت ہے شرعاً اسکی تعریف یہ ہے کہ متوجہ کرنا مشکل حکم کا آسانی کیطرف بوجہ معذور ہونے مکلف کے انواع رخصت مختلف ہین جسطرح انکے سبب مختلف ہین اسباب عباد مکلفین کے عذر ہین اور انجام کار رخصت کی دو قسم ہین ایک انمین سے رخصت فعل کی باوجود باقی رہنے حرمت کے جسطرح کسی جنایۃ مین معاف کر دیتے ہین مثلاً کلمہ کفر کا زبان پر جاری ہوجانا بوجہ اکراہ کے اور باقی رہنے اطمینان قلب کے یا کوئی زبردستی حضور نبی علیہ السلام کی شان پاک مین (نعوذ باللہ من ذلک) گستاخانہ کلمہ کہلوائے یا مسلمان کا مال تلف کرائے یا کسی کو ظلماً قتل کرائے کہ بحالت اکراہ وخوف جان ان محرمات کے ارتکاب کی اجازت ہے مگر حکم اس قسم کے مواقع مین یہ ہے کہ اگر صبر کرے یہانتک کہ مقتول ہوجاوے تو ثواب پاویگا کیونکہ یہ شخص بخیال تعظیم حکم شرع شریف ارتکاب جرم سے بچا رہا۔ دوسری قسم رخصت کی یہ ہے کہ صفۃ فعل تبدیل ہوجاوے اور مکلف کے حق مین مباح ہوجاوے فرمایا اللہ کریم نے فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم پس جو شخص بھوک مین بیقرار ہوا اور گناہ کے نزدیک ہونیوالا نہ ہو تو اللہ بخشنے والا اور معاف کرنیوالا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص بھوک سے بیقرار ہونے پر مردار کھالے یا پیاس سے بیقرار ہونے پر شراب پی لے کہ اسکے حق مین ایسی حالت مین مباح ہین اسکا حکم یہی

کیا ہو باوجودیکہ حالت ضرورت و حالت مخمصہ کے اگر نہ کھایا اور نہ پیا تو گنہگار ہوگا گویا اُسنے خود اپنے آپ کو مار ڈالا۔

فصل ۔ دلیل کے بغیر حجۃ لانا چند اقسام ہی منجملہ انکے علۃ کے نہونے سے دلیل پکڑنا حکم کے نہونے پر مثلاً بعض علماء کہتے ہیں قے وضوء کو توڑنیوالی نہیں کیونکہ وہ سبیلین سے نہیں نکلی دمگر یہ درست نہیں کیونکہ وضوء کا ٹوٹنا غیر خارج من السبیلین سے بھی ثابت ہی کیونکہ حدیث شریف مین خون سے اور پیپ کے نکلنے سے وضوء کا ٹوٹنا ثابت ہے یا بعض علماء کہتے ہین کہ اگر ایک بھائی دوسرے بھائی کو خریدے تو آزاد کرنا لازم نہین کیونکہ ان دونون مین ایسا تعلق نہین کہ ایک دوسرے کے فرع یا اصول ہون دمگر یہ دلیل کمزور ہی کیونکہ آزاد کرنیکیواسطے قرابت رحم محرم کا ہونا ضروری ہی اصول فروع ہون یا نہ ہون) کسینے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ اگر ایک بچہ نابالغ اور مرد بالغ دونون ملکر کسیکو مار ڈالین تو اس مرد بالغ شریک فعل نابالغ پر قصاص آویگا یا نہین۔ فرمایا قصاص نہین آویگا کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہی (اور جب بچہ نابالغ ماخوذ بالقصاص نہ ہوا تو اسکے شریک پر بھی قصاص واجب نہین ہوگا کیونکہ قتل دونون کے فعل کا نتیجہ تھا) پھر سائل نے سوال کیا کہ اگر باپ اپنے پسر کو قتل کرے اور باپ کے شریک اس قتل مین دوسرا شخص بھی ہو تو چاہیے کہ اس شریک پر قصاص لازم ہو کیونکہ باپ مرفوع القلم نہین ہی یہان تمسک عدم علۃ سے عدم حکم پر ہی جیسے کسینے کہا فلان شخص اسواسطے نہین مرا کہ وہ چہت سے نہین گرا دکیا ہر شیکی علت چہت سے نہ گرنا ہی غرض اس قسم کا استدلال نہایت کمزور ہے)

ہان جسجگہ حکم کی علت ایک معنی خاص اور ملوہ خاص مین منحصر ہو تو وہ معنی حکم کیلازم ہونگے اُن معنی کے انتفاء سے حکم کا انتفاء ہو جاویگا مثلاً امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی مغصوبہ کنیز کا بچہ مضمون نہین کیونکہ وہ مغصوب نہین اور جب قتل کے گواہ قاتل سے قصاص لینے کے بعد اپنی گواہی سے رجوع کر جائین تو اُن پر قصاص نہین آتا کیونکہ وہ قاتل نہین (مگر دیۃ لازم ہوگی) پہلے مسئلہ مین جب بچہ مغصوبہ کا مغصوب نہین تو اسکا ضمان بھی نہین کیونکہ ضمان غصب کو لازم ہے اور دوسرے مسئلہ مین جب گواہو نسے قتل نہین ہوا تو انپر قصاص بھی نہین قصاص قتل کا بدلہ ہی۔

ایسا ہی دلیل پکڑنا استصحاب حال کیساتھ تمسک بعدم الدلیل ہی کیونکہ موجود ہونا کسی چیز کا اسکے باقی رہنے کو لازم نہین کرتا پس یہ مدافعت کے لائق ہو سکتا ہی الزام کے قابل نہین ہو سکتا (فائدہ) استصحاب سے یہ حکم لگانا کسی چیز کے فی الحال ثابت ہونے پر کیونکہ وہ پہلے سے ثابت ہی اسواسطے کہ کسی چیز کا موجود ہونا دلیل ہی اسکے باقی رہنے پر جب تک کہ کسی دلیل سے اسکا انتفاء ثابت نہ ہو) مگر یہ دلیل کمزور ہی جیسا کہ مذکور ہوا اسیواسطے علماء حنفیہ نے فرمایا کہ مجہول النسب آزاد ہی۔ اگر اسپر کسینے غلام ہونیکا دعوی کیا پھر اسپر

جنایت کی نوجوتا وان آزادکا آتا ہی وہ اسپر واجب نہین ہوگا کیونکہ تاوانکا واجب کرنا الزام ہی بغیر دلیل کے ثابت نہ ہوگا اسی پر علما حنفیہ فرماتے ہین کہ جب حیض کا خون دس روز سے زیادہ ہوا اور عورت حائضہ ہی پہلے سے علامت معروفہ ہی وہ عورت اپنی عادت کیطرف لوٹائی جاویگی (یعنی اگر سات دن خون حیض آنیکی عادت ہی تو سات ہی دن قرار دئے جاوینگے) اور زائد کو استحاضہ کہینگے کیونکہ زائد علی العادۃ متصل ہوگیا دم حیض اور دم استحاضہ کیساتھ دونون کا احتمال پیدا ہوگیا اگر ہم نقص عادۃ یعنی عادت کے ٹوٹنے کا حکم دین تو یہ عمل بلا دلیل ہوگا۔

اسیطرح جسکو بالغ ہوتے ہی خون استحاضہ شروع ہوگیا تو اسکا حیض دس دن کا ہی کیونکہ دس دن سے کم مین احتمال حیض اور استحاضہ دونون کا ہی اگر ہم حیض کے نہ ہونیکا حکم دین تو عمل بلا دلیل لازم آویگا بخلاف اسکے کہ دس دن کے بعد خون حیض آئے وہ اسکو استحاضہ ہی کہینگے حیض دس دن سے زائد نہین ہوا کرتا۔

اور اس بات کی دلیل کہ جس حکم کیساتھ دلیل نہ ہو وہ مدافعت مین کارآمد ہو سکتا ہی الزام مین نہین ہو سکتا مفقود کا مسئلہ ہی مفقود کی میراث کا مستحق غیر نہین ہو سکتا اور اگر مفقود کے اقارب مین سے بحالت مفقود کی اسکے کوئی فوت ہو جاوے تو مفقود بھی اسکا وارث نہین ہوگا غرض یہان غیر کا استحقاق دلیل کے بغیر نہ رہا اور دلیل کے بغیر خود اسکو بھی استحقاق ثابت نہ ہوا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا عنبر مین (جو پانی سے نکلتا ہی) خمس (پانچوان حصہ) نہین کیونکہ اسمین کوئی اثر (قول صحابی) وارد نہین ہوا۔ اور یہ بلا دلیل تمسک پکڑنا ہی۔

جواب اسکا یہ ہی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے معذرۃ کے طور پر فرمایا ہی کہ عنبر مین خمس کا حکم اسواسطے نہین دیا کہ نہ قیاس سے تائید ملی اور نہ اثر دیکھا گیا۔ چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہی کہ آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہی جو عنبر مین خمس نہین آتا فرمایا عنبر مچھلی کی مانند ہی مچھلی مین خمس نہین اسیطرح اس مین بھی نہین پھر عرض کیا مچھلی مین کسوجہ سے خمس نہین آتا ارشاد فرمایا مچھلی پانی کی مانند ہی اور پانی مین خمس نہین تو مچھلی مین بھی خمس نہین۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب ازالۃ الغواشی ترجمۂ اردو اصول الشاشی از رشحات کلک جواہر سلک ستودہ محامد حضرت مولوی محمد مشتاق احمد صاحب دامت برکاتہم ماہ رجب المرجب ۲۵ ۹۳

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

نام کتاب	قیمت
تصحیح مطالب اور تبیین معانی	
نفیسہ مین بمثل ہین و نون	
شرحین بالاستیعاب اسکے	
تحت مین بخط نسخ صفحہ بصفحہ	
چڑھائی گئی ہین اور بعض فوائد	
مولانا شیخ محمد محدث تھانوی رح	
اور دیگر حواشی بغیارہ قدیمہ	
وجدیدہ بخط نستعلیق حاشیہ پر	
لکھے گئے ہین غرضکہ یہ کتاب	
تینون شرحون کی حامل ہے	
اور اپنی تمام خوبیون تصحیح و	
خوشخطی وغیرہ کے لحاظ	
سے قابل قدر ہے۔	[illegible]
ایضاً کاغذ سیمی تقطیع کلان	[illegible]
ایضاً کاغذ ولایتی۔	۸؍
تسخیر منظوم۔ ترجمہ اردو	
چہل حدیث۔ مجتبائی	۱؍
کہف المتین خلاصہ حصن حصین	
معہ ترجمہ اردو بامحاورہ	
یہ تو ظاہر ہے کہ کتاب حصن	
حصین وردو وظائف مین	
ایسی صحیح معتبر مستند اور	
مقبول خاص و عام ہے کہ	
محتاج تعریف و اظہار نہین	
اسمین وہ دعائین ہین جنکو	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے	

نام کتاب	قیمت
حصول مقاصد و دفع مضرات	
کیواسطے اپنی زبان مبارک	
سے ارشاد فرمائین لیکن	
حسب قاعدہ قدماء محدثین	
ادعیہ ماثورہ اور اشارات	
زائدہ پر شامل ہے اسلیے	
جامع کمالات صوری و	
معنوی واقف اسرار حقیقی	
وجلی پیشواء علماء مقتداء	
عرفا حضرت مولانا شاہ	
محمد معصوم صاحب	
نقشبندی مجددی دام	
انوار مجدہم کا شمس بازغہ	
نے بنظر سہولت ونفع عام	
مکررات اور زوائد کو نکالکر	
اسکو ملخص کرکے دو حصون	
اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا	
حصہ اول مین وہ دعائین	
تحریر فرمائین ہین جو شارع	
کیطرف سے کسیوقت و سبب	
اور حاجت کے ساتھ مخصوص	
نہین اور اس حصہ کے موافق	
تعداد ایام کی سات منزلین	
قرار دین۔ (ہر دن کے	
واسطے ایک منزل) جسکو	
ہر شخص باسانی پندرہ منٹ	

نام کتاب	قیمت
مین پڑھکر فوائد دارین	
حاصل کرسکتا ہے اگر اس	
حصہ مین کوئی خاص دعا	
آگئی ہے تو حاشیہ پر اسکا	
اشارہ کردیا ہے دوسرے	
حصہ مین وہ دعائین ہین	
جو کسیوقت یا سبب یا حاجت	
کے ساتھ خاص ہین خاتمہ	
مین قرآن شریف ذکر تسبیح	
تہلیل استغفار دعا کے	
فضائل وغیرہ ذکر فرمائے	
ہین اور اسکا تاریخی نام	
کہف المتین من منہج	
الرسول الامین ہے	
اور اس کا ترجمہ بھی بامحاورہ	
بین السطور مین تحریر ہے۔	۱۰؍
ایضاً مجلد چرمی	۱۵؍
اصول الشاشی محشی	
بحواشی جدید مجتبائی۔	۵؍
ایضاً کاغذ ولایتی۔	۶؍
حسامی مع شرح النظامی	
مجتبائی مطبع نے اس	
کتاب کو بہت سے قلمی اور	
مطبوعہ نسخون سے اول	
صحیح کرکے خوشخط جلی قلم	
سے لکھوایا ہے پھر مفید	

نام کتاب	قیمت
حواشی اس طور سے معتبر	
اور نایاب کتابون سے	
چڑھائی ہین جو ایک عمدہ	
شرح کا کام دیتے ہین شائقین	
مطالعہ سے اسکی خوبیان	
ملاحظہ کرینگے صورت	
ظاہری اور سیرت معنوی	
سے محظوظ ہونگے۔	[illegible]
رسالہ اصول فقہ	
از مولوی اسمعیل شہید	
محشی۔ مجتبائی۔	۲؍
فصول شرح اصول الشاشی	
مجتبائی محشی بحواشی جدیدہ	[illegible]
ایضاً۔ گندہ کاغذ	[illegible]
کشف المبہم شرح مسلم	
الثبوت مجتبائی۔	[illegible]
مسلم الثبوت محشی مع	
اضافہ حواشی نافعہ صحیحہ۔	
مجتبائی۔	۵؍
ایضاً کاغذ ولایتی۔	۶؍
نامی شرح حسامی از	
مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب	
مؤلف تفسیر حقانی مجتبائی	
نظر ثانی شدہ مصنف۔	[illegible]
ایضاً کاغذ موٹا و سفید	
و چکنا مجتبائی	[illegible]

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
انوار الانوار شرح المنار مع		غنیۃ المستملی محشی مع		کاغذ ولایتی۔	۱۴ر	بکتے ہین۔ مجتبائی ۱ر
حاشیہ مولانا عبدالحلیم مرحوم		حل لغات حاشیہ عین النجلی		تقویۃ الایمان مجتبائی		الرائے النجیح فی عدد رکعات
مسمی بہ قمر الاقمار۔	پچر	مجتبائی کاغذ سفید گندہ		اسکے ساتھ حسب ذیل		التراویح مسئلہ عدد پر رسالہ
قدوری مع حاشیہ التنقیح الضروری		طبع جدید۔	عمر	رسائل ہین تقویۃ الایمان		جسکو مولانا رشید احمد
مجتبائی۔ کاغذ ولایتی	۱۱ر	ایضاً کاغذ ولایتی	۸ر	تذکیر الاخوان تتمہ بارہ		صاحب محدث گنگوہی نے
کنز الدقائق مع شرح		ہدایہ محشی مولوی عبدالحی رح		تقویۃ الایمان و دربارہ		نہایت تحقیق و تدقیق
عربی مسمی بہ کنوز الحقائق		مرحوم کامل در دو جلد مجتبائی	عـه	علم غیب۔ ترجمہ اردو		لکھا ہے مجتبائی۔
مجتبائی یہ شرح حاشیہ پر		جلد اول صہ جلد دوم صہ		عقائد نامہ شیخ عبدالحق		شروط المذاہب
ہندوستان چھاپی گئی ہے		ایضاً محشی بحواشی مولوی		منظوم حقائق الاشرار و		مجتبائی یہ ایک معتبر کتاب
اور یہ تمام شرح معتبرہ		محمد حسن سنبھلی کامل در		ہدایۃ الایمان منظوم در		ہے مسائل صوم و صلوۃ
مثل عینی و مستخلص۔		دو جلد کشوری۔	ہیجے	تفصیل گناہ کبیرہ و		کے متعلق چارون امامون
فتح المعین بحر الرائق طائی		احسن المسائل اردو		شجرۂ ایمانیہ۔ و خط		کے مفتی بہ مسائل لکھے ہین
وغیرہ بڑی بڑی نایاب		ترجمہ کنز الدقائق مجتبائی		مولوی محمد اسمعیل		جسکے دیکھنے سے فوراً معلوم
کتابون کا لب لباب ہے		کنز کے اردو ترجمے اور بھی		شہید رح۔	۹ر	ہو جاتا ہے کہ یہ مسئلہ
جسکو فاضل اجل مولانا		لوگون نے کئے ہین مگر یہ		حق السماع بتحقیق		امام کے مذہب مین اسطرح
محمد حسن نانوتوی مدرس		ترجمہ فاضل اجل مولانا		جواز عدم جواز سماع بدلائل		ضروری ترجمہ قدوری
علماء دیوبند نے سطور کے		مولوی محمد حسن کا ہے		معقول و منقول فروع		مجتبائی۔ اردو با محاورہ ترجمہ
صرف سے مرتب کیا ہے		حرف بحرف کنز الدقائق		و اصول از مولوی محمد		ہے مترجم نے کم استعداد اور عام
یہ کتاب اپنی تمام شروح		مطبوعہ کے موافق ہے		اشرف علی صاحب تھانوی اردو		لوگون کی تفہیم کیلئے اس ترجمہ کو
کی حامل ہے اس سے معلمین		ترجمہ ہوا ہے جابجا مترجم نے		مجتبائی۔	۱ر	سوال و جواب کے پیرایہ مین ادا ایسی
و متعلمین کو بڑی بڑی		توضیحات و تصریح کی ہے		رفاہ المسلمین ترجمہ		متانت اور خوش اسلوبی کے ساتھ
ضخیم کتابون اور قیمتی شروح		اور اسکی مطابقت عینی		اردو مسائل اربعین از		بیان کیا ہے جس سے ادنی لیاقت کا
سے مستغنی کر دیا ہے کاغذ سفید	ہیجے	سے بھی کیگئی۔ ترجمہ		مولانا محمد اسحق رح۔ مسائل		آدمی بھی بلا مدد غیرے قدوری
ایضاً کاغذ ولایتی چکنا	للعه	با محاورہ ہے اس سے		ضروری حالات ولادت		کے باریک اور اہم مسائل نہایت
ایضاً کاغذ ولایتی چکنا		بہتر کنز کا سلیس اردو		تا وفات جو کچھ کرنا چاہیئے		آسانی کے ساتھ بخوبی
تقطیع کلان۔	ضعہ	مین عام فہم ترجمہ نہین ہوا۔		وہ سب بصراحت		سمجھ سکتا ہے اور عام اردو خوان